تصانیف احمدیہ

حصہ اوّل۔ جلد پنجم

مشتمل بر کتب و رسائل مذہبی

تفسیر القرآن

جلد چہارم

تفسیر سورہ انفال۔ تفسیر سورہ توبہ۔ تفسیر سورہ یونس

سنہ ۱۳۲۳ھ مطابق سنہ ۱۹۰۶ء

حسب فرمایش آنریری منیجر ڈیپوٹی بک ڈپو مدرسۃ العلوم علی گڈھ بتصحیح مولوی سید جلال الدین حیدر صاحب

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان طبع شد

مختصر فہرست کتب موجودہ دوکان الفرض مدرسۃ العلوم علی گڈھ

نام کتاب	قیمت
حمائل شریف مترجمہ ڈاکٹر مولوی حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی کاغذ سفید متن حنائی مجلد معہ تقرین حمیل	سے ۱۲ر
ایضاً " " ایضاً " " " بلا جلد	عا ۸ر
قرآن شریف " " ایضاً " " " مجلد	سے ۱۰ر
ایضاً " " ایضاً " " " بلا جلد	سے ر
قرآن شریف مترجم ہشت پہل معہ ترجمہ تفسیر حسینی اردو کاغذ سفید ولایتی بلا جلد	اعہ ر
ایضاً " ایضاً " " " دیسی	سے ر
تفسیر القرآن جلد اول مصنفہ سر سید احمد مرحوم اس جلد میں سورۂ فاتحہ اور سورہ بقر کی تفسیر ہے مطبوعہ مفید عام آگرہ مجلد مطلا	سے ۸ر
ایضاً " " " " " " مجلد سادہ	عا ۱۲ر
تفسیر القرآن جلد دوم اس جلد مین سورہ آل عمران ۔ سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ کی تفسیر ہے مطبوعہ مفید عام آگرہ مجلد مطلا	سے ۸ر
ایضاً " " " " " " مجلد سادہ	عا ۱۲ر
تفسیر القرآن جلد سوم اس جلد مین سورۂ انعام اور سورہ اعراف کی تفسیر ہے مطبوعہ ٹائپ کاغذ سفید مجلد مطلا	ہلے ر
ایضاً " " " " " کاغذ زرد جلد سادہ	للعہ ر
تفسیر القرآن جلد چہارم ۔ اس جلد مین سورۂ انفال ۔ سورہ توبہ ۔ سورہ یونس کی تفسیر ہے ۔ مطبوعہ ٹائپ کاغذ سفید جلد طلائی	سے ر
ایضاً " " " " " کاغذ زرد سادہ	سے ر
تفسیر القرآن جلد پنجم ۔ اس جلد مین سورہ ہود ۔ سورہ یوسف سورۂ رعد ۔ سورہ ابراہیم سورہ حجر ۔ اور سورہ نحل کی تفسیر ہے مطبوعہ ٹائپ مجلد مطلا	سے ر
تفسیر القرآن جلد ششم اس جلد مین سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر ہے مطبوعہ ٹائپ کاغذ سفید جلد طلائی	سے ر
ایضاً " " " " " زرد " سادہ	سے ۸ر
خطبات احمدیہ ۔ مصنفہ سر سید احمد خان مرحوم ۔ کاغذ عمدہ جلد پختہ	سے ۱۲ر
ایضاً " " " " جلد خام	سے ر

فہرست مضامین جلد چہارم تفسیر القرآن

تصانیفِ احمدیہ

حصّہ اوّل۔ جلد پنجم

مشتمل بر کتب و رسائل مذہبی

تفسیرُ القرآن

جلد چہارم

تفسیر سورہ انفال۔ تفسیر سورہ توبہ۔ تفسیر سورہ یونس

سنہ ۱۳۲۳ھ مطابق سنہ ۱۹۰۶ء

حسب فرمایش آنریری منیجر ڈپوٹی بک ڈپو مدرستہ العلوم علی گڑھ بہ تصحیح مولوی سید جلال الدین حیدر صاحب

در مطبع مفیدِ عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ

(۱) (یسئلونک عن الانفال) جو مال کہ لڑائی میں ہاتھ لگے اوسکو انفال کہتے ہیں۔ اس سورہ مین جنگ بدر کا ذکر ہے۔ جنگ بدر کے واقعہ پر مخالفین اسلام نے بہت کچھ الزام لگائے ہیں جنکی نسبت بالتفصیل ہم بحث کرینگے لیکن اول مختصر اُس واقعہ کو بلا کسی قابل بحث اشارہ کے لکھتے ہیں اور اوسکے بعد اُسکی بحث طلب جزئیات کو بیان کرینگے۔ بدر ایک چشمہ کا نام ہے جو وادی صفرا کے اخیر ینبوع کے قریب بحر احمر کے کنارہ کے پاس مدینہ سے تین منزل پر واقع ہے۔ اُس چشمہ کے سبب سے وہ مقام مشہور ہوگیا ہے۔ عرب میں پانی کی نہایت قلت ہے اور جہان کہیں چشمہ ہوتا ہے وہ جگہہ مشہور اور نہایت عزیز ہو جاتی ہے جس لڑائی کا اس سورہ میں ذکر ہے وہ اسی مقام پر ہوئی تھی اور اسی لئے جنگ بدر کے نام سے مشہور ہے۔

> بدر بالفتح ثم السکون ماء مشہور بین مکۃ والمدینۃ اسفل وادی الصفراء بینہ و بین البحار وھو ساحل البحر لیلۃ بہ کانت الوقعۃ المشہورۃ بین النبی صلعم واھل مکۃ (مراصد الاطلاع)

شام کے ملک سے قریش کا ایک قافلہ جس میں تیس چالیس آدمی تھے ابی سفیان کے ساتھ بہت سامان اسباب لئے ہوے مکہ کو آتا تھا۔ انہی دنوں میں مکہ کے قریش نے بہت سے آدمی لڑائی کیلئے جمع کئے اور مکہ سے کوچ کیا۔ انہی دنوں میں رسول خدا صلعم نے تین سو لڑنے والے لوگون کے ساتھ مدینہ سے کوچ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بمقام بدر آنحضرت صلعم اور مکہ کے قریش سے لڑائی ہوئی۔ یہ واقعہ ۲ سنہ ہجری میں واقع ہوا۔

اب چند امر اس میں بحث طلب ہیں۔ اول یہ کہ۔ مکہ کے قریش نے کیون لڑائی کے لئے لوگ جمع کئے تھے اور کیون لڑنے کے ارادہ سے نکلے تھے۔ تمام مسلمان مورخ لکھتے ہیں کہ قریش مکہ کو یہہ خبر پہونچی تھی کہ آنحضرت صلعم کا ارادہ ابی سفیان والے قافلہ کے لوٹنے کا ہے اسلئے اُنہون نے اُس قافلہ کے بچانے کو لوگ جمع کئے اور لڑائی کے ارادہ سے نکلے۔

اگر یہہ روایتیں صحیح مان لیجاویں تو بھی یہ بات لازم نہیں آتی کہ جو خبر اُنکو پہونچی تھی وہ صحیح تھی اور

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان

تجھسے پوچھتے ہیں لڑائی میں ہاتھ آئے ہوئے مال سے۔ کہدے کہ لڑائی میں ہاتھ آیا ہوا مال اللہ اور رسول کا ہے۔

درحقیقت آنحضرت صلعم کا ارادہ اُس قافلے کو لوٹنے کا تھا۔ علاوہ اسکے جبکہ قریش مکہ نے بہت سے لڑنے والے آدمی جمع کرکے لڑائی کے ارادہ پر کوچ کیا تھا تو اس بات کا کسی طرح سے یقین نہیں ہو سکتا کہ اُنکا ارادہ صرف اُس قافلہ ہی کی حفاظت کا تھا اور خاص مدینہ پر چڑہائی کرنے کا نہ تھا۔ بلکہ وہ دلیلیں ایسی صاف ہیں جنسے پایا جاتا ہے کہ اُنکا ارادہ اُس سے زیادہ تھا۔ اسلئے کہ اُنہون نے اسقدر آدمی جمع کئے تھے اور لڑائی کا سامان اور نفیر عام اس طرح پر کی تھی جو قافلہ کی حفاظت کی ضرورت سے بہت زیادہ تہی۔ اور جبکہ وہ قافلہ خدشہ کے مقام سے بچ کر نکل گیا اوسوقت بہی اُنہون نے کوچ کو اور لڑائی کے ارادہ کو موقوف نہین کیا۔ اور اگر فرض کیا جاوے کہ اونکا ارادہ اُس قافلہ ہی کے بچانے کا تھا تب بہی اہل مدینہ کو کسی طرح اس بات پر طمانیت نہیں ہو سکتی تہی کہ اُنکا ارادہ مدینہ پر حملہ کرنے کا نہیں ہے بلکہ جو عداوت اہل مکہ کو مہاجرین اور مدینہ کے انصار سے تہی اور جسپر حملہ کرنے اور غارت کرنی کی وہ ہمیشہ دہمکی دیتے تھے اور اُسکے خواہش مند بہی تھے وہ ایک قوی دلیل اس خیال بلکہ یقین کرنے کی تہی کہ وہ ضرور مدینہ پر بہی حملہ کرینگے۔

دوسرے یہہ کہ۔ آنحضرت صلعم نے کیوں مدینہ سے بقصد جنگ کوچ کیا تھا۔ تمام مسلمان مورخوں کا جن کی عادت میں داخل ہے کہ بلا سند روایتون اور غلط و صحیح افواہون کو بلا تصحیح و تنقید اپنی کتابون میں لکھتے ہیں اور اُنہی پر بناء واقعات قایم کرتے ہیں یہہ قول ہے کہ آنحضرت اور اُنکے صحابہ نے یہ بات خیال کرکے کہ ابی سفیان کے ساتھ کے قافلہ میں لوگ بہت تھوڑے ہیں اور مال بہت زیادہ ہے لوٹ لینے کا ارادہ کیا تھا اور اسی وجہ سے کوچ کیا اُسکی خبر جب قریش مکہ کو پہونچی تو اُنہون نے نفیر عام کی اور قافلہ کے بچانے کو نکلے جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ قریش کے ساتھ لڑنے اور اُنکے قافلہ کے لوٹنے کا قصد اول آنحضرت صلعم نے کیا اور اُسکے دفع کرنے کو قریش بقصد لڑائی نکلے ان مسلمان مورخون کی نادانی اور غلطی سے مخالفین مذہب اسلام کو آنحضرت صلعم اور صحابہ کی نسبت

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَيۡنِكُمۡ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ①

قافلون کے لوٹنے کا جو پیغمبری کی شان کے شایان نہیں ہے اور بلا سبب لڑائی کی ابتدا کرنیکے الزام لگانے کا موقع ہاتھہ آیا ہے اور بہت زور شور سے ان الزامون کو قائم کیا ہے لیکن اُس زمانہ کی حالت پر اور جو طریقہ دشمنون کے ساتھہ پیش آنے کا اُس زمانہ میں بلا اعتراض کے مروج تھا اگر اُسپر لحاظ کیا جاوے تو ایسا کرنے میں بھی اگر کیا گیا ہو کوئی مقام اعتراض کا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہم اُس طریقہ تعجب انگیز کا جو حضرت موسیٰ نے اپنے دشمنون کے ساتھہ اختیار کیا تھا اسکے ساتھہ مقابلہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اگر ایسا کیا گیا بھی ہو تو حضرت موسیٰ کے برتاؤ سے بہت ہی خفیف درجہ رکھتا ہے۔

مگر درحقیقت یہہ الزام محض غلط اور بے بنیاد ہیں اور وہ حدیثین اور روایتین جن کی بنا پر وہ الزام قایم کئے ہیں از سرتاپا غلط اور غیر مستند ہیں۔ قرآن مجید میں یہہ واقعہ نہایت صفائی سے مندرج ہے اور اُس میں صاف بیان ہوا ہے کہ کس گروہ کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم نے مقابلہ کے قصد سے کوچ فرمایا تھا آیا قافلہ لوٹنے کے ارادہ سے یا اُس گروہ کے مقابلہ کے لئے جسکو قریش مکہ نے لڑنے کے ارادہ سے جمع کرکے کوچ کیا تھا اور آنحضرت صلعم کا کوچ فرمانا قریش مکہ کے کوچ کرنیکے بعد ہوا تھا یا اُسکے قبل ہوا تھا۔

ہم قرآن مجید کی آیتون سے ثابت کرینگے کہ آنحضرت صلعم کا خیال بھی اُس قافلہ کے ... تھا اور قریش مکہ کے بقصد جنگ فوج کثیر کے ساتھہ کوچ کرلنے کے بعد جس سے ہر طرح مدینہ پر اُن کا ارادہ حملہ کرنے کا پایا جاتا تھا اور ادنیٰ درجہ یہہ کہ بوجہہ قوی احتمال ہوتا تھا مدینہ کی حفاظت کی غرض سے کوچ کیا تھا اور جبکہ خود قرآن مجید کی آیتون سے یہ امر ثابت ہوتا ہے تو کوئی روایت یا کوئی حدیث جو اس کے برخلاف ہو اور کسی کتاب میں مندرج ہو اور کسی نے روایت کی ہو عقلاً و نقلاً مردود ہے۔ عقلاً میں نے اس لئے کہا کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہیں اگر صرف تاریخانہ اصول پر نظر رکھین تو بھی وہ اس بات کو تسلیم کرینگے کہ زبانی روایتین جو ایکسو برس بعد تحریر میں آئیں قرآن مجید کے مقابلہ مین جبکہ اُن دونون میں اختلاف ہو قابل قبول اور لایق وثوق نہین ہو سکتین

اسی سورہ کی پانچوین آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی آنحضرت صلعم اپنے گھر یعنی مدینہ ہی مین تھے اور وہان

پھر ڈرو اللہ سے اور صلح رکھو آپس مین اور فرمان برداری کرو اللہ کی اور اوسکے رسول کی اگر تم ایمان والے ہو (۱)

سے کوچ بھی نہیں کیا تھا کہ آپس میں صحابہ کے اختلاف تھا بعض تو لڑنیکے لئے نکلنا پسند کرتے تھے اور بعضے ناپسند کرتے تھے۔ جو لوگ لڑنے کیلئے نکلنا ناپسند کرتے تھے اُسکی وجہ چھٹی آیت میں بیان ہوئی ہے کہ "گویا وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں اور وہ اپنے مارے جانے کو دیکھتے ہیں"

ادنیٰ تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ ابی سفیان کا قافلہ جو شام سے آتا تھا اُس میں نہایت قلیل آدمی تھے اُن سے لڑنے کے لئے کوچ کرنے میں اور اُس کے لوٹنے میں ایسی کوئی خوف کی بات نہ تھی۔ بلکہ یہ خوف قریش مکہ کی اُس فوج سے تھا جو اُنہوں نے نفیر عام کے بعد جمع کی تھی۔ اِس سے لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قبل اسکے کہ آنحضرت صلعم مدینہ سے کوچ فرمائیں قریش مکہ لڑنے کو نکل چکے تھے یا آمادہ جنگ ہو چکے تھے۔

اِس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اِس آمادگی جنگ کے بعد اور مدینہ سے کوچ کرنے کے قبل بعض صحابہ کی یہ رائے ہوئی کہ شام کے قافلے کو لوٹ لیا جاوے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان مورخون اور راویون نے اس رائے کو جو بعض صحابہ نے دی تھی غلطی سے اسطرح پر بیان کیا ہے کہ گویا پیغمبر خدا صلعم کا ارادہ قافلے کے لوٹنے ہی کا تھا اور جو آمادگی جنگ مدینہ میں ہوئی تھی وہ قافلہ ہی کے لوٹنے کے لئے ہوئی تھی۔ زمانہ دراز کے بعد کسی واقعہ کے بیان میں جو افواہی چلا آتا ہو اِس قسم کی غلطی کا واقع ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے مگر قرآن مجید سے صاف ظاہر ہے کہ وہ زبانی روایتیں غلط ہیں بلکہ جو آمادگی جنگ کی مدینہ میں ہوئی وہ بمقابلہ قریش مکہ کے ہوئی تھی نہ واسطے لوٹنے قافلہ کے۔

اِسی سورہ کی چھٹی آیت میں جو جملہ "بعد ما تبین" آیا ہے وہ اسپر دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم پر منکشف کر دیا تھا کہ اِس لڑائی میں مسلمانوں کو فتح ہوگی۔ اسکے بعد کی ساتوین آیت میں دو گروہون کا ذکر ہے۔ ایک وہ گروہ جس کے ساتھ کچھ شان و شوکت یعنی لڑائی کا سامان نہ تھا اُس گروہ سے وہ قافلہ مراد ہے جو شام سے آتا تھا اور جس کے ساتھ صرف تیس چالیس آدمی تھے اور دوسرا گروہ قریش مکہ کا تھا جسکے ساتھ بہت سا لشکر اور بہت کچھ شان و شوکت تھی۔

خدا نے کہا کہ اِن دونوں گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارے لئے ہے تم اُس بے شان و شوکت

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾

گروہ کو لینا چاہیئے ہو مگر خدا چاہتا ہے کہ جو حق بات ہے یعنی دین اسلام وہ ثابت ہو جاوے۔ اور کافرون کی جڑ کٹ جاوے۔ پس اِس آیت سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ لڑنے کا حکم قریش مکہ کے مقابلہ کے لئے تھا نہ اُس قافلے کے لوٹنے کے لئے۔

ساتوین آیت سے چھٹی آیت کے مضمون کی بھی زیادہ تشریح ہوتی ہے کہ بعض صحابہ جو لڑائی کے لئے نکلنے کو ناپسند کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ گویا اُنکو موت کی طرف ہانکا جاتا ہے اور وہ اپنے مارے جانے کو دیکھ رہے ہیں اُس خوف کا سبب یہی تھا کہ اُن کو قریش مکہ کے مقابلہ میں نکلنے کا حکم ہوا تھا جو لشکر کثیر کے ساتھ لڑائی کو نکلا تھا اور جس سے یقین یا احتمال قوی مدینہ پر اور مہاجرین اور انصار پر حملہ کرنیکا تھا نہ اُس قافلہ پر حملہ کرنے کا جس کے ساتھ کچھ شان و شوکت یعنی سامان جنگ نہ تھا۔

بیان مذکورہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود قرآن مجید سے مندرجہ ذیل امر ثابت ہوتے ہیں۔ اول یہہ کہ۔ مدینہ ہی میں اور مدینہ سے کوچ کرنیکے پہلے یہہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ قریش مکہ لشکر کثیر کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے نکلے ہین۔ دوسرے یہہ کہ۔ مدینہ ہی میں خدا نے حکم دیدیا تھا کہ قریش مکہ کے مقابلہ میں لڑنے کو جاؤ اور جن صحابہ نے اِس درمیان میں قافلہ لوٹنے کی رائے دی تھی خود خدا تعالیٰ نے مدینہ ہی میں اُس کو نامنظور کیا تھا۔

اب ہم اگر اُن روایتون پر جو قرآن مجید کے برخلاف نہیں ہیں اعتبار کرین تو معلوم ہوتا ہے اور جو واقعات پیش آئے اُن سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ سے جو لوگ لڑنیکو نکلے وہ قریش مکہ کے مقابلہ مین اُنکے حملہ کے دفع کرنیکے لئے نکلے تھے نہ قافلے کے لوٹنے کے لئے۔

اسکے سوا کچھ نہیں کہ ایمان والے وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاوے اُنکے دل دہل جاتے ہیں اور جب اُن کو اُسکی آیتیں پڑھ سنائی جاویں تو زیادہ کر دیتی ہیں اُنکے ایمان کو اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں (۲) وہ لوگ قایم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ ہمنے اُنکو دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں (۳) وہی لوگ ہیں ٹھیک ایمان والے اُنکے لئے مرتبے ہیں اُنکے پروردگار کے پاس اور بخشایش اور رزق برکت والا (۴)

سیرت ہشامی میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے مدینہ سے مکہ کی طرف کوچ فرمایا اور اِس سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ کوچ قریش مکہ کے مقابلہ میں تھا نہ شام کے قافلہ پر کیونکہ وہ قافلہ شام سے آتا تھا جو مدینہ سے جانب شمال واقع ہے اور مکہ جانب جنوب اور شام سے قافلہ کے مکہ میں آنے کا رستہ مدینہ سے جانب غرب پڑتا ہے پس اگر قافلہ پر حملہ کرنیکے لئے کوچ کیا جاتا تو مدینہ سے غرب کی جانب کا راستہ اختیار کیا جاتا نہ جنوب کا۔

قال ابن اسحاق فسلك طريقه من المدينة الى مكة - (صفحہ ۴۳۳)

سیرت ہشامی میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم مدینہ سے نکلکر نقب المدینہ میں تشریف لاے پھر وہان سے عقیق میں وہان سے ذو الحلیفہ میں وہاں سے اولات الجیش یا ذات الجیش میں وہان سے تربان میں وہان سے ملل میں وہاں سے غمیس الحمام میں وہان سے صخیرات الیمام میں وہان سے سیالہ میں وہان سے فج الرجاء میں وہان سے شنوکہ میں اور جب عرق الظبیہ میں پہونچے تو وہان ایک عرب ملا (غالبًا مکہ سے آنیوالا تھا) اُس سے لوگوں کا حال پوچھا مگر اُس نے کچھ نہیں تبلایا پھر آنحضرت صلعم وہان سے چل کر سجسج میں ٹھیرے پھر وہان سے چلے اور جب منصرف میں پہونچے تو بائیں طرف مکہ کا رستہ چھوڑ دیا اور دائین طرف پھرے اور نازیہ ہوکر بدر جانے کا ارادہ کیا اور رحقان اور وہان سے مضیق الصفرا میں پہونچے اور بسبس بن عمرو الجہنی اور عدی بن ابی الزغبا الجہنی کو ابی سفیان کی اور اَور لوگون کی (یعنی قریش مکہ کی) خبر دریافت کرنے کو روانہ کیا۔ اور مضیق صفرا کو بھی بائین طرف چھوڑ کر دائیں طرف چلے اور وادی ذفران میں پہونچے وہان قریش کے آنیکی خبر ملی۔

ذفران کے مقام میں آنحضرت صلعم نے تمام لوگون سے جن میں انصار بھی شامل تھے قریش کے چڑھے چلے آنے کی خبر کی اور سب کو لڑنے مرنے پر مستعد پایا تب آنحضرت وہان سے ثنایا یعنی اصافر پر گئے اور

كَمَآ أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنۢ بَيْتِكَ بِٱلْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ لَكَـٰرِهُونَ ۝٥ يُجَـٰدِلُونَكَ فِى ٱلْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ

وہان سے دبہ میں اُترے اور وہان سے قریب بدر پہونچکر مقام کیا اور تحقیق خبر ملی کہ قریش مکہ کا لشکر یہان سے بہت قریب پڑا ہوا ہے انجام کار دونون لشکرون میں لڑائی ہوئی۔

تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے پہلے شام کا قافلہ جسکے ساتھہ ابی سفیان ابن حرب تہا سمندر کے کنارہ کنارہ ہوکر نکل گیا تہا اور بدر میں نہیں آیا تہا چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جب ابوجہل مکہ سے لوگون کو لیکر نکلا تو اُس سے کہا گیا کہ قافلہ نے سمندر کے کنارہ کا راستہ لیا اور بسلامت چلا گیا اب مکہ کو پھر چلو اُس نے کہا کہ خدا کی قسم ایسا نہ ہوگا پس یہہ تمام واقعات ثابت کرتے ہیں کہ مدینہ سے آنحضرت صلعم کا لڑائی کے لئے نکلنا صرف قریش مکہ کے مقابلہ میں اور اونکے حملہ کے دفع کرنیکی غرض سے اور مدینہ کو جہان مہاجرین نے پناہ لی تہی اور مہاجرین و انصار کو قریش کے حملہ سے بچانے کیلئے تہا ہر ایک لایق شخص جسکو خدا نے معاملات جنگ کے سمجھنے کی لیاقت دی ہو بخوبی سمجھہ سکتا ہے کہ اگر حملہ آور قریش مدینہ کی دیوارون تک پہونچ جاتے تو اُنکا روکنا اور اُنکے حملہ کو دفع کرنا ناممکن تہا مہاجرین کو وہاں گئے ہوے پورے دو برس بہی نہ ہوے تھے۔ مدینہ کے جن لوگون نے اُنکو پناہ دی تہی اور دل و جان سے مہاجرین کے مددگار تھے اور جو انصار کہلاتے تھے اُنکی تعداد بہی مقابلہ آبادی مدینہ اور اُسکے گرد نواح کے کچھ زیادہ نہ تہی پس جبکہ اہل مدینہ یہہ حالت دیکھتے کہ اُن لوگوں کے سبب سے مدینہ پر کیا آفت آئی ہے اور غنیم نے اُسکو گہیر لیا ہے تو اُن سب کی حالت بالکل بدل جاتی اور حملہ آورون کا حملہ دفع کرنا غیر ممکن ہوجاتا اور اسلئے ضرور تہا کہ مدینہ سے آگے بڑہکر اُنکا مقابلہ کیا جاوے اور جو کچھہ اُنکو کرنا منظور ہو وہ مدینہ سے باہر ہوجاوے اسی لئے آنحضرت صلعم نے قریش کے مقابلہ کے لئے مدینہ سے باہر نکلنا اور آگے بڑہکر اُنکو روکنا ضرور سمجھا تہا اب کون شخص ہے جو اِن واقعات کو انصاف کی نظر سے دیکھہ کر اُنکو کسی الزام کی بنیاد قرار دے سکتا ہے۔

فخرج ابو جهل بجميع اهل مكة وهو النفير وفي المثل السائر لا في العير ولا في النفير فقيل له العير اخذت طريق الساحل ونجت فارجع الى مكة بالناس فقال لا والله يكون ذلك ابدا (تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۳۶۴)۔

جس طرح تیرے پروردگار نے تجھکو تیرے گھر سے حق پر نکالا اور بیشک ایک گروہ ایمان والون میں سے ناپسند کرتا تھا ۵ تجھ سے جھگڑتے تھے حق بات پر کھل جانیکے بعد بھی

بدر کی لڑائی میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور دشمنون کا مال و اسباب اُنکے ہاتھ آیا۔ زمانہ جاہلیت میں غنیمت کے مال کا جیسے کہ اشعار مندرجہ حاشیہ سے ظاہر ہوتا ہے یہہ دستور تھا کہ تقسیم ہونے سے پہلے سردار لشکر جو چاہتا تھا پسند کرتا تھا اور ہر وقت تقسیم چوتھہ یعنی چہارم حصہ سردار لشکر کو دیا جاتا تھا اور باقی لڑنے والون اور فتح کرنیوالون میں تقسیم ہوتا تھا اور جب کسی شخص کے ہاتھ جو مال آتا تھا وہ اُسکو اپنی ملکیت سمجھتا تھا۔ غالبا فتح کرنیوالون میں نسبت کسی مال غنیمت کے اس قسم کا جھگڑا پیدا ہوا کہ کوئی اُسکو اپنی خاص ملکیت قرار دیتا تھا اور کوئی اپنی ملکیت اور کوئی مشترک ہونیکا دعوی کرتا تھا۔ اور اسوقت تک مسلمانون کیلئے غنیمت کے مال کی نسبت کوئی حکم

انا ابن الربعين من آل عمرو
وفرسان المنابر من جناب الرابع الرئيس
الذى كان ياخذ ربع الغنيمة فى
الجاهلية (تبريزى) للث المرباع منها
والصفايا وحكمك والنشيطة و
الفضول المرباع ما كان ياخذه
الرئيس وهو ربع المغنم النشيطة ما
يغنمه الغزاة فى الطريق قبل البلوغ
الى الموضع الذى قصدوه - والصفى
ما يصطفيه الرئيس من المغنم لنفسه قبل
القسمة وهو الصفية ايضا والجمع
صفايا (صحاح جوهرى)

نازل نہیں ہوا تھا۔ اسلئے لوگون نے آنحضرت صلعم سے غنیمت کے مال کی نسبت پوچھا۔ اسپر یہہ حکم ملا کہ مال غنیمت کا کسی کی ملکیت نہیں ہے بلکہ خدا اور خدا کے رسول کی ملکیت ہے رسول کا نام لینے سے یہہ مدعا نہیں ہے کہ رسول کی ذاتی ملکیت ہے بلکہ اسطرح کے کلام سے صرف خدا ہی کی ملکیت ہونا مراد ہے خدا کی ملکیت قرار دینے سے یہہ مراد ہے کہ کوئی خاص شخص اُسپر دعوی نہیں کر سکتا بلکہ خدا جس طرح پر حکم دیگا اُس طرح پر کیا جاویگا۔

پھر اسی سورہ کی بیالیسوین آیت میں یہہ حکم آیا کہ مال غنیمت میں سے خمس خدا و خدا کے رسول کے لئے ہے یعنی خدا کے لئے ہے جو قرابت مندون اور غریبون اور یتیمون اور مسافروں کے فائدہ کیلئے رہیگا اور چار خمس اُن لوگوں میں جو لڑتے تھے یا لڑائی کے متعلق کاموں میں مصروف تھے تقسیم کیا جاویگا۔ جو رسم کہ زمانہ جاہلیت میں تھی اُس سے یہہ حکم تین باتوں میں مختلف تھا اول۔ سردار کی چوتھہ موقوف کرنے اور خدا کے لئے خمس نکالنے میں۔ دوم۔ عام طور پر کسی خاص مال پر کسی کا حق نہ ہونے میں۔ سوم۔ جو لوگ عین لڑائی میں موجود تھے اور جو لوگ لڑائی کے متعلق

كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿٦﴾ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ﴿٧﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨﴾

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ

کسی کا مد مقرر متعین تھے انکو بھی مال غنیمت میں سے حصے ملتے ہیں۔ یہہ تمام احکام اور خصوصاً خمس کا نکالنا ایسے عمدہ احکام ہیں کہ ان سے بہتر اور مفید تر کوئی حکم مال غنیمت کی نسبت نہیں ہو سکتا۔

(۹) اذ تستغیثون ربکم۔ لڑائی میں فرشتوں سے مدد کرنے کا مضمون اس سورہ میں اور سورہ آل عمران میں اور سورہ توبہ میں آیا ہے۔ ان تینوں مقام کے طرز بیان میں کسی قدر تفاوت ہے۔ سورہ آل عمران میں تو آنحضرت صلعم کا قول استفہاماً ہے کہ کیا فرشتوں سے خدا کا مدد کرنا تم کو کافی نہیں ہے۔ اور سورہ انفال میں خدا نے کہا ہے کہ میں فرشتوں سے مدد کرونگا۔ یہہ دونوں آیتیں تو بدر کی لڑائی سے علاقہ رکھتی ہیں۔ اور سورہ توبہ میں جو آیت ہے وہ حنین کی لڑائی سے متعلق ہے۔ اُس میں فرشتوں کا لفظ نہیں ہے بلکہ ایک ایسے لشکر کے بھیجنے کا ذکر ہے جو دکھائی نہیں دیتا تھا اس باب میں چند امر تحقیق طلب ہیں۔

> سورہ آل عمران
>
> اذ تقول للمومنين الن يكفيكم ان يمدكم ربكم بثلاثة الاف من الملائكة منزلين ایت (۱۲۰)
>
> بلى ان تصبروا وتتقوا وياتوكم من فورهم هذا يمددكم ربكم بخمسة الاف من الملائكة مسومين ایت (۱۲۱)
>
> سورہ انفال
>
> اذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم انى ممدكم بالف من الملائكة مردفين۔ ایت (۹)

اول یہہ کہ درحقیقت لڑنے کے لئے فرشتے آئے تھے یا نہیں۔ فرشتوں کی لڑائی کے لئے آنے سے ابوبکر اصم نے انکار کیا ہے اور جو بحث کہ انہوں نے اُس پر کی ہے وہ ہم نے سورہ آل عمران[٭] کی تفسیر میں لکھی ہے اب اسجگہ اس امر کی تحقیق کرنی چاہتے ہیں جسکا وعدہ سورہ آل عمران کی تفسیر میں لیا تھا۔

[٭] دیکھو جلد ۲ صفحہ ۱۶

گویا کہ وہ ہانکے جاتے ہیں موت کی طرف اور وہ اُسکو دیکھتے ہیں (۶) اور جب تم سے اللہ وعدہ کرتا تھا دو گروہوں میں سے ایک کا کہ وہ بیشک تمہارے لیئے ہے اور تم چاہتے تھے کہ بغیر شوکت والا گروہ تمہارے لیئے ہوا۔ اللہ چاہتا تھا کہ سچ کو سچ کر دے اپنے حکم سے اور کاٹ دی جڑ کافروں کی (۷) تاکہ سچ کر دکھاے سچ کو اور باطل کر دکھاے باطل کو اور گو کہ برا جانیں گنہگار (۸) جب تم فریاد کرتے تھے اپنے پروردگار سے تو اُسنے قبول کیا تمہارے لیئے

ہمارے نزدیک نہ اُن لڑائیوں میں ایسے فرشتے جن کو لوگ ایک مخلوق جداگانہ اور متحیز بالذات مانتے ہیں آئے تھے اور نہ خدا نے ایسے فرشتوں کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور نہ قرآن مجید سے ایسے فرشتوں کا آنا یا خدا تعالیٰ کا ایسے فرشتوں کے بھیجنے کا وعدہ کرنا پایا جاتا ہے۔ اگر ہم حقیقت ملائکہ کی بحث کو الگ رکھیں اور فرشتوں کو ویسا ہی فرض کر لیں جیسا کہ لوگ مانتے ہیں تو بھی قرآن مجید سے اُنکا فی الواقع آنا یا لڑائی میں شریک ہونا ثابت نہیں ہے۔ سورہ آل عمران کی پہلی آیت میں تو صرف استفہام ہے کہ اگر خدا تین ہزار فرشتوں سے مدد کرے تو کیا تم کو کافی نہ ہوگا۔ اور دوسری آیت میں ہے کہ اگر تم لڑائی میں صبر کروگے تو خدا پانچہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کریگا۔ مگر ان دونوں آیتوں سے اُسکا وقوع یعنی فرشتوں کا آنا کسی طرح ظاہر نہیں ہوتا۔ سورہ انفال کی آیت میں خدا نے کہا کہ میں تمہاری ہزار فرشتوں سے مدد کرونگا۔ مگر اُس سے بھی فرشتوں کا فی الواقع آنا نہیں پایا جاتا۔ اِس پر یہہ خیال کرنا کہ اگر مدد موعودہ وقوع میں نہ آئی ہو تو خدا کی نسبت خلف وعدہ کا الزام آتا ہے صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ مدد کی حاجت باقی نہ رہنے سے مدد کا وقوع میں نہ آنا خلف وعدہ نہیں ہے مسلمانوں کی خدا کی عنایت سے فتح ہوگئی تھی اور فرشتوں کو تکلیف دینے کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ یہ کہنا کہ وہ فتح فرشتوں کے آنے کے سبب سے ہوئی تھی اِس لئے صحیح نہیں ہے کہ اُسکے لئے اول قرآن مجید سے فرشتوں کا آنا ثابت کرنا چاہیئے۔ اُسکے بعد کہا جا سکتا ہے کہ فرشتوں کے آنے سے فتح ہوئی تھی۔ روایتوں کو فرشتوں کے آنے پر سند لانا کافی نہیں ہے اول تو وہ روایتیں ہی معتبر و قابل استناد نہیں ہیں۔ دوسرے خود اُنکے مضمون ایسے بے سروپا و خیالی ہیں

اِنِّیۡ مُمِدُّکُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُرۡدِفِیۡنَ ﴿۹﴾ وَ مَا جَعَلَہُ اللّٰہُ

جن سے کسی امر کا ثبوت حاصل نہیں ہو سکتا خصوصاً اس وجہ سے کہ خود راوی فرشتوں کو دیکھتے نہیں تھے برخلاف اسکے قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی ایک فرشتہ بھی نہیں آیا تھا۔ دونوں سورتوں میں اُس آیت کے بعد جس میں فرشتوں کے بھیجنے کو کہا ہے یہہ آیت ہے "وماجعلہ اللہ الا بشریٰ لکم ولتطمئن قلوبکم وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم" یعنی اور نہیں کیا اُسکو اللہ نے مگر خوشخبری تمہارے لئے تاکہ مطمئن ہو جاویں اُس سے تمہارے دل اور فتح نہیں ہے مگر اللہ کے پاس سے بیشک اللہ غالب ہے حکمت والا۔ یہہ بات غور کے لایق ہے کہ "ماجعلہ" میں جو ضمیر ہے وہ کس کی طرف راجع ہے امام رازی صاحب فرماتے ہیں کہ ضمیر راجع ہے طرف مصدر کے جو کہ گو صریحاً مذکور نہیں ہے مگر لفظ "یمدکم" میں ضمناً داخل ہے یعنی ماجعل اللہ المدد والامداد الا البشریٰ۔ اور زجاج کا قول ہے کہ۔ ماجعلہ اللہ اے ذکر المدد والا البشریٰ۔ مگر امام رازی صاحب نے جو فرمایا وہ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا اسلئے کہ خدا نے کہا تھا کہ میں تمہاری فرشتوں سے مدد کرونگا پھر فرمایا کہ وہ یعنی یہہ کہنا کہ میں تمہاری فرشتوں سے مدد کرونگا صرف خوشخبری تھی۔ پس علانیہ سیاق عبارت سے ظاہر ہے کہ "ماجعلہ" کی ضمیر قول امداد یا ذکر امداد کی طرف راجع ہے جیسا کہ زجاج کا قول ہے نہ بطرف مصدر کے جو مذکور بھی نہیں ہے البتہ اس صریح و صاف مرجع ضمیر کو چھوڑکر مصدر کی طرف اُس صورت میں ضمیر راجع ہو سکتی ہے کہ اول وقوع اُس مدد کا یعنی فرشتوں کا آنا ثابت ہو جاوے اور وہ ابھی تک ثابت نہیں ہوا اور اسلئے مصدر کی طرف ضمیر کا راجع کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

"ماجعلہ" پر مانافیہ ہے جو عام طور پر نفی کرتا ہے۔ اور اسلئے سورہ آل عمران کی آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ نہیں کیا خدا نے پیغمبر کے اِس قول کو۔ کہ کیا تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے کوئی چیز۔ مگر بشارت یعنی صرف بشارت تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جاویں۔ اور سورہ انفال کی آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ جب تم نے خدا سے فریاد کی

کہ میں تمھاری مدد کرونگا ہزار فرشتوں سے جنکی ساتھی فتحمندی ہے (۹) اور نہیں کیا اُسکو یعنی قبول کرنیکو اللہ نے

اور اُس نے تمہاری فریاد کو قبول کیا کہ میں فرشتوں سے تمہاری مدد کرونگا تو نہیں کیا خدا نے اِس قبول کرنیکو جسکے ساتھہ فرشتوں سے مدد دینے کو کہا تھا کوئی چیز مگر بشارت تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جاویں اور یہہ طرز کلام قطعًا اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی ایسا فرشتہ جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں لڑائی کے میدان میں نہیں آیا تھا۔

یہہ تمام تقریر اِس صورت میں تھی جبکہ ملائکہ کو ایک ایسا وجود خارجی متحیز بالذات تسلیم کیا جاوے جیسے کہ عمومًا تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور جو مشکلیں ان آیتوں کے معنوں کے حل کرنے میں پیش آتی ہیں اور موضوع روایتوں اور جھوٹے اور بے معنی قصوں سے استدلال کرنیکی احتیاج پڑتی ہے وہ اِسی صورت میں پڑتی ہے۔ لیکن اگر ٹھیک طور پر قرآن مجید کو سمجھا جاوے اور جو اُسکا طرز کلام ہے اُسکو ہمیشہ پیش نظر رکھا جاوے تو کوئی مشکل پیش نہیں آتی اور خدا اور اُسکے کلام کی عظمت وشان اور خدا کی قدرت کاملہ کا سچا اثر انسان کے دل پر پڑتا ہے۔

فتح کے اتفاقی اسباب سے جو بعض اوقات آفات ارضی وسماوی کے دفعتًا ظہور میں آنے سے ہوتے ہیں قطع نظر کر کے دیکھا جاوے کہ اُن لوگوں پر کیا کیفیت طاری ہوتی ہے جو فتح پاتے ہیں اُنکے قوائے اندرونی جوش میں آتے ہیں جرأت ہمت صبر شجاعت استقلال بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اور یہی قوی خدا کے فرشتے ہیں جن سے خدا فتح مندوں کو فتح دیتا ہے اور اسکے برخلاف حالت یعنی بزدلی اور رعب اُن لوگوں پر طاری ہوتا ہے جنکی شکست ہوتی ہے پس ان آیتوں میں خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ میں فرشتوں سے تمہاری مدد کرونگا مگر وہ بجز خوشخبری فتح کے اور کچھ نہیں ہے جسکے سبب تم میں ایسے قوی برانگیختہ ہونگے جو فتح کے باعث ہونگے۔ تمہارے دل قوی ہو جاوینگے لڑائی میں تم ثابت قدم رہوگے جرأت ہمت شجاعت کا جوش تم میں پیدا ہوگا اور دشمنوں پر فتح پاؤگے یہہ معنی ان آیتوں کے ہم نے پیدا نہیں کئے ہیں بلکہ خود خدا نے یہی تفسیر اپنے کلام کی کی ہے جہاں اسی سورۃ میں اور اِسی واقعہ کی نسبت فرمایا ہے کہ اذ یوحی ربک الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا

اِلَّا بُشْرٰی وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

الذین اٰمنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب" یعنی جب تیرا پروردگار فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا۔ یہہ وہی فرشتے ہیں جنکے بھیجنے کا مدد کے لئے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارے (یعنی مسلمانوں کے) ساتھ ہوں (تو اُن فرشتوں سے یہہ کام لینے چاہے تھے) کہ ثابت قدم رکھو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں میں بہت جلد اُن لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہیں رعب ڈالونگا"

لڑائی میں ثابت قدم رکھنے والی کون چیز تھی وہی اُنکی جرأت و ہمت تھی کوئی اور شخص اُنکے پاس کھڑی ہوئی اُنکو شاباش شاباش نہیں کہہ رہے تھے پس صاف ظاہر ہے کہ فرشتوں سے مراد وہی قوی انسانی تھی جنکے پاس وحی بھیجی تھی اور جو لڑنے والوں میں موجود تھی اور فرشتوں سے اُنکی مدد کرنے سے اُنکو لڑائی میں ثابت قدم رکھنا شجاعت جرأت ہمت استقلال کو قایم رکھنا مراد تھا۔ نہ یہ کہ فرشتوں کو سپاہی بناکر اور ڈھال تلوار تیر کمان دیکر اور سفید سفید گھوڑوں پر سوار کر کے بھیجنا۔

قرآن مجید کا سیاق کلام ہی یہہ ہے کہ اُس میں ایسے مواقع میں جو خوف و خطر کے ہوتے ہیں انسانوں کے دلوں میں طمانیت اور قوت بخشنے کو فرشتوں سے مدد کرنے اور اپنے غیبی لشکروں سے امداد کرنے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اُس سے مقصود صرف دل میں طمانیت و سکینہ کا پیدا کرنا ہوتا ہے جب آنحضرت صلعم نے مکہ سے ہجرت فرمائی اور پہاڑ کے ایک غار میں جاکر چھپے جہاں نہ لشکر تھا نہ لڑائی خدا نے فرمایا" الا تنصروہ فقد نصرہ اللّٰہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللّٰہ معنا فانزل اللّٰہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا۔ وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللّٰہ ھی العلیا واللّٰہ عزیز حکیم"

وہاں غار میں کونسی فوج تھی اور کونسی لڑائی تھی جو خدا نے اپنا غیبی لشکر بھیجا تھا بلکہ لشکر سے صرف سکینہ مراد تھی اِس آیت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا اور یہہ کہنا کہ پہلا جملہ تو واقعہ غار سے متعلق ہے اور دوسرا ٹکڑا جہاں لشکر کے آنیکا ذکر ہے جنگ احد یا جنگ بدر یا جنگ احزاب سے متعلق ہے جیسا کہ بعض مفسروں نے کہا ہے ایک ایسا لغو کلام ہے جو التفات کے قابل نہیں ہے۔ اور خدا کے کلام کے ساتھ ایک قسم کی بے ادبی ہے کہ اپنی مرضی کے موافق جہاں سے چاہا توڑا اور جہاں چاہا جا جوڑا۔

خوشخبری فتح کی تاکہ اُس سے تمہارے دلونکو طمانیت ہوجاوے اور فتح نہیں ہے مگر اللہ کیطرف سے

اسی طرح خدا تعالیٰ نے سورہ توبہ میں فرمایا "ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنوداً لم تروھا وعذب الذین کفروا وذلک جزاء الکافرین" سکینہ کی تفصیل "جنودا لم تروھا" واقع ہوئی ہے اور اُن دونوں سے مراد صرف سکینہ ہے نہ اور کچھ۔

اِسی مضمون کی آیت سورہ احزاب میں ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے "یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا وکان اللہ بما تعملون بصیرا"

اس سے بھی عمدہ طریقہ پر اِس مضمون کو سورہ فتح میں بیان کیا ہے جہان فرمایا ہے "ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم وللہ جنود السموات والارض وکان اللہ علیما حکیما" اسی انزال سکینہ کو خدا نے اپنے لشکروں سے تعبیر کیا ہے۔ پس بدر کی لڑائی میں بھی نہ جنگجو جسم ومتحیز بالذات فرشتوں کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا نہ ایسے فرشتے بھیجے تھے بلکہ صرف مسلمانوں کے دلوں کو اور اُنکے قوائے جنگ کو صرف خوشخبری فتح سے تقویت دینے کا وعدہ تھا جسکو خدا نے پورا کیا اور قلیل جماعت کو کثیر جماعت پر فتح دی۔

اہل عرب زمانہ جاہلیت میں بہت سے قوائے غیر مرئیہ کو مربی النسان اور دنیا میں کارکن سمجھتے تھے ملائکہ کو بھی وہ ایک قوت غیر مرئیہ جانتے تھے اور گو وہ اس بات کے قایل تھے کہ اُن میں مجسم و مرئی ہو جانیکی بھی طاقت ہے مگر یہہ نہیں تھا کہ ملائکہ کا مفہوم بغیر اسکے کہ وہ انکو مجسم و مرئی سمجھیں اُنکے ذہن میں نہیں آتا تھا۔ انھی آیتوں میں جہاں خدا تعالیٰ نے لفظ "جنودا لم تروھا" کا استعمال کیا ہے اسبات کا ثبوت موجود ہے کہ اُس زمانہ کے عرب قوائے غیر مرئیہ کو کارکن سمجھتے تھے پس یہہ کہنا کہ جو معنی آیت کے ہم نے بیان کئے ہیں (اگرچہ ایسا کہنا ہم پر تہمت ہے کیونکہ ہم نے نہیں بیان کئے بلکہ خود خدا نے بیان کئے ہیں) وہ معنی نہ اُس زمانہ کے عرب جاہلیت سمجھتے تھے نہ صحابہ کرام محض غلط ہے اِس زمانہ کے مسلمانوں کا یہہ حال ہے کہ بغیر کسی فرضی شکل وصورت کے اُنکے ذہن میں فرشتوں کا خیال ہی نہیں آسکتا مگر عرب جاہلیت کا ایسا خیال نہ تھا بیشک فرشتوں میں وہ مجسم ہونے وہ مختلف صورتوں میں ظاہر ہونیکی طاقت سمجھتے تھے مگر بلا خیال شکل وصورت وتحیز کے بھی اُنکے ذہن میں فرشتوں کا خیال تھا جسکو ہم نے بلفظ قوی

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ⑩ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ

تعبیر کیا ہے۔ گو اس زمانہ کے مسلمان آیت کے معنی سمجھنے کے قابل نہ ہوں مگر اُس زمانہ کے عرب بلا شبہ اس قابل تھے
اب باقی رہی بحث نسبت عدد ملائکہ کے یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے مقامات میں عدد کے ذکر کرنے سے خاص
عدد معین مقصود نہیں ہوتا بلکہ اُس امر کا مکمل ہونا جسکی نسبت عدد کا بیان ہوا ہے مقصود ہوتا ہے علاوہ
اسکے عددوں کا بیان مختلف مواقع پر ہوا ہے جسکے سبب کچھ اختلاف آیتوں میں نہیں ہے۔ اسی
سورۃ کی چوتھی آیت کی تفسیر میں ہم نے بیان کیا ہے کہ جب آنحضرت صلعم مدینہ میں تھے اور قریش
مکہ کے مقابلہ میں نکلنے کا ارادہ تھا تو ایک گروہ مسلمانوں کا بہ سبب کثرت مخالفین کے خایف تھا اور وہ اُنکے مقابلہ
میں لڑنیکو جانا ناپسند کرتا تھا اُسوقت مسلمانوں سے آنحضرت نے فرمایا تھا کہ " الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ الاف من
الملائکۃ منزلین بلیٰ ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورھم ھذا یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسومین
سورۃ آل عمران آیت ۱۲۰ و ۱۲۱) کیا تمکو قریش مکہ کے مقابلہ کیلئے یہ بھی کافی نہ ہوگا کہ خدا تین ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کریگا بلکہ
اگر تم لڑائی میں صبر کرو اور خدا سے ڈرو اور وہ ابھی تم پر آن پڑیں تو خدا پانچہزار فرشتوں سے تمہاری مدد
کریگا پس رسول خدا صلعم کا یہہ فرمانا صرف اُن لوگوں کی طمانیت اور جرأت بڑہانیکے لئے تھا اور اُس سے
کسی عدد خاص کا تعین مقصود نہ تھا۔

مگر جب مسلمان بمقابلہ قریش مکہ بدر میں پہونچے تو معلوم ہوا کہ قریش مکہ کے لشکر میں ہزار آدمی لڑنیوالے
ہیں جنکے مقابلہ کیلئے ہزار فرشتوں سے مدد دینے کی بشارت کا دینا کافی تھا اسلئے پروردگار نے فرمایا
" انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین " اور اُسی کے ساتھہ بتلا دیا کہ یہہ کہنا یا وعدہ کرنا صرف فتح
کی خوشخبری ہے تاکہ تمہارے دل مطمئن ہو جاویں نہ یہہ کہ ہزار فرشتے سپاہی بنکر تمہارے ساتھ لڑنیکو
آوینگے نتیجہ اس سب کا صرف یہہ نکلا کہ میں تمہارے دلونکو ہزار آدمی کے لشکر کے برابر تقویت اور جرأت دیدونگا
جسکے سبب تم اُنکا بخوبی مقابلہ کر سکو گے۔

⑪ (اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ) ہم نے سورۃ آل عمران کی تفسیر میں + نسبت نعاس کی کافی
بحث کی ہے یہان اُسکے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اس مقام پر باقی آیت کی نسبت ہمکو تفسیر لکھنی ہے۔

+ دیکھو جلد ۲ - صفحہ ۷۸ - ۸۳ -

بیشک اللہ غالب ہی حکمت والا ⑩ جبکہ چھا دیا تھا تم پر خدا نے اونگ کو کہ وہ امن تھا اُسکی طرف سے

خدا نے فرمایا ہے "وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ ویذھب عنکم رجز الشیطان" ہمارے مفسرین نے ان سیدھے وصاف لفظوں کی ایسی ناپاک تفسیر کی ہے جس سے تعجب ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تمام لشکر سو گیا تھا اور شیطان سب کے پاس آیا اور سب کو احتلام ہو گیا۔ اسلئے خدا نے مینھ برسایا تاکہ نہا دھو کر جنابت سے پاک ہو جاویں۔

مگر یہہ تمام باتیں محض لغو و خرافات ہیں اور قرآن مجید میں ایسا ناپاک مضمون نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اوّلاً مدینہ سے مکہ کی طرف کوچ کیا اور اثنائے راہ میں سے جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں مکہ کے رستہ کو چھوڑ کر بدر کی جانب پھر ے۔ اس میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا کہ اسقدر منزلیں طے کرنے میں تمام لوگ گرد آلودہ تھے اُنکے کپڑے میلے کچیلے ہو گئے تھے اور رستہ میں پانی کی بی انتہا تکلیف اوٹھائی تھی بدر میں اُن کو کافی پانی کے ملنے کی توقع تھی مگر جب وہ وہاں پہونچے تو معلوم ہوا کہ پانی کے چشمے پر قریش مکہ نے قبضہ کر لیا ہے۔ ایسی حالت میں جسقدر پریشانی اور ناامیدی مسلمانوں کو ہوئی ہوگی اُسکا اندازہ ہر شخص جو کسیقدر سمجھہ رکھتا ہے کر سکتا ہے۔ بلاشبہہ وہ نہایت مضطر ہوے ہونگے جیسے کہ "اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم" سے ظاہر ہوتا ہے اور گرچہ اُنکو مدینہ سے کوچ کرتے وقت فتح کی بشارت مل چکی تھی مگر اُنکے دل میں شیطانی وسوسہ آیا کہ ایسی حالت میں کہ پانی پینے کو بھی میسر نہیں اور دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے فتح ہونا ناممکن ہے۔ ایسی تنگ حالت میں خدا نے مینھ برسایا تاکہ وہ نہا دھو کر میل کچیل سے پاک صاف ہو جائیں اور جو وسوسہ فتح نہ ہونے کا پانی نہ ملنے کے سبب سے شیطان نے اُنکے دلوں میں ڈالا تھا وہ دور ہو جاوے پانی پی پی کر ترو تازہ ہوں اُنکے دل مضبوط ہو جاویں اور لڑائی میں ثابت قدم رہیں ایسی سیدھی وصاف آیت کو جو بالکل واقعات کے مطابق ہے ہمارے مفسرین نے ایسے ناپاک طریقہ پر اُسے محمول کیا ہے کہ بجز اسکے کہ خدا اُنکو معاف کرے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ وہ بزرگ یہہ بھی نہیں سمجھے کہ اگر طہارت سے طہارت شرعی مراد تھی تو اُسکے لئے پانی ہی کی کیا ضرورت تھی اُس کیلیئے تو تیمم ہی کافی تھا اور یہہ کہنا کہ گو تیمم شرعی طہارت ہے مگر بغیر نہانے انسان کے دل میں نجاست کا خیال رہتا ہے اُن لوگوں کا کام ہے جنکو احکام شرعی پر پورا ایمان نہیں ہو نہ صحابہ کا۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِۦ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ اٰمَنُوا سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَمَن يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكٰفِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ

(۱۷) فلم تقتلوھم، بدر کی لڑائی میں جب مسلمانوں کی باوجود جماعت قلیل ہونے کے فتح ہوئی اور دشمن مارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے تمام مجاہدین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نے اُنکو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انکو قتل کیا پھر خاص پیغمبر خدا صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو نے دشمنوں کو تیر نہیں مارے بلکہ خدا نے مارے جسطرح خداتعالیٰ ہر ایک فعل کو جو کسی ظاہری سبب سے ہو بسبب علۃ العلل ہونے کے اپنی طرف منسوب کرتا ہے اسیطرح اس مقام پر بھی مجاہدین کے افعال اور آنحضرت صلعم کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے جیسے کہ اس سے پہلے

اور برساتا تھا تمپر پانی آسمان سے تاکہ اُس سے تمکو پاکیزہ کر دے اور دور کر دے تم سے وسوسہ شیطان کا اور تاکہ مضبوط کر دے تمھارے دلوں کو اور ثابت رکھے اُس سے قدموں کو ⑪ جب وحی بھیجتا تھا تیرا پروردگار فرشتوں کے پاس کہ میں تمھارے ساتھ ہوں پس ثابت (قدم) رکھو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں میں بہت جلد اُن لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہیں رُعب ڈالونگا پھر مارو گردنوں کے اوپر اور مارو اُنکو ہر طرف سے ⑫ یہہ اسلیئے کہ اُنھوں نے برخلافی کی اللہ اور اُسکے رسول کی - اور جو کوئی برخلافی کرے اللہ اور اُسکے رسول کی تو بیشک اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے ⑬ یہہ ہے تمکو پھر چکھو اُسکو اور بیشک کافروں کی لیئے ہے عذاب آگ کا ⑭ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ تم بھڑ جاؤ اُن لوگوں سے جو کافر ہوئے اکھٹے ہو کر پھر اُن سے پیٹھہ مت پھیرو ⑮ اور جس شخص نے کہ اُس دن اُن سے اپنی پیٹھہ پھیری بجز اِسکے کہ لڑائی کیلیئے پینترا بدلنے والا ہو یا کسی گروہ کے پاس جگہ لینے والا - تو بیشک وہ پھر آیا غصہ میں اللہ کے اور اُسکی جگہ جھنم ہے اور بُری جگہ جانے کی ہے ⑯ پھر تم نے اُن کو نہیں مارا و لیکن اللہ نے اُنکو مارا - اور تو نے نہیں پھینک مارا جب کہ تو نے پھینک مارا

فرمایا تھا "وما النصر الا من عند اللہ"

اس آیت میں تمام مفسرین نے "رمیٰ" سے باوجودیکہ سیاق کلام اور مقتضاے مقام سے علانیہ تیر مارنا سمجھا جاتا ہے تیر مارنا مراد نہیں لیا ہے بلکہ ایک روایت کی بنیاد پر جسکو خود قیل کرکے بیان کیا ہے جو خود دلیل اُسکی غیر معتبر یا ضعیف و غیر ثابت ہونیکی ہے یہہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک مٹھی خاک کی دشمنوں کے لشکر کیطرف پھینکی اور خدا کی قدرت سے اُس کو اسقدر وسعت ہوئی کہ دشمنوں کی

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا اِنَّ اللّٰهَ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (١٧) ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ (١٨)
اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ
وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ

لشکر کے ہر ایک شخص کی آنکھ میں جا پہونچی وہ تو آنکھیں ملنے لگے اور مسلمانوں نے اُن کو مار کر قیمہ کر دیا اور مسلمانوں کی فتح ہو گئی۔

یہہ طریقہ تفسیر کا اُسی عجائب پسندی پر مبنی ہے جو ہمارے مفسرین نے بہ تقلید یہود و مذہب اسلام میں جو نہایت سیدھا اور صاف ہے اختیار کیا ہے ہر ایک شخص سمجھہ سکتا ہے کہ لڑائی کے موقع کا بیان ہے اُس زمانہ کے عرب تلوار و تیر و کمان اور برچھی سے لڑتے تھے یہی اُنکے ہتھیار تھے پھر "رمی" سے تیر اندازی کے معنی چھوڑ کر مٹھی بھر خاک پھینکنے کے معنی لینے کسطرح پر درست ہو سکتے ہیں بعض مفسرین نے "رمی" سے مٹھی بھر خاک پھینکنا مراد نہیں لیا بلکہ تیر کا ہی مارنا مراد لیا ہے مگر کہتے ہیں کہ یہہ آیت بدر کی لڑائی سے متعلق نہیں ہے بلکہ خیبر کی لڑائی سے متعلق ہے اُس لڑائی میں پیغمبر خدا صلعم نے کمان میں تیر جوڑ کر مارا تھا جو ابن ابی حقیق کو جا لگا اور وہ مر گیا اُسپر یہہ آیت نازل ہوئی کہ "ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی" مگر اُن حضرات سے پوچھنا چاہیئے کہ جو آیت خاص بدر کی لڑائی کے قصہ میں نازل ہوئی ہے اُسکو توڑ کر خیبر کی لڑائی کے قصہ میں لیجانیکی کیا ضرورت ہے اور بدر ہی کی لڑائی میں "رمی" سے "رمی السہم" مراد لینے میں کیا قباحت ہے

قال بعضہم انہا نزلت یوم خیبر روی انہ علیہ السلام اخذ قوما وھو علی باب خیبر فرمی سہما فاقبل السہم حتی قتل ابن ابی الحقیق وھو علی فرسہ فنزلت "وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی" (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۰۱)

بعض مفسرین نے اِس آیت کو بدر ہی کی لڑائی سے متعلق رکھا ہے اور "رمی" سے مٹھی بھر خاک پھینکنا مراد نہیں لیا بلکہ ہتھیار چلانا مراد لیا ہے اور ابی ابن خلف کے قتل سے متعلق کیا ہے اور کہا ہے کہ جب وہ آنحضرت صلعم کے قریب آیا تو "رماہ بحربۃ فکسر ضلعا من اضلاعہ فحمل فمات ببعض

ولیکن اللہ نے پھینک مارا تاکہ امتحان کرے اُس سے ایمان والوں کا اچھا امتحان بیشک اللہ سننے والا ہے جاننے والا (۱۷) یہہ ہی تمکو اور بیشک اللہ بودا کردینے والا ہے کافروں کے مکر کو (۱۸) اگر تم فتح چاہتے تھے تو بیشک تمھارے پاس فتح آئی اور اگر تم بس کرو تو وہ بھتر ہے تمھارے لئے اور اگر تم دوبارہ (لڑنے کو) ہوگے ہم دوبارہ (مدد کرینگے) اور ہرگز نہ کفایت کریگا تم کو (یعنی بغیر ہماری مدد کے) تمھارا گروہ کچھ بھی اور گو کہ۔

الطریق ففی ذلك نزلت الایۃ (تفسیر کبیر)

غرضکہ مٹھی بھر خاک پھینکنے کی روایت غیر صحیح و موضوع ہے اور بعض مفسرین بھی اسکو صحیح نہیں سمجھتے صاف صاف معنی آیت کے یہی ہیں کہ اُس لڑائی میں مسلمان کافروں سے لڑے تھے اُنکو قتل کیا تھا آنحضرت صلعم بھی بذات خاص لڑائی میں شریک تھے اور تیر و کماں سے کافروں کا مقابلہ فرماتے تھے جسکے سبب خدا نے فتح دی اور مسلمانوں سے فرمایا ،، فلم تقتلو ھم ولکن اللہ قتلھم اور آنحضرت صلعم سے فرمایا ،، وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ ،،

(۱۹) ان تستفتحوا - اِس آیت میں جو کچھ بحث ہے وہ صرف اسقدر ہے کہ کون لوگ اُسکے مخاطب ہیں مفسرین نے اِسکا مخاطب کافروں کو ٹھیرایا ہے اور لکھا ہے کہ باوجود کافروں کی شکست ہونیکے فقد جاءکم الفتح ،، کہنا تعریضاً ہے۔ ہمارے نزدیک یہ تفسیر رکاکت سے خالی نہیں ہے۔ معہذا اوپر کی آیتوں میں اور مابعد کی آیتوں میں مسلمان مخاطب ہیں اور اُنکی فتح ہوئی تھی پس ،، فقد جاءکم الفتح ،، سے کافروں کو مخاطب کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

بدر کی لڑائی میں کافروں کی شکست ہونے کے بعد اُنکا تعاقب نہیں کیا گیا تھا اور اُنکا تعاقب نہ کرنا خدا کو پسندیدہ تھا۔ پس خدا تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ اگر تم فتح چاہتے تھے تو تمھارے پاس فتح آئی اور اگر تم اسی پر بس کرو یعنی کافروں کا تعاقب نہ کرو تو بہتر ہے تمھارے لیے اور اگر دوبارہ تمکو لڑنا پڑی تو میں دوبارہ تمھاری مدد کرونگا اور بغیر خدا کی مدد کے تمھارا گروہ تمکو کچھ بھی کفایت نہ کریگا گو کہ زیادہ ہو ،، وان اللہ مع المومنین ،، یعنی اور بیشک اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے یعنی مسلمانوں کا مددگار ہے اور اُسی کی مدد سے فتح ہوتی ہے

كَثُرَتْ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا
كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ
عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ
فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا
يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ
اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ
خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ
اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ
النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ
تَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ
وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

زیادہ ہو اور کہ اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے ⑲ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اطاعت
کرو اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور مت پھرو اُس سے اور تم سنتے ہو ⑳ اور مت ہو
اُن لوگوں کی مانند جنھوں نے کہا ہم نے سُنا اور وہ نہیں سنتے تھے ㉑ بیشک زمین
پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ شریر اللہ کے نزدیک بہرے گونگے ہیں جو نہیں سمجھتے ㉒
اور اگر جانتا اللہ اُن میں کچھ بھلائی تو سنوا دیتا اُن کو اور اگر سنوا دے اُنکو تو البتہ پھر آویں
اور وہ (اُس سے) مُنہ پھیرنے والے ہیں ㉓ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو قبول
کرو اللہ کو اور رسول کو جب کہ تم کو بلاوے۔ اسلئے کہ زندہ کرے تم کو اور جان لو کہ اللہ
حایل ہوتا ہے درمیان آدمی کے اور اُسکے دل کی اور کہ وہ اُسکے پاس اُٹھا کر لیجائی جاوینگی ㉔
اور ڈرو اُس فتنہ سے کہ نہ پہونچے اُن لوگوں کو ہی جو ظلم کرتے ہیں تم میں سے صرف
اور جان لو کہ اللہ سخت عذاب کرنیوالا ہے ㉕ اور یاد کرو جب کہ تم تھوڑے تھے
ضعیف گنے جاتے تھے زمین میں (یعنی مکہ میں) ڈرتے تھے کہ تمکو اوچک لیجاوینگے
آدمی پھر (پناہ کی) جگہ دی تم کو (یعنی مدینہ میں) اور قوت دی تمکو اپنی مدد سے اور روزی
دی تمکو پاکیزہ چیزوں سے تاکہ تم شکر کرو ㉖ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو خیانت
مت کرو اللہ کی اور رسول کی اور (مت) خیانت کرو اپنی امانتوں کی اور تم جانتے
ہو ㉗ اور جان لو کہ اِس کے سوا اور کچھ نہیں کہ تمھارے مال اور تمھاری
اولاد فتنہ ہے اور کہ اللہ اُس کے پاس ہے اجر عظیم ㉘ اے لوگوں
جو ایمان لائے ہو اگر تم

إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۲۹﴾ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا
لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ
خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿۳۰﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ
لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۳۱﴾ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن
كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ
أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ
وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۳۳﴾

(۲۹) (یاایہا الذین امنوا) بدر کی لڑائی کے بعد خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک اور بڑی فتح کی بشارت دی جو کافروں یعنی قریش مکہ اور مسلمانوں میں فیصلہ کردینے والی ہو جس سے فتح مکہ کی مراد ہے اور اسی فتح کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا ہے جہاں فرمایا ہے کہ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو پرہیزگاری کرو اللہ کی وہ کریگا تمہارے لئے فیصلہ کردینے والی فتح'' اور اسی بشارت کے ساتھ قریش مکہ سے لڑنے کی اجازت دی جہاں فرمایا ہے ''وقاتلوھم حتی لاتکون فتنة ویکون الدین کله لله'' یعنی ''ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین بالکل اللہ کے لئے ہو''

(۳۰) (واذ یمکر بك) اس آیت میں اور اسکے بعد کی آیتوں میں خدا تعالیٰ قریش مکہ کی حالات اور انکے برتاؤ کو بیان کرتا ہے جو وہ قبل ہجرت کے مکہ میں آنحضرت صلعم اور مسلمانوں کے ساتھ برتتے تھے یہ سب آیتیں نہایت صاف ہیں صرف چند آیتیں تفسیر طلب ہیں جنکی تفسیر ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

پرہیزگاری کروگے اللہ کی تو کردیگا تمہارے لئے حق و باطل میں فرق کردینے
والی (یعنی فتح) اور مٹا دیگا تم سے تمہارے گناہ اور بخش دیگا تمکو اور اللہ بڑے
فضل والا ہے (۲۹) اور (یاد کر) جبکہ تیرے ساتھ مکر کرتے تھے وہ لوگ جو کافر ہوئے
تاکہ تجھکو قید کر رکھیں یا تجھکو قتل کر ڈالیں یا تجھکو جلاوطن کردیں اور وہ (تیرے ساتھ)
مکر کرتے تھے اور خدا اُن کے ساتھ) مکر کرتا تھا اور اللہ سب مکر کرنیوالوں میں بہتر ہے (۳۰)
اور جب اُنکو پڑھ سُنائی جاتی ہیں ہماری آیتیں تو کہتے ہیں ہم نے سُنا اگر ہم چاہیں
تو ہم بھی اسکے مانند کہہ لیں یہ کچھ نہیں ہیں مگر کہانیاں اگلوں کی (۳۱) اور جبکہ اُنھوں نے
کہا اے اللہ اگر یہیہ وہی سچ ہے تیرے پاس کا تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے یا لا ڈال
ہم پر کوئی اور عذاب دکھ دینے والا (۳۲) اور اللہ کیلئے نہیں ہے کہ اُنکو عذاب کرے اور تو
اُن میں ہے اور اللہ کے لئے نہیں ہے کہ اُنکو عذاب کرے اور وہ استغفار کرتے ہوں (۳۳)

---

(۳۲) (واذ قالوا) اِس آیت میں جو یہہ الفاظ ہیں "فامطر علینا حجارۃ من السماء" اِن سے
بالتخصیص آسمان سے پتھر برسانا مراد نہیں ہے بلکہ عموماً عذاب آسمانی یا آفت و مصیبت مراد ہے "امطار
کا استعمال عذاب کے معنوں میں ہوتا ہے قال صاحب الکشاف "وقد کثر الامطار فی معنی العذاب"
اور امطار الحجارۃ اور رمی بالحجارۃ دونوں کا ایک مقصد ہے اور اُس سے داھیۂ عظیمہ کا واقع ہونا مراد ہوتا
ہے پس قریش مکہ کا جو قول اِس آیت میں منقول ہے اُس کا مطلب صرف اسقدر ہے کہ اے خدا اگر
قرآن سچ ہے اور تیرے پاس سے آیا ہے تو ہمپر کوئی آسمانی عذاب نازل کر یا کوئی اور سخت عذاب بھیج اور ان
الفاظ سے اُنکا مطلب قرآن کے حق ہونے سے انکار کرنیکا تھا۔

(۳۳) (وما کان اللہ) اس آیت میں جو یہہ الفاظ ہیں "وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم" اسمیں
عذاب کو کسی خاص قسم کے عذاب سے مقید اور مخصوص نہیں کیا اسلئے اِس بات پر غور کرنا ضرور ہے کہ

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ۭ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

اس عذاب سے کس قسم کا عذاب مراد ہے۔ اگلی اور پچھلی تمام آیتوں پر غور کرنے سے اور خصوصاً اُنیسویں آیت پر لحاظ کرنے سے جس میں ایک فیصلہ کرنیوالی فتح کی بشارت دی گئی ہے اور چالیسویں آیت پر لحاظ کرنے سے جس میں قریش مکہ سے لڑنے اور اُنکے قتل کرنیکا حکم دیا گیا ہے اور چونتیسویں آیت پر غور کرنے سے جسمیں قریش مکہ کو عذاب دینے کی وجہ بیان کی ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس آیت میں عذاب سے لڑائی میں شکست پانے اور مارے جانے کا عذاب مراد ہے اور اس مطلب کو الفاظ "وانت فیھم" زیادہ تر روشن کر دیتے ہیں کیونکہ جب تک آنحضرت صلعم مکہ میں تشریف رکھتے تھے تو قریش سے جو مکہ کے حاکم تھے لڑنا اور اُنکو قتل کرنا ناواجب تھا۔ مگر جب وہاں سے آنحضرت صلعم نے اور مسلمانوں نے ہجرت کر لی تو اب اُن سے لڑنا اور اُنکو قتل کرنا ناواجب نہیں رہا چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس آیت کے بعد کی آیت میں فرمایا کہ "وما لھم الا یعذبھم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام" یعنی اب اُنکے لئے کیا ہو کہ اللہ اُنکو عذاب نہ دے اور وہ روکتے ہیں (مسلمانوں کو) مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ میں آنے سے۔

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ قریش مکہ کا مسجد حرام میں آنے سے روکنا اُنکے عذاب کا سبب تھا پس وہ عذاب بجز اسکے کہ لڑائی میں شکست پانیکا عذاب ہو اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

ثم بین تعالیٰ ما لاجله یعذبھم فقال وھم یصدون عن المسجد الحرام (تفسیر کبیر)

علاوہ اسکے قرآن مجید میں لڑائی میں قتل ہونیکو علانیہ اور بالتصریح عذاب سے تعبیر کیا ہے چنانچہ سورہ توبہ میں فرمایا ہے۔ مارو اُنکو عذاب دیگا اُنکو اللہ تمہارے ہاتوں سے اور خوار کریگا اُنکو اور مدد کریگا تمہاری اور چین دیگا دلوں کو ایمان والوں کی

قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیھم ویشف صدور قوم مومنین۔

اور کیا ہے اُنکے لئے کہ نہ عذاب کرے اُنکو اللہ اور وہ روکتے ہیں (مسلمانوں کو) مسجد حرام (یعنی کعبہ میں جانے) سے اور وہ اُسکے ولی ہونے کے لائق نہیں ہیں اُسکے ولی ہونیکے لائق کوئی نہیں ہے سوائے پرہیزگاروں کے ولیکن اکثر اُن میں کے نہیں جانتے (۳۴) اور نہیں ہے اُنکی نماز کعبہ کے پاس بجز سیٹیاں بجانے اور تالیاں پیٹنے کے پھر چکھو عذاب کو بہ سبب اُسکے کہ تم کفر کرتے تھے (۳۵)

سورۃ توبہ آیت ۱۴- ایک قوم کے۔

مفسرین نے بھی اِس عذاب سے لڑائی میں شکست پانے اور قید و قتل ہونیکا عذاب مراد لیا ہے چنانچہ

قال ابن عباس وما لهم الا يعذبهم الله واعلم انه تعالى بين فى الاية الاولى ان لا يعذبهم ما دام رسول الله فيهم وذكر فى هذه الاية انه يعذبهم اذا خرج الرسول من بينهم ثم اختلفو فى هذا العذاب فقال بعضهم لحقهم عذاب المتوعد به يوم بدر وقيل بل يوم فتح مكة (تفسير كبير جلد ۳ صفحه ۳۸۰)

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ اُن کو عذاب نہ دیگا جب تک کہ خدا کا رسول اُن میں ہے اور اس آیت میں فرمایا کہ اُنکو عذاب دیگا کہ اب خدا کا رسول اُنمیں سے نکل آیا ہے پھر علماء نے اس عذاب میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے لکھا کہ بدر کی لڑائی میں وہ عذاب اُنکو ملا اور بعضوں نے لکھا کہ مکہ کی فتح کے دن۔ غرضکہ اُن علماء نے عذاب سے لڑائی میں شکست پانیکا عذاب مراد لیا ہے۔

اب اِس آیت کے ان لفظوں پر ”وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون“ غور باقی رہ گئی ہے۔

هم يستغفرون فى موضع الحال و معناه نفى الاستغفار عنهم اى لو كانوا ممن يؤمن ويستغفر من الكفر لما عذبهم كقوله وما كان ربك ليهلك القرى بظلم واهلها مصلحون ولكنهم لا يؤمنون ولا يستغفرون ولا يتوقع ذلك منهم (تفسير كشاف صفحه ۵۱۲)

تفسیر کشاف میں لکھا ہے وہم یستغفرون سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ استغفار کرتے ہیں بلکہ اُس سے نفی استغفار مراد ہے پس ان لفظوں کے معنی یہ ہیں کہ درحالیکہ وہ استغفار کرتے تو خدا اُن کو عذاب نہ کرتا مگر وہ استغفار نہیں کرتے اِس لئے اُنکو خدا عذاب دیگا ہم سمجھتے ہیں کہ تمام علماء صاحب کشاف کو علم ادب کا بہت بڑا عالم سمجھتے اور جو معنی اُنھوں نے بیان کئے ہیں اُسکو سب تسلیم کرینگے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٧﴾ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٣٨﴾ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ سَلَفَ وَإِن يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤٠﴾ وَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٤١﴾ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٢﴾ إِذْ أَنتُم بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُم بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَلَوْ

بیشک جو لوگ کافر ہوئے خرچ کرتے ہیں اپنے مال کو تاکہ روکیں (مسلمانوں کو) خدا کی راہ سے پھر خرچ کرینگے اُسکو پھر وہ (خرچ کرنا) ہوگا اُن پر افسوس پھر مغلوب ہو جاوینگے (۳۶) اور جو لوگ کافر ہیں جہنم کی طرف اُٹھا کر لیجائے جاوینگے (۳۷) تاکہ جدا کردے اللہ ناپاک کو پاک سے اور کردے ناپاک کو ایک کو اوپر دوسرے کے پھر ڈھیر لگادے اُس کا اکھٹا پھر ڈال دے اُسکو جہنم میں یہ لوگ وہی ہیں نقصان اُٹھانیوالے (۳۸) کہدے (اے پیغمبر) اُن لوگوں سے جو کافر ہیں کہ اگر وہ بس کریں تو اُنکو بخشدیا جاویگا جو کچھ کہ گذرا اور اگر وہ پھر کریں گے تو بیشک گذرا ہے طریقہ پہلوں کا (یعنی اُسی طرح اُنکے ساتھ بھی کیا جاویگا) (۳۹) اور لڑو اُن سے یہانتک کہ نہ رہے فتنہ (یعنی کافروں کا غلبہ) اور دین بالکل اللہ کیلئے ہو پھر اگر وہ بس کریں تو بیشک اللہ اُسکو جو وہ کرتے ہیں دیکھنے والا ہے (۴۰) اگر وہ پھر جاویں تو جان لو کہ بیشک اللہ تمھارا مددگار ہے اچھا مددگار اور اچھا مدد کرنیوالا (۴۱) جان لو کہ جو کچھ لڑائی میں تمھارے ہاتھ کوئی چیز آئی ہے تو بیشک اُسکا پانچواں حصہ اللہ کیلئے اور رسول کے لیئے اور قرابتمندوں اور یتیموں اور غریبوں اور مسافروں کے لیئے ہے اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اُس پر جو بھیجا ہمنے اپنے بندہ پر فیصلہ (یعنی فتح) کے دن جس دن کہ بھڑ گئیں تھیں دو جماعتیں- اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (۴۲) جس وقت کہ تم تھے ورلے کنارہ پر اور وہ تھے پرلے کنارہ پر اور قافلہ تھا تم سے نیچے (یعنی سمندر کے کنارہ پر) اور اگر تم

تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ وَلَكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ﴿٤٢﴾ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّإِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٤٣﴾ إِذْ يُرِيكَهُمُ اللّٰهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا وَّلَوْ أَرٰىكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٤﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ

﴿٤٣﴾ (اذ انتم) اِس آیت میں نہایت صفائی سے خدا تعالیٰ نے اُن مقامات کا بیان کیا ہے جہان آنحضرت صلعم کا لشکر اور قریش مکہ کا لشکر موجود تھا اور جس راہ سے ابوسفیان والا قافلہ نکل گیا تھا اِس آیت سے ہشامی کی روایت کی جو ابھی ہم لکھ آئے ہیں بخوبی تصدیق ہوتی ہے کہ ابوسفیان کا قافلہ سمندر کے کنارہ ہو کر نکل گیا تھا۔

مگر یہہ الفاظ جو اِس آیت میں ہیں کہ "ولو تواعدتم لاختلفتم فی المیعاد" اِس کی تفسیر میں مفسرین نے غلطی کی ہے اُس غلطی کا سبب یہہ ہے کہ ابتدا ہی سے اُنکو یہہ غلط خیال ہو گیا کہ آنحضرت صلعم کا ارادہ قافلہ کے لوٹنے کا تھا۔ اور ہم نے خود قرآن مجید کی آیتوں سے ثابت کر دیا ہے کہ یہہ خیال محض غلط ہے پس اسی غلط خیال کے سبب وہ یہہ سمجھے جیسے کہ تفسیر کبیر میں بھی لکھا ہے کہ قریش مکہ سے اتفاقیہ اور نادانستہ لڑائی ہو گئی اور اگر اُن سے لڑائی کا وعدہ کیا جاتا تو وعدہ خلافی کرتے اسلئے کہ مسلمان بہت تھوڑے تھے اور قریش بہت زیادہ۔

لو تواعدتم انتم واھل مکة علی القتال لخالف بعضکم بعضا لقلتکم وکثرتھم ولکن لیقضی اللہ امرا کان مفعولا (تفسیر کبیر جلد ٣ صفحہ ٣٨٤)

مگر یہہ رائے بالکل غلط ہے خود قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا کہ رسول خدا صلعم خاص قریش مکہ کے مقابلہ کے لئے نکلے تھے بلکہ خدا کا حکم تھا کہ قریش مکہ ہی سے لڑو پس مذکورہ بالا تفسیر کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی۔

لاشك ان عسکر الرسول علیہ السلام فی اول الامر کانوا فی غایة الخوف والضعف بسبب القلة وعدم الاھبة

(اُس مقام پر لڑنے کا) وعدہ کر لیتے تو البتہ تم وعدہ خلافی کرتے ولیکن (یہہ اسلئے ہوا)
تاکہ پورا کردے اللہ اُس کام کو جو کرنیکو تھا (۴۳) تاکہ ہلاک ہووے وہ جو ہلاک ہو حجت قایم ہونیکے بعد
اور زندہ رہے وہ جو زندہ رہا حجت قایم ہونیکے بعد بیشک اللہ سننے والا ہی جاننے والا (۴۴)
جب تجھے دکھلایا اُن کو اللہ نے تیرے خواب میں تھوڑے سے اور اگر تجھے دکھاتا اُنکو
بہت سے تو بیشک بزدلی کرتے اور بیشک کام میں جھگڑا کرتے ولیکن اللہ نے محفوظ
رکھا بیشک وہ جاننے والا ہے دل کی بات کو (۴۵) اور جب تمہیں دکھادیا اُن کو جب
کہ تم جا بھڑے

نزلوا البعيدين عن الماء وكانت الارض التى
نزلوا فيها ارضا رملية تغوص فيها ارجلهم
واما الكفار فكانوا فى غاية القوة لسبب
الكثرة فى العدد وبسبب حصول الالات
والادوات لانهم كانوا قريبين من الماء
ولان الارض التى نزلوا فيها كانت
صالحة للمشى ولان العير كانوا خلف
ظهورهم وكانوا يتوقعون مجيئ المدد
من العير اليهم ساعة فساعة ثم انه تعالے
قلب القصة وعكس القضية وجعل الغلبة
للمسلمين والدمار على الكافرين فصار ذلك
من اعظم المعجزات واقوى البينات على صدق
محمد صلى الله عليه وسلم فيما اخبر عن ربه
من وعد النصر والفتح والظفر (تفسير كبير جلد ۳
صفحہ ۳۸۴)

اِس آیت میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے لشکر کا اور قریش مکہ کے
لشکر کا مقام بیان کیا ہے اور اُس میں کچھ شبہ نہیں جیسا کہ تمام مفسرین
اور مورخین قبول کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا لشکر پانی سے دور
اور خراب جگہہ پر تھا اور قریش مکہ کا لشکر بہت اچھے مقام پر تھا اور پانی
اُنکے قبضہ میں تھا۔ ایسے خراب مقام پر دفعتاً لڑائی ہوگئی پس خدا
تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر پہلے سے اِس مقام پر لڑنیکا وعدہ کیا جاتا تو تم
وعدہ خلافی کرتے اور اُس مقام کی خرابی دیکھ کر اُس مقام پر لڑنا منظور
نہ کرتے لیکن اُسی جگہہ لڑائی ہوگئی اور جو خدا کو کرنا منظور تھا وہ خدا نے کر دیا
(۴۵) (اذ یریکھم اللہ) اِس آیت میں مفسرین کو یہہ مشکل پیش آئی
ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سے
لوگوں کو تھوڑا سا دکھلایا تو پیغمبر خدا کا خواب خلاف واقع اور غلط ہوا حالانکہ پیغمبر کا خواب خلاف واقع اور
غلط نہیں ہوتا مگر یہہ شبہ آیت کی معنی اور طرز بیان پر غور نہ کرنے کے سبب سے واقع ہوا ہے حالانکہ آیت
میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر کوئی شبہ ہو سکے۔

تمام سیاق قرآن مجید کا اسطرح پر واقع ہے کہ خدا تعالیٰ بندوں کے افعال کو بہ سبب علۃ العلل ہونے کے

فِيٓ أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِيٓ أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۴۶﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۴۷﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۴۸﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿۴۹﴾ وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ۖ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّيٓ أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّيٓ أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۵۰﴾

اپنی طرف نسبت کرتا ہے۔ اسیطرح آنحضرت صلعم کے خواب دیکھنے کو اپنی طرف نسبت کیا ہے کہ خدا نے اُن کو خواب میں دکھلایا تھوڑا۔ اسطرح پر کہنا قرآن مجید کے سیاق کے مطابق ان معنوں میں ہے کہ جب تو نے اُنکو خواب میں دیکھا تھوڑے سے اور اگر تو اُنکو دیکھتا بہت سے تو بیشک بزدلی کرتے اور کام میں جھگڑا کرتے۔

اس آیت کے بعد کی آیت سے آنحضرت کے خواب کی تصدیق ہوتی ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ جب قریش مکہ سے مقابلہ ہوا تو مسلمانوں کی آنکھوں میں وہ تھوڑے سے معلوم ہوئے۔ "قلیلا" کا لفظ دونوں آیتوں میں واقع ہوا ہے اگر پہلی آیت میں "قلیلا" کے لفظ سے شوکت اور عظمت اور جرأت میں قلیل لیجاویں

تمہاری آنکھوں میں تھوڑے سے اور تمکو تھوڑے سی (دکھلایا) اُنکی آنکھوں میں تاکہ
پورا کرے اللہ کام کو جو کرنا تھا (۴۶) اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم جا بھڑو ایک گروہ
سے تو ثابت (قدم) رہو اور یاد کرو اللہ کو بہت سا تا کہ تم فلاح پاؤ (۴۷) اور فرماں بردار ی
کرو اللہ کی اور اُسکے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو کہ بزدل ہو جاؤ اور تمہاری ہوا
اُوکھڑ جائے اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے (۴۸) اور مت ہو اُن
لوگوں کی مانند جو نکلے اپنے گھروں سے اترا کر اور لوگوں کے دکھلاوے کو اور وہ روکتے
ہیں اللہ کے رستہ سے اور اللہ اسکو جو وہ کرتے ہیں گھیر لینے والا ہے (۴۹) اور جب اچھا
کر دکھایا اُنکے لئے شیطان نے اُنکے عملوں کو اور کہا نہیں ہے کوئی غالب تم پر لوگوں
میں سے آج کے دن اور بیشک میں تمہارا حمایتی ہوں پھر جب آمنے سامنے ہوئی
دونوں گروہ تو اُولٹا پھرا اپنی ایڑیوں پر اور کہا کہ بیشک میں الگ ہوں تم سے۔
بیشک میں دیکھتا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھتے بیشک میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور
اللہ سخت عذاب کرنیوالا ہے (۵۰)

تو دوسری آیت میں بھی جبکہ مقابلہ ہوا "قلیلا" کے یہی معنی لئے جاوینگے اگر پہلی آیت میں "قلیلا" کے
لفظ سے قلیل فی العدد مراد لی جاوے تو دوسری آیت میں بھی قلیل فی العدد مراد لی جاویگی جس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ مقابلہ کے وقت کل لشکر قریش مکہ کے مقابلہ میں نہیں آیا تھا بلکہ اُن میں سے تھوڑے سے
آدمیوں سے مقابلہ ہوا تھا جس کا سبب خود اس دوسری آیت میں بیان ہوا ہے کیونکہ قریش مکہ نے
دیکھا کہ آنحضرت کے ساتھ تھوڑے سے آدمی ہیں اسلئے اُنھوں نے بھی تھوڑے سے آدمیوں سے مقابلہ
کیا اور جو امر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا تھا وہ سچا ہوا۔

(۵۰) (واذ زین لھم الشیطن اعمالھم) ہمارے مفسرین نے اس آیت کی تفسیر عجیب وغریب

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ

باتیں لکھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ شیطان سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت بنکر جو بکر بن کنانہ کے سرداروں میں سے تھا معہ اپنے ساتھ کے لوگوں کے قریش مکہ کے پاس آیا اور کہا کہ ہم تمہارے مددگار ہیں اور کہا کہ اب کوئی تم پر غالب نہیں ہونیکا اور اسوقت حرث بن ہشام کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوے کھڑا تھا مگر جب اُس نے مسلمانوں کے لشکر میں حضرت جبرئیل اور فرشتوں کو دیکھا تو ہاتھ چھوڑا کر بھاگا اور کہا کہ جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ شیطان کا سراقہ بن مالک کی صورت بنکر آنے کی یہہ دلیل لکھی ہے کہ جب کفار قریش مکہ کو پھر کر گئے تو لوگوں نے کہا کہ سراقہ کے آدمی بھاگ گئے۔ جب یہہ خبر سراقہ کو پہونچی تو اُس نے کہا کہ خدا کی قسم مجھکو تمہارا جانا معلوم ہی نہیں ہوا ابھی تمہاری شکست کی خبر مجھکو پہونچی ہے۔ اُسوقت لوگوں نے کہا کہ وہ شخص جو سراقہ کی صورت میں آدمی لئے ہوے ملا تھا سراقہ نہ تھا بلکہ شیطان تھا۔ نہایت افسوس ہے کہ ہمارے مفسروں نے کیسی لغو اور بیہودہ اور بے سمجھہ اور بے ٹھکانے باتوں کو قرآن کی تفسیر میں داخل کیا ہے اور اُنکو تفسیر کی بنیاد قرار دیا ہے۔ خدا ان پر

وذلك لان كفار قريش لما رجعوا الى مكة قالوا هزم الناس سراقة فبلغ ذلك سراقة فقال والله ما شعرت بمسير حتى بلغني هزيمتكم فعند ذلك تبين للقوم ان ذلك الشخص ما كان سراقة بل كان شيطاناً۔
(تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۸۸)

ان الشيطان نزين لو سوسته من غلمان نتحول في صورة

اور جب کہتے تھے منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ دھوکہ

دیا ہے اُن لوگوں کو اُنکے دین نے۔ اور جو شخص کہ توکل کرتا ہے اللہ پر تو بیشک

اللہ غالب ہے حکمت والا (۵۱) اور اگر تو دیکھتا جسوقت کہ روح قبض کرتے ہیں

انکی جو کافر ہیں اور فرشتے پیٹتے ہیں اُنکے مونہوں کو اور اُنکی پیٹھوں کو اور (کہتے ہیں)

چکھو جلنے کا عذاب (۵۲) یہ اُسکا بدلا ہے جو آگے بھیجا ہے تمھارے ہاتھوں

نے اور بیشک اللہ نہیں ہے ظلم کرنیوالا بندوں پر (۵۳) مانند کرتوت فرعون

کی قوم کے اور اُن لوگوں کے جو اُن سے پہلے تھے کہ منکر ہوے اللہ کی نشانیوں

سے پھر پکڑ لیا اُن کو اللہ نے بہ سبب اُن کے گناہوں کے۔ بیشک اللہ

الانسان وھو قول الحسن والاصم

رحم کرے۔ مگر حسن اور اصم و مفسروں کا قول ہے کہ شیطان کسی آدمی کی صورت نہیں بنا تھا بلکہ اُس نے اُن لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تھا پہلا قول تو محض لغو ہے اور حسن اور اصم کا قول ایسا ہے جو تسلیم ہونے کے قابل ہے۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ قریش مکہ کی حالت کو اُنکی زبان حال سے بیان فرماتا ہے پہلی آیت میں جس غرور اور تکبر سے وہ لڑائی کے لئے نکلے تھے اُسکا اشارہ کیا اور دوسری آیت میں فرمایا کہ

ومعنی الجار ھھنا الدافع عن صاحبہ انواع الضرر کما یدفع الجار عن جارہ والعرب تقول انا جار لك

"زین لھم الشیطان اعمالھم" یعنی اُنکے نفس شریر نے اُنکے اعمالوں کو اچھا کر دکھایا اور اُن کے شریر نفس نے کہا کہ میں تمھارا حمایتی ہوں مگر جب دونوں لشکر مقابل ہوے تو اُن کی جرأت اور ہمت جو کچھ تھی وہ سب پست ہو گئی اور آثار

قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۵۴﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۵۵﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿۵۶﴾ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۵۷﴾ الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿۵۸﴾ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۵۹﴾ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿۶۰﴾

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ﴿۶۱﴾

من فلان اى حافظ لك من مضرته فلا يصل اليك مكروه منه (تفسير كبير جلد ۳ صفحه ۳۸۸)

فتح ونصرت لشکر اسلام کی ظاہر ہوئی اور اُن کا نفس شریر پسپا ہوا جس کو خدا تعالیٰ نے نہایت فصیح طور پر بیان فرمایا۔ [4] فلما تراءت الفئتٰن نکص علی عقبیه وقال انی بریء منکم انی اریٰ ما لا ترون" اور جب انسان کی نخوت اور غرور کے برخلاف امر واقع ہوتا ہے تو اُس کے نفس امارہ کو قدرتی طور پر خوف لاحق ہوتا ہے خصوصًا مواقع جنگ میں جہاں ہر طرح پر فتح کی اُمید ہو اور شکست ہو جاوے پس خدا تعالیٰ نے مشرکین کے نفس شریر کی اُس حالت کو

زبردست ہے سخت عذاب کرنیوالا (۵۴) یہ اِس لئے کہ بیشک اللہ نہیں ہے بگاڑنیوالا کسی نعمت کو جسکو اُس نے بخشا ہے کسی قوم پر یہاں تک کہ وہ لوگ بگاڑ دیں اسکو جو اُن کے دلوں میں ہے بیشک اللہ سننے والا ہے جاننے والا (۵۵) مانند کرتوت فرعون کی قوم کے اور اُن لوگوں کے جو اُنسے پہلے تھے جھٹلایا اپنے پروردگار کی نشانیوں کو پھر ہم نے اُنکو ہلاک کیا بسبب اُنکے گناہوں کے اور ہمنے ڈبو دیا فرعون کی قوم کو اور ہر ایک کو جو ظلم کرنیوالے تھے (۵۶) بیشک بدترین زمین پر چلنے والوں کا اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہوئے پھر وہ نہیں ایمان لائینگے (۵۷) وہ لوگ جن سے تو نے عہد کیا ہے پھر وہ توڑ ڈالتے ہیں اپنا عہد ہر دفعہ میں اور وہ پرہیزگاری نہیں کرتے (۵۸) پھر اگر تو اُن کو (جنہوں نے عہد کیا تھا) پاوے لڑائی میں تو اُنکے ساتھ اِسطرح پیش آ کہ اُس کی سبب سے پریشان کردے اُن لوگوں کو جو اُنکے پیچھے ہیں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں (۵۹) اور اگر تجھکو اندیشہ معلوم ہو کسی قوم سے خیانت (یعنی بدعہدی) کا تو پھینک دے (یعنی اُنکا عہد) اُنکی طرف اِسطرح پر کہ فریقین برابر (یعنی یکساں حالت) پر ہوں بیشک اللہ نہیں دوست رکھتا خیانت کرنے والوں کو (۶۰) اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو کافر ہوے کہ وہ میری ہوگئے بیشک وہ عاجز کرنیوالے نہیں ہیں (۶۱)

ان لفظوں سے بیان کیا کہ، ”انی اخاف اللہ واللہ شدید العقاب“

(۵۸) (الذین عاھدت منھم) ظاہراً اس آیت میں بنی قریظہ کی طرف اشارہ ہے۔ اُن سے عہد تھا کہ وہ مسلمانوں سے نہ لڑینگے نہ اُن کے دشمنوں کی مدد اور اعانت کرینگے مگر اُنھوں نے بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کے برخلاف قریش مکہ کو ہتھیار دینے سے مدد کی اور اپنا عہد توڑ دیا مگر پھر معافی چاہی اور کہا کہ ہم سے خطا ہوئی اور پھر دوبارہ عہد کیا مگر خندق کی لڑائی میں پھر مشرکین سے برخلاف مسلمانوں کے مل گئے

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿۶۲﴾ وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۶۳﴾ وَإِن يُرِيدُوا أَن يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۶۴﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۶۵﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿۶۶﴾

اور دوسری دفعہ اپنا عہد توڑ دیا۔

(۶۶) (یا ایہا النبی) اس آیت میں جو مضمون تحریض علی القتال کا ہے اُسکی نسبت سورہ توبہ میں ہم ایک مفصل گفتگو کرینگے اس مقام پر صرف خاص اس آیت کی تفسیر پر اکتفا کرتے ہیں۔

اور تیاری کرو اُنکے لئے جو کچھ کہ تم کرسکو قوت سے۔ یعنی ہتھیاروں سے اور گھوڑوں کے باندھنے سے یعنی مہیا کرنے سے۔ ڈراؤ اس سے اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو اور اَوروں کو جو انکے سوا ہیں کہ انکو تم نہیں جانتے اللہ اُن کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم خرچ کروگے کسی چیز سے اللہ کی راہ میں پورا دیا جاوے گا تم کو اور تم ظلم نہ کئے جاؤگے (۶۲) اور اگر وہ جھکیں صلح کیلئے تو تو بھی جھک جا اُسکے لئے اور توکل کر اللہ پر بیشک وہی سننے والا ہے جاننے والا (۶۳) اور اگر وہ ارادہ کریں کہ تجھکو فریب دیں تو بیشک کافی ہے تجھکو اللہ۔ وہ وہ ہے جس نے تائید کی تیری اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے اور ہمدردی ڈالدی آپس میں اُنکے دلوں کے۔ اگر تو خرچ کرڈالتا جو کچھ کہ زمین میں ہے سارے کا سارا تو بھی نہ ہمدردی ڈال سکتا آپس میں اُنکے دلوں کے۔ لیکن اللہ نے ہمدردی ڈالدی اُنکے آپس میں بیشک وہ غالب ہے حکمت والا (۶۴) اے نبی کافی ہے تجھکو اللہ اور وہ جنہوں نے تیری پیروی کی ہے جو مسلمان ہیں (۶۵) اے نبی رغبت دے مسلمانوں کو لڑائی پر۔ اگر ہونگے تم میں سے بیس صبر کرنیوالے غالب آوینگے دو سو پر اور اگر ہونگے تم میں سے سو (ایسے ہی) تو غالب آوینگے ہزار پر اُن لوگوں میں سے جو کافر ہیں بسبب اِسکے کہ وہ ایک قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے (۶۶)

مفسرین کہتے ہیں کہ اگرچہ نظم اِس آیت کا بطور خبر کے ہے مگر اُس سے مراد امر ہے جسکا مقصد یہ ہے کہ اگر تم میں بیس آدمی لڑنیوالے ہوں تو اُنکو صبر کرنا اور لڑنے میں جدوجہد اور کوشش کرنی چاہیئے تاکہ دو سو لڑنیوالے مخالفوں پر غالب آویں۔ اور اسکے بعد کی آیت کو جس میں سو لڑنیوالوں کا دو سو پر اور ہزار کا دو ہزار پر غالب

اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۰﴾

آنیکا ذکر ہے پہلی آیت کا ناسخ قرار دیتے ہیں مگر سیاق کلام اُسکے برخلاف ہے ان آیتوں میں مسلمانوں کو تحریض علی القتال کی گئی ہے اور لڑائی میں صبر و ثابت قدم رہنے کی ہدایت کی گئی ہے تعداد بیان کرنے سے کسی عدد خاص کا معین کرنا مقصود نہیں ہے یہ کہنا کہ اگر تم میں آدمی لڑائی میں ثابت قدم ہونگے تو دو سو آدمیوں پر اور اگر سو ہونگے تو ہزار پر غالب آوینگے۔ اس کہنے کے مساوی ہے کہ لڑائی میں صبر کرنیوالے اور ثابت قدم رہنے والے تھوڑے سے آدمی بہت سوں پر غالب ہو جاتے ہیں مگر مسلمانوں کی حالت ایسی نہیں تھی بلکہ وہ مشرکین کے مقابلہ میں ہر طرح سے کیا بلحاظ ہتھیاروں کے اور کیا بلحاظ سامان لڑائی کے اور کیا بلحاظ آسائش و خوراک و قوت جسمانی کے نہایت ضعیف تھے۔ اسلئے خدا نے فرمایا کہ اسقدر تفاوت میں تخفیف کیجاوے۔ تب بھی اگر تم ثابت قدم رہوگے تو دوگنوں پر غالب آؤگے۔ پس ان آیتوں میں سے کسی آیت میں تعین عدد خاص مراد نہیں بلکہ صرف تحریض علی القتال و ثبات فی القتال مراد ہے۔

(۶۸) (ماکان لنبی) بدر کی لڑائی میں قریش مکہ کے تمام لشکر سے جو اُنکے ساتھ آیا تھا لڑائی نہیں ہوئی تھی بلکہ ایک گروہ سے جو لڑنے کو نکلا تھا لڑائی ہوئی تھی جیسا کہ اسی سورہ کے مندرجہ حاشیہ آیت

اب ہلکا کیا اللہ نے تم سے اور جانا کہ تم میں ضعف ہی پھر اگر ہونگے تم میں سے سو صبر کرنے والے غالب آوینگے دو سو پر اور اگر ہونگے تم میں سے ہزار غالب آوینگے دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (۶۶) نہیں ہے نبی کیلئے کہ ہوں اُسکے لئے قیدی یہانتک کہ گھمسان کر دے زمین میں یعنی ملک میں۔ تم چاہتے ہو مال دنیا کا اور اللہ چاہتا ہے آخرت کو اور اللہ غالب ہے حکمت والا (۶۷) اگر نہ ہوتا لکھا ہوا اللہ کی طرف سے پہلے سے بیشک تم کو پہونچتا اُس میں جو تم نے لیا عذاب بہت بڑا (۶۸) پھر کھاؤ اُس میں سے جو تم نے غنیمت میں لیا ہے مال طیب اور ڈرو اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۷۰)

واذ یریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینھم لیقضی اللہ امرا کان مفعولا والی اللہ ترجع الامور ۴۶	آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ اُس گروہ کو جو مقابلہ میں آیا تھا شکست ہوئی تھی اور تمام لشکر قریش مکہ کا ایسا پریشان ہو گیا تھا کہ کسی کو پھر مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور مسلمانوں نے انکا تعاقب بھی نہیں کیا جیسے کہ

خدا نے اسی سورۃ میں فرمایا "ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح وان تنتھوا فھو خیر لکم" مگر قریش مکہ کے لشکر میں ستر آدمی بطور قیدی کے گرفتار ہو گئے تھے۔ اُن قیدیوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ کیا کیا جاوے حضرت عمرؓ اور سعد ابن معاذ نے رائے دی کہ سب کو قتل کرنا چاہیئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ فدیہ لیکر چھوڑ دیا جاوے چنانچہ فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا۔ فدیہ لینے پر خدا نے اپنی ناراضی ظاہر کی کیونکہ وہ لوگ بغیر لڑنے کے پکڑے گئے تھے اور اس لئے لڑائی کے قیدی جن سے فدیہ لیا جا سکتا نہیں تھے۔ اِسی پر خدا کی ناراضی ہوئی اور خدا نے فرمایا "ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض" جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ اُنکے قتل نہ کرنے پر خدا کی ناراضی ہوئی تھی کسی طرح پر صحیح نہیں ہو سکتی اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے جب اُن کا قیدی جنگ ہونا ہی قرار نہیں دیا تو اُنکے قتل نہ کرنے پر کیونکر ناراضی ہو سکتی تھی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي
قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَحِيمٌ ﴿۷۱﴾ وَإِنْ يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ فَأَمْكَنَ
مِنْهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۷۲﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا
أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ
مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ
فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۷۳﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ
بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿۷۴﴾
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ
آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿۷۵﴾
وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ وَأُولُو
الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۷۶﴾

اے نبی کہدے اُن لوگوں کو جو کہ تمھارے ہاتھوں میں ہیں قیدی اگر جانیگا اللہ کہ تمھارے دلوں میں بھلائی تو دیگا تمکو بھلائی اُس سے جو لیا گیا تم سے اور بخشیگا تم کو اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۷۱) اور اگر وہ ارادہ کرینگے تجھسے خیانت کا تو بیشک اُنھوں نے خیانت کی تھی اللہ سے اس سے پہلے پھر طاقت ور کیا خدا نے تجھکو اُن سے اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۷۲) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے جگہہ دی اور مدد کی یہہ لوگ ہیں کہ ایک اُن میں کا دوست ہے دوسرے کا اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت نہیں کی تو تم کو نہیں ہے اُن کی دوستی سے کچھ یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اور اگر وہ تم سے دین میں مدد چاہیں تو تم پر ہے مدد کرنی مگر اُس قوم پر کہ تم میں اور اُن میں عہد ہے اور اللہ اُسکو جو تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے (۷۳) اور جو لوگ کافر ہوئے ایک اُنمیں کا دوست ہے دوسرے کا اگر تم اُسکو نہ کروگے (جس کا حکم ہوا ہے) تو ہوگا فتنہ زمین میں یعنی ملک میں - اور فساد بڑا (۷۴) اور جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اور جنھوں نے جگہہ دی اور مدد کی یہہ لوگ وہی ہیں ایمان والے ٹھیک ٹھیک - ان کے لئے ہے مغفرت اور رزق برکت والا (۷۵) اور جو لوگ ایمان لائے بعد کو اور ہجرت کی اور جہاد کیا تمھارے ساتھ تو وہ لوگ بھی تم ہی میں سے ہیں اور قرابت والے بعض اُن میں کا قریب تر ہے بعضے سے اللہ کی کتاب میں بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے (۷۶)

برآءۃ

(۱) برآءۃ - سورۃ انفال اور سورہ توبہ کا ایسا قریب قریب مضمون ہے کہ اگر دونوں سورتوں کو ایک ہی سورۃ خیال کی جاوے تو کچھ مستبعد نہیں ہے - اور جب ہمارا یہ خیال ہے تو اس بات پر بحث کرنی کہ سورہ توبہ کے اول بسم اللہ کیوں نہیں ہے غیر ضروری ہے اور نہ جس منشا سے ہم نے تفسیر لکھی ہے اُس سے علاقہ رکھتا ہے اسلئے ہم اِس بحث کو چھوڑ دیتے ہیں -

سورہ انفال اور سورہ توبہ دونوں میں کافروں سے لڑنے اور اُنکو قتل کرنے اور مغلوب کرنے کا ذکر ہے - اور یہی امر بحث کے قابل ہے جسکی نسبت مخالفین اسلام نے اپنی غلطی اور ناسمجھی سے اسلام کی نسبت مختلف پیرایوں میں اعتراض قایم کئے ہیں - اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کافروں کے ساتھ جو کچھ کیا اور جسقدر اور جس طرح اُنھوں نے خدا کے حکم سے کافروں کو قتل اور غارت کیا - اگر اُسکا مقابلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی لڑائیوں سے کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ وہ لڑائیاں بمقابلہ حضرت موسیٰ کی لڑائیوں کے خدا کی رحمت تھیں - پس جو لوگ توریت کو اور حضرت موسیٰ کو مانتے ہیں اُنکے لئے تو حضرت مسیح کا یہ قول کافی ہے کہ "تو اُس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے کیوں دیکھتا ہے اور جو شہتیر کہ تیری آنکھ میں ہے اُسے دریافت نہیں کرتا" مگر ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ہم صرف حجت الزامی پر اکتفا کریں بلکہ ہمارا مقصود ہر امر کو تحقیق کرنا اور اُسکی اصلیت کو ظاہر کرنا ہے اسلئے ہم اِس امر کو بخوبی تحقیق کرنا چاہتے ہیں

اس امر پر جو اعتراض جامع جمیع اعتراضات ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک بانی مذہب کو جسکا موضوع سچی اور سیدھی راہ کا بتانا اور اُسکے نتیجوں کی خوشخبری دینا اور بد راہ کی بُرائی کو جتلانا اور اُس کے بد نتیجوں سے ڈرانا اور اپنی نصیحت اور وعظ سے انسانوں میں نیکی اور نیک دلی رحم اور صلح آپس میں محبت و ہمدردی کا قایم کرنا اور تمام مصیبتوں اور تکلیفوں کو جو اِس راہ میں پیش آویں صبر و تحمل سے برداشت کرنا زیبا ہے یا زبردستی سے اور ہتھیاروں کے زور سے اور قتل و خونریزی سے اُسکو منوانا لازم ہے پس اب ہمکو اسی امر کا تحقیق کرنا مقصود ہے کہ کیا قرآن مجید میں ہتھیار اُٹھانے کا حکم زبردستی سے اسلام منوانے کے لئے تھا ؟ -

ہرگز نہیں - بلکہ قرآن مجید سے اور تمام لڑائیوں سے جو آنحضرت صلعم کے وقت میں ہوئیں بخوبی

نہ رہنا عہد کا ہے

ثابت ہے کہ وہ لڑائیاں صرف امن قایم رکھنے کیلئے ہوئی تھیں نہ زبردستی سے اور ہتھیاروں کے زور سے اسلام منوانے کیلئے

مکہ میں اہل مکہ نے آنحضرت صلعم کی ذات مبارک کو اور اُن مرد اور عورتوں کو جو مسلمان ہوگئے تھے ایذا پہونچانی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا تھا۔ آنحضرت نے خود اور اُنکے پیرو مسلمان مرد و عورت نے اُن تمام مصیبتوں اور تکلیفوں کو نہایت صبر و تحمل سے برداشت کیا تھا جن کے خیال سے تعجب آتا ہے کہ کیونکر برداشت ہوئی تھیں۔

خاص آنحضرت کی نسبت مونہہ در مونہہ دشنام دہی کرنا اور بُرا کہنا اور تذلیل کرنا یہ تو ایک عام بات تھی جو روزمرہ ہوتی تھی یعنی قریش کمینہ لوگوں کو اور اپنے غلاموں کو اشارہ کرتے تھے اور وہ اسطرح سے آنحضرت کو ایذا پہونچاتے تھے۔ ایک دفعہ اِسی طرح اُن کمینہ لوگوں اور قریش کے غلاموں نے آنحضرت صلعم کو گھیر لیا اور گالیاں دینی اور سخت و سست الفاظ کہکر غل مچانی شروع کی بہت سے آدمی جمع ہوگئے اور ایسی دھکاپیل ہوئی کہ آنحضرت صلعم کو ایک احاطہ میں پناہ لینی پڑی۔

اغروابه (محمد صلعم) سفهاءهم وعبيدهم يسبونه ويصيحون به حتى اجتمع اليه الناس والجؤوه الى حائط۔ ابن هشام صفحه ۲۸۰)

ابولہب ہمیشہ آنحضرت صلعم کے دروازہ پر نجاست اور نجس و بدبودار چیزیں ڈلوا دیتا تھا۔

ام جمیل ابی لہب کی بیوی اُس رستہ پر جہاں سے آنحضرت صلعم کی آمد و رفت تھی کانٹے ڈالوا دیتی تھی۔

راہ چلنے کی حالت میں آنحضرت صلعم کے سر مبارک پر لوگ مٹی کوڑا کرکٹ ڈالدیتے تھے۔

ابو لهب كان يطرح العذرة والنتن على باب النبي صلى الله عليه وسلم تاريخ ابن الاثير جلد ۲ صفحه ۲۸۔
انها (ام جميل امراة ابي لهب) كانت فيما بلغني تحمل الشوك فتطرحه على طريق رسول الله صلعم حيث يمر۔ (ابن هشام صفحه ۲۳۳)
اعترضه (محمد صلعم) سفيه من سفهاء قريش فنثر على راسه ترابا۔ (ابن هشام صفحه ۲۷۷)

قریش نے آپس میں نہایت سخت عہد کیا تھا کہ کوئی شخص آنحضرت پاس نجاوے اُنکے پاس نہ بیٹھے اُنکی بات نہ سُنے ایک دفعہ عقبہ جا کر آنحضرت پاس بیٹھا اور کچھ کلام سُنا اِسکی خبر اُبی کو پہونچی جو اُسکا بڑا دوست تھا وہ اُسکے پاس آیا اور کہا کہ

وكان عقبة قد جلس الى رسول الله صلعم يسمع منه فبلغ ذلك ابيا فاتى عقبة فقال له الم يبلغني

مِنَ اللہِ

میں نے سُنا ہے کہ تو آنحضرت پاس جاکر بیٹھا تھا اور اُنکی باتیں سنی تھیں تیری صورت مجھکو دیکھنی اور تجھ سے بات کرنی حرام ہے اور میں اپنی قسم کو زیادہ سخت کرونگا اگر تو اب گیا اور اُن پاس بیٹھا اور اُن کی بات سُنی کیا تجھ سے یہ نہ ہوسکا کہ اُسکے موںنہ پر تھوک دیتا چنانچہ اُس خدا کے دشمن نے ایسا ہی کیا۔

انك جالست محمدا وسمعت منه نغر قال وجهي من وجهك حرام ان اكلمك واستغلظ من اليمين ان انت جلست اليه وسمعت منه اولم تاته فتتفل في وجهه ففعل ذلك عدو الله عقبة بن ابي معيط۔
ابن هشام صفحه ۲۳۸۔

جو لوگ مسلمان ہوگئے تھے اُن پر بھی نہایت ظلم ہوتا تھا اور سخت ایذا پہونچائی جاتی تھی جہاں بیکس مسلمانوں کو دیکھتے تھے پکڑ لیتے تھے قید کرتے تھے مارتے تھے بھوکا پیاسا رکھتے تھے جلتی ریت میں ڈال دیتے تھے آگ سے جلاکر ایذا پہونچاتے تھے۔

وثب كل قبيلة على من فيها من مستضعفي المسلمين فجعلوا يحبسونهم ويعذبونهم بالضرب والجوع والعطش ورمضاء مكة والنار ليفتنوهم عن دينهم۔
(تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۶)

حضرت بلال کو عین دوپہر میں سورج کی تپش کے وقت امیہ بن خلف کبھی موںنہ کے بل اور کبھی پیٹ کے بل جلتی ریت پر ڈالدیتا تھا اور چت کرکے اُنکی چھاتی پر بھاری پتھر رکھدیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں تیرے ساتھ اسیطرح کئے جاؤنگا جب تک کہ تو مرجاوے یا محمد (صلعم) کے ساتھ کفر کرے۔

فعار بلال لامية بن خلف الجمحي فكان اذا حميت الشمس وقت الظهيرة يلقيه في الرمضاء على وجهه وظهره ثم يامر بالصخرة العظيمة فتلقى على صدره ويقول لاتزال هكذا حتى تموت او تكفر بمحمد- تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۔

ایک دفعہ اُنھوں نے عمار بن یاسر کو اور اُس کے باپ اور ماں کو جو مسلمان ہوگئے تھے پکڑ لیا اور دھوپ میں جلتی ریت پر ڈال دیا۔ اتفاقاً آنحضرت صلعم اُس طرف سے گذرے اور اُن سے کہا کہ اے یاسر کے خاندان کے لوگو صبر کرو تمھاری جگہہ جنت میں ہے حضرت یاسر تو اُسی سختی کی حالت میں مرگئے اور اُنکی بیوی سمیہ نے ابوجہل کے ساتھ سخت کلامی کی ابوجہل نے وہ ہتھیار جو اُسکے ہاتھ میں تھا حضرت سمیہ مظلومہ کی شرمگاہ میں مارا کہ وہ مرگئیں اور اسطرح وہ سب سے اول شہید ہوئی ہیں اُس کے بعد ابوجہل نے حضرت عمار کو ایذا پہونچانے میں زیادہ سختی

كانوا يخرجون عمارا واباه وامه الى الابطح اذا حميت الرمضاء يعذبونهم بحر الرمضاء فمر بهم النبي صلعم فقال صبرا ال ياسر فان موعدكم الجنة فمات ياسر في العذاب واغلظت امراته سمية القول لابي جهل فطعنها في قبلها بحربة في يده فماتت وهي اول شهيد في الاسلام وشدد والعذاب على عمار بالحر تارة وبوضع الصخر

اللہ

کی۔ کبھی دھوپ میں ڈالتا تھا کبھی آگ سے گرم کیا ہوا پتھر اُنکے سینہ پر رکھواتا تھا کبھی اُن کو پانی میں ڈالکر ڈبواتا تھا۔ آخر کار اُن سے کھا کہ ہم تجھکو کبھی نہیں چھوڑینگے جب تک کہ تو محمد کو دشنام نہ دے اور لات کی تعریف نہ کرے لاچار اُنھوں نے ایسا ہی کیا تب اُنکو چھوڑا مگر اُنکے دل میں ایمان مستحکم تھا۔

احمر علی صدرہ اخری وبالتعزیق اخری فقالوا لانترکک حتی تسب محمد او تقول فی اللات خیرا ففعل فترکوہ (ولکن قلبہ مطمئن بالایمان) تاریخ ابن اثیر صفحہ ۲۶

خباب ابن ارث کو کافروں نے پکڑ لیا اور نہایت سخت ایذا پھونچائی اُسکو ننگا کرکے سونہہ کے بل گرم جلتی ریت پر لٹاتے تھے اور پھر پتھر کے کنکلوں کو آگ سے گرم کرکے اُس پر لٹاتے تھے اور اُسکا سر مروڑ کے اولٹا پھیر دیتے تھے مگر وہ خاموش تھا اور جو کچہ وہ کہتے تھے مطلق اُسکا جواب نہیں دیتا تھا۔

اخذہ الکفار (خباب ابن الارث) وعذبوہ عذابا شدیدا فکانوا یعرونہ ویلصقون ظھرہ بالرمضاء ثم بالرضیف وھی الحجارۃ المحماۃ بالنار ولووا راسہ فلم یجبھم الی شی مما ارادوا منہ۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۔

ابو فکیہ کو اُمیہ بن خلف نے پکڑا اور اُسکے پاؤں میں رسی بندہوائی اور کھنچوایا اور جلتی ریت میں ڈالدیا۔ اتفاقاً ایک بدصورت کالا پلپلا والا چھوٹا سا کیڑا اُسکے قریب نکلا تو اُمیہ نے طعنہ سے کھا کہ یہ تیرا خدا ہے اُس نے کہا کہ اللہ میرا رب ہے اور تیرا رب اور اُس کیڑے کا بھی یہ سُنکر اُمیہ نے نہایت زور سے اُس کا گلا گھونٹنا شروع کیا۔ اُسوقت اُسکا بھائی ابی ابن خلف بھی موجود تھا اور کہتا تھا اور زور سے تاکہ محمد آجاویں اور اپنے جادو سے اُسکو چھوڑا لیں۔ غرض کہ اُسکا گلا گھونٹتے رہے یہانتک کہ اُنھوں نے خیال کیا کہ وہ مرگیا مگر وہ مرا نہیں تھا۔

اخذہ (ابو فکیھۃ) امیۃ بن خلف وربط فی رجلہ حبلا وامر بہ فجر ثم القاہ فی الرمضاء ومر بہ جعل فقال لہ امیۃ الیس ھذا ربک فقال اللہ ربی وربک ورب ھذا الخنفسۃ فخنقا شدیدا ومعہ اخوہ ابی بن خلف یقول زدہ عذابا حتے یاتی محمد فیخلصہ بسحرہ ولم یزل علی تلک الحال حتے ظنوا انہ قد مات۔ تاریخ ابن اثیر جلد ثانی صفحہ ۲۷

خود حضرت عمرؓ نے اپنے مسلمان ہونے سے پہلے لبینہ ایک مسلمان عورت کو پکڑ لیا اور اُسکو ایذا پھونچائی اور مارنا شروع کیا جب تھک جاتے تھے تو چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نے تجھے چھوڑا نہیں ہے

کان عمر (قبل اسلامہ) یعذبھا (لبینۃ) حتی تفتن ثم یدعھا

وَرَسُوْلُہٗ

میں تھک گیا ہوں اِس لئے ٹھہر گیا ہوں۔ اُس نے جواب دیا کہ اِسی طرح خدا بھی تیرے ساتھ کریگا اگر تو مسلمان نہ ہوا۔
حضرت عمر کو خود مسلمان ہونے سے پہلے معلوم ہوا کہ فاطمہ انکی بہن معہ اپنے شوہر کے مسلمان ہو گئی ہے اور خباب بن الارث انکو قرآن سکھاتا ہے حضرت عمر اُنکے پاس آئے اور خوب مارا کہ انکا سر پھٹ گیا جب خون بہنے لگا تو اُن کی بہن نے کہا کہ ہاں ہم تو مسلمان ہو گئے ہیں۔
اِسی طرح ابو جہل نے زنیرہ مسلمان عورت کو اسقدر ایذا دی کہ وہ اندہی ہو گئی اور جب اُس نے جانا کہ وہ اندہی ہو گئی تو کہا کہ لات اور عزّیٰ نے تجھکو اندہا کیا ہے اُس نے کہا کہ لات اور عزّیٰ تو نہیں جانتے کہ اُنکو کون پوجتا ہے مگر یہ ایک آسمانی امر ہے اور میرا خدا قادر ہے کہ پھر میری آنکھوں میں روشنی دیدے
تھدیہ نے ایک مسلمان عورت بنی عبدالدار کو اور اسود بن عبد یغوث نے ایک مسلمان عورت ام عبیث کو سخت ایذائیں دی تھیں یہ طریقہ ایذا دینے کا برابر جاری تھا۔ ابو جہل جب کسی شریف آدمی کو دیکھتا کہ مسلمان ہو گیا ہے تو اُس سے کہتا کہ کیا تو اپنا مذہب اور اپنے باپ کا مذہب جو تجھ سے اچھا تھا چھوڑتا ہے اور اُسکی عقل پر نفرین کرتا اُسکو حماقت کا کام بتلاتا اور اُس کو بیعقل کہتا اور اُسکو ذلیل کرتا۔ اور اگر کوئی سوداگر ہوتا تو کہتا کہ تیری تجارت ڈوب جاویگی اور تیرا مال برباد ہو جاویگا اور اگر وہ مسلمان کوئی کمزور قبیلہ کا آدمی ہوتا تو اُسکے پیچھے لوگوں کو

ویقول انی لو ادعك الاسامة فنقول كذلك يفعل الله بك ان لم تسلم۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۔

بلغه (ای عمر) ان اخته فاطمة اسلمت مع زوجها سعيد ابن عمه زيد وان خباب بن الارث عندهما يعلمها القرآن فجاء اليهما منكرا فضرب اخته فشجها فلما رات الدم قالت قد اسلمنا۔ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۹

كان ابو جهل يعذبها (زنيرة) حتى اعميت فقال لها ان اللات والعزى فعلا بك فقالت وما يدري اللات والعزى من يعبدهما ولكن هذا امر من السماء وربي قادر على رد بصري تاریخ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۔

كانت راى امرأة من بني عبد الدار تعذبها (المهدية) وتقول والله لا اقلعت عنك او يبتاعك بعض اصحاب محمد تاریخ ابن الاثیر جلد ثانی صفحہ ۲۷۔
كان الاسود بن عبد يغوث يعذبها (اے ام عبيث) تاریخ ابن الاثیر جلد ثانی صفحہ ۲۷۔

كان ابو جهل ياتی الرجل الشريف ويقول له اتترك دينك ودين ابيك وهو خير منك ويقبح رايه وفعله ويسفه حلمه ويضع شرفه وان كان تاجرا يقول ستكسد تجارتك ويهلك مالك وان كان ضعيفا اغرى به حتى يعذب۔ تاریخ ابن الاثیر۔

اور اُس کے رسول کی طرف سے

جلد ثانی صفحہ ۲۷-

وکانت قریش انما تسمی رسول اللہ صلعم
مذمما ثم یسبونہ-ابن ہشام صفحہ ۲۳۴
وامیۃ ابن خلف اذا رای رسول اللہ صلعم
ہمزہ ولمزہ-الہمزۃ الذی یشتم الرجل
علانیۃ ویکسر عینیہ علیہ- واللمزۃ الذی
یعیب الناس سرا ویوذیہم-ابن ہشام صفحہ ۲۳۳
فعن ابن مسعود حتی اتی المقام فی
الضحی وقریش فی اندیتہا حتی اتی قام
عند المقام ثم قرء بسم اللہ الرحمن الرحیم
رافعا بہا صوتہ الرحمن علم القرآن قال
ثم استقبلہا یقرءہا قال فتاملوہ فجعلوا
یقولون ما قال ابن ام عبید قال ثم
قالوا انہ لیتلو بعض ما جاء بہ محمد فقاموا الیہ
فجعلوا یضربون فی وجہہ وجعل یقرء حتی
ابلغ منہا ما شاء اللہ ان یبلغ ثم انصرف الی
اصحابہ وقد اثروا بوجہہ-
ابن ہشام-صفحہ ۲۰۲

لگا دیتا کہ اُسکو ایذا دو۔

کفار قریش نے آنحضرت صلعم کا نام بجاے محمد کے مذمم بطور ہجو کے رکھدیا تھا۔ اور امیہ ابن خلف علانیہ مُنہہ در مُنہہ آنحضرت صلعم کو سب وشتم بدزبانی ودشنام دہی کرتا رہتا تھا۔ جب آنحضرت قرآن پڑھتے تھے تو لوگ غل مچاتے تھے اور قرآن کے الفاظ کے ساتھ اپنے لفظ ملا دیتے تھے اور ہر طرح اذیت دیتے تھے۔

ایک دفعہ ابن مسعود کعبہ کے پاس گئے اور سورۃ الرحمٰن پڑھنی شروع کی اور قریش جو کعبہ کے آس پاس بیٹھے تھے ہجوم کر آئی اور جب جانا کہ وہ قرآن پڑھتے ہیں جو آنحضرت پر نازل ہوا ہے تو اُنکے مونہہ کو پیٹنا شروع کیا کہ اُنکا مونہہ نیلا ہو گیا اور مارنے کے نشان مونہہ پر پڑ گئے مگر جہاں تک اُن سے بن پڑا وہ بھی پڑھے گئے۔

پانچ برس تک اسی قسم کی تکلیفیں اور ایذائیں آنحضرت صلعم کو اور اُن مرد اور عورتوں کو جو مسلمان ہو گئے تھے پہونچتی رہیں اور خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تمام مسلمان مرد اور عورتون نے نہایت صبر وتحمل سے اُنکو برداشت کیا۔ مگر کوئی ایسی صورت جس سے مسلمان امن میں رہیں پیدا نہ ہوئی۔ اُسوقت امن حاصل ہونے کے لیے آنحضرت صلعم نے مسلمانون کو حکم دیا کہ وہ اپنا عزیز وطن چھوڑ دین اور حبشہ کو چلے جاوین جہان کا بادشاہ نجاشی عیسائی مذہب کا تھا۔

پہلی ہجرت مسلمانون کی بجانب حبشہ ۵ سنہ نبوی میں

اس اجازت پر تھوڑے مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں نے رجب ۵ سنہ نبوی میں حبشہ کو ہجرت کی گیارہ مرد اور چار یا پانچ عورتین اس قافلہ میں تھیں۔ مردوں میں حضرت عثمان بن عفان اور عورتوں میں

اِلَى الَّذِيْنَ

حضرت رقیہ بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیوی حضرت عثمان کی شامل تھیں۔

مشورہ آنحضرت صلعم کے قتل کا

جبکہ قریش نے یہ بات دیکھی کہ جو مسلمان حبشہ میں گئے وہ آرام سے رہتے ہیں اور حضرت عمرؓ بھی مسلمان ہوگئے ہیں اور اسلام عرب کے قبیلوں میں پھیلتا جاتا ہے تو اُنھوں نے آنحضرت کے قتل کرنیکا ارادہ کیا اور سب لوگ اس بات پر متفق ہوگئے۔ مگر اُس زمانہ میں ابو طالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت علی مرتضیٰ کے والد زندہ تھے اور اُنکا رعب بھی عرب کے قبیلوں پر کچھ کم نہ تھا جب اُنھوں نے یہ بات سُنی تو اُنھوں نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو جمع کیا اور آنحضرت صلعم کو اپنے گروہ کی حفاظت میں لے لیا۔

ولما رأت قريش عزة النبي صلى الله عليه وسلم بمن معه واسلام عمر وعزة اصحابه بالحبشة ونشر الاسلام في القبائل اجمعوا على ان يقتلوا النبي صلى الله عليه وسلم فبلغ ذلك ابا طالب فجمع بني هاشم وبني المطلب فادخلوا رسول الله شعبهم ومنعوه ممن اراد قتله فاجابوه لذلك حتى كفارهم فعلوا ذلك حمية على عادة الجاهلية۔
مواهب لدنيه صفحه ۳۰ و ۳۱۔

جب کہ قریش اپنے ارادہ پر کامیاب نہوئے اور اُنھوں نے دیکھا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب نے آنحضرت صلعم کی حمایت کی ہے وہ پھر جمع ہوئے اور باہم مشورہ کرکے ایک عہد نامہ لکھا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے شادی اور بیاہ موقوف کیا جاوے نہ کوئی اُنکی بیٹیاں لے اور نہ کوئی اُن کو بیٹیاں دے اور نہ کوئی اُنکے ہاتھ کوئی چیز بیچے اور نہ اُن سے کچھ خریدے اور اسپر سب نے اتفاق کرکے عہد نامہ لکھا اور اُسکو خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔ اس معاہدہ سے بے انتہا تکلیف پہونچی قریش میں سے بعض لوگ بہ سبب قرابت کے چھپ چھپا کر کچھ پہونچا دیتے تھے لیکن اگر کھل جاتا تھا تو نہایت فضیحت کیے جاتے تھے۔ ایک دفعہ حکیم بن حزام معہ اپنے غلام کے حضرت خدیجہ کے لئے جو اُس کی پھوپی اور آنحضرت کی بیبی

اجتمعوا وائتمروا بينهم ان يكتبوا كتابا يتعاقدون فيه على بني هاشم وبني المطلب على ان لا ينكحوا اليهم ولا ينكحوهم ولا يبيعوهم شيئا ولا يبتاعوا منهم فلما اجتمعوا لذلك كتبوه في صحيفة ثم تعاهدوا وتواثقوا على ذلك ثم علقوا الصحيفة في جوف الكعبة توكيدا على انفسهم فاقاموا على ذلك سنتين او ثلاثا حتى جهدوا لا يصل اليهم شيء الا سرا مستخفيا به من اراد صلتهم من قريش وقد كان ابو جهل بن هشام فيما يذكر لقي حكيم بن حزام بن خويلد بن اسد معه غلام يحمل قمحا يريد به عمته

اُن لوگوں کی طرف جن سے

تھیں کچھ ستو لوا ئے جاتا تھا ابو جہل رستہ میں مل گیا اور اُن سے اولجھ پڑا اور کہا کہ تو بنی ہاشم کے لئے کھانا لئے جاتا ہے میں ہرگز تجھکو اور تیرے کھانے کو نہ چھوڑونگا جب تک کہ تجھکو مکہ میں فضیحت نہ کرلوں - یہہ مصیبت کی حالت دو تین برس تک برابر جاری رہی

خديجة بنت خويلد وهي عند رسول الله عمر ومعه في الشعب فتعلق به و قال اتذهب بالطعام الى بني هاشم والله لا تبرح انت وطعامك حتى افضحك بمكة - ابن هشام - ۲۳۲ -

دوسری ہجرت مسلمانوں کی بجانب حبشہ ۵ نبوی میں

اس قسم کی مصیبتیں مسلمانوں پر برابر جاری تھیں اور کسی طرح کا امن مسلمانوں کو مکہ میں نہیں ہوتا تھا اور جو لوگ حبشہ میں ہجرت کر گئے تھے وہ وہاں امن میں تھے اِس لئے اور مسلمانوں کو بھی ہجرت کر جانے کی اجازت ہوئی چنانچہ بہت سے مرد اور عورت ہجرت کر گئے - مجموع دونوں دفعہ کر ہجرت کرنے والوں کی تعداد بیاسی یا تراسی تھی -

ہجرت مسلمانوں کی طرف مدینہ کے سنہ ۱۳ نبوی میں

حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد ابو طالب آنحضرت کے چچا کا بھی جن کے رعب داب سے کسی قدر آنحضرت کو امن تھا انتقال ہو گیا اور قریش کو بہت زیادہ تکلیف اور ایذا پہونچانیکا موقع ہاتھ آیا یہانتک کہ رسول خدا کے نماز پڑھنے کی حالت میں بکری کی اوجھڑی اُنپر ڈالدیتے تھے لاچار آنحضرت نے چھپ کر نماز پڑھنی اختیار کی تھی اور کھانا پکاتے وقت کھانا پکنے کی ہنڈیا میں اوجھڑی کے ٹکڑے ڈال دیتے تھے - رستہ چلنے میں اُنکے سر مبارک پر مٹی اور کوڑا پھینکتے تھے اور آنحضرت سب کو برداشت کرتے تھے اور اُن سے فرماتے تھے کہ تم کیا اچھے میرے ہمسایہ ہو جب یہاں تک حالت پہونچ گئی تو آپ بنی ثقیف کے

فكان احدهم في ما ذكر لي يطرح عليه رحم الشاة وهو يصلي وكان احدهم يطرحها في برمته اذا نصبت له حتى اتخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم حجرا يستتر به منهم اذا صلى فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا طرحوا عليه ذلك الاذى كما حدثني عمر بن عبد الله بن عروة بن الزبير يخرج به رسول الله صلى الله عليه وسلم على العود فيقف به على بابه

عَاهَدْتُّمْ

ثم یقول یا بنی عبد مناف ای جوار ھذا ثم یلقیہ فی الطریق ابن ھشام صفحہ ۲۷۶ و ۲۷۷	پاس گئے تاکہ وہ اُنکی مدد کریں مگر اُن میں سے کوئی آمادہ نہ ہوا اور پھر آنحضرت مکہ میں واپس چلے آے۔ اِسی طرح عرب کی اور قبیلوں نے بھی ایمان لانے سے اور آنحضرت کی مدد کرنے سے انکار کیا۔

اِسی درمیاں میں مدینے سے چند لوگ حج کرنے آئے آنحضرت نے اُنکو قرآن سُنایا اور مسلمان ہونے کو کہا سات آدمی اُن میں سے مسلمان ہوے جب وہ واپس گئے تو مدینہ کے لوگوں میں اسلام کا چرچا ہوا اور وہان سے ستر آدمی خفیہ رات کو آنحضرت کے پاس آئے اور اسلام لاے اور جان و مال سے آنحضرت کی امداد کا معاہدہ کیا اور واپس چلے گئے۔

جب قریش نے یہہ خبر سنی تو مسلمانوں کو طرح طرح سے ایذا دینی اور تنگ کرنا شروع کیا اسپر آنحضرت نے مجبور ہوکر مسلمانوں کو مدینہ میں ہجرت کرنے کی اجازت دی اور بہت سے مسلمان مرد اور عورت جس طرح جسکو موقع ملا مدینہ چلا گیا انھی ہجرت کرنے والون میں حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کہ حبشہ سے واپس آچکے تھے اور عیاش ابن ربیعہ بھی تھی مگر باایں ہمہ کچھ مسلمان مرد اور عورت جنکو قریش کے خوف سے یا اور کسی طرح پر جانے کا موقع نہیں ملا مکہ میں رہ گئے۔

قریش کا دوبارہ آنحضرت کے قتل کا ارادہ کرنا اور آنحضرت کا مدینہ کو ہجرت فرمانا

سنہ ۱۳ نبوی میں

جبکہ اسطرح پر مسلمان رفتہ رفتہ مکہ سے ہجرت کر گئے تو آنحضرت کی رفاقت میں بجز حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت ابو بکر کے کوئی نہیں رہا تھا۔ قریش مکہ کو مسلمانوں کے اسطرح نکل جانے سے تردد پیدا ہوا اور اُنہوں نے یقین کیا کہ وہ امن پاکر او متفق ہوکر آپپر حملہ کرینگے اسباب میں اُنھوں نے پھر مجلس جمع کی اس غرض سے کہ اب کیا کیا جاوے۔ بعضون نے یہ صلاح دی کہ آنحضرت صلعم کو جو ابھی تک مکہ ہی میں تشریف رکھتے تھے گرفتار کرکے طوق و زنجیر ڈال کر ایک مکان محفوظ میں قید کر دیا جاوے۔ بعضوں نے یہ راے دی کہ آنحضرت کو مکہ سے نکال دیا جاوے۔ ابو جہل نے آنحضرت صلعم کے قتل کرنے کی راے دی اور کہا کہ بہتر یہ کہ

تم نے عہد باندہا تھا

عرب کے ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک جوان آدمی منتخب کیا جاوے اور ہر ایک کو تلوار دیجاوے اور سب ملکر ایک ساتھ تلوارین مارکر آنحضرت کو قتل کر ڈالیں۔ اور جب تمام قومیں اُس قتل میں شریک ہونگی تو قبیلہ بنو عبد مناف کو جس قبیلہ میں آنحضرت تھے جھگڑا کرنے کی طاقت نہ ہوگی۔ اس امر پر سب نے اتفاق کیا اور سب اوٹھ کھڑے ہوئے تاکہ اِس تجویز کو پورا کرین۔ اسی امر کا ذکر قرآن مجید میں ہے جہان فرمایا ہے "اذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك الایۃ"۔

اِسی دن کی رات کو جب قریش مکہ نے یہہ تجویز ٹھہرائی آنحضرت صلعم نے مکہ سے ہجرت کی حضرت علی مرضیٰ کو اپنا خلیفہ یا قایم مقام کرکے اپنے بچھونے پر سلادیا تاکہ کافر جانیں کہ آنحضرت سوتے ہیں اور حضرت ابوبکر کو اپنے ساتھ لیا اور مکہ سے نکل کر ثور پہاڑ کے ایک غار میں جا چھپے تین دن تک وہان چھپے رہے اور پھر موقع پاکر مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوے۔

صبح کو کفار قریش کو معلوم ہوا کہ آنحضرت تشریف لیگئے اور اُنکی جگہہ حضرت علی مرتضیٰ سوتے ہیں اُنکو پکڑ لیا اور پوچھا کہ آنحضرت کہان گئے اُنھون نے کہا کہ میں نہیں جانتا اُنکو خوب مارا اور قید کردیا مگر تھوڑی دیر کے بعد چھوڑ دیا اور اعلان کیا کہ جو کوئی آنحضرت صلعم کو پکڑ لاوے اسکو سو اونٹ انعام دیا جاویگا۔ حضرت علی مرتضیٰ نے بھی مکہ سے ہجرت کی اور اُفتان و خیزان بڑی مشکل سے دنکو چھپے رہکر راتون کو چلکر مدینہ میں پہونچے پیادہ چلنے سے پاؤں سوج گئے تھے جب مدینہ میں پہونچے تو اسقدر طاقت نہ تھی کہ آنحضرت پاس آوین اِس لئے خود آنحضرت صلعم اُنکے دیکھنے کو اُنکے پاس تشریف لیگئے

کافرون سے لڑنے کا حکم اور لڑائیون کے واقعات

ہجرت کرنے پر بھی قریش مکہ مہاجرین کو اور جو لوگ اُن کو پناہ دیتے تھے امن سے رہنے نہیں دیتے تھے جن مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی اُنکے گرفتار کرنے کو سمندر کے کنارہ تک اُنکا تعاقب کیا۔ مگر وہ اُنکے ہاتھہ نہ آسے اور حبشہ میں پہونچ گئے اسپر بھی اُنھوں نے بس نہ کیا اور عمرو بن العاص اور عبداللہ ابن ابی امیہ کو بہت سے تحفے ہدیہ دیکر نجاشی کے پاس بھیجا اِس غرض سے کہ جو مسلمان وہان چلے گئے ہیں

> وخرجت قریش فی اثار الاولین (ای الذین هاجروا اولا الی حبشه) الی البحر فلم یدرکوهم۔ وقدموا الی الارض الحبشه فکانوا بها۔ ابن خلدون جلد ۲ صفحه ۸۔

مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ①

انھیں قریش کو دیدے مگر نجاشی نے اُنکے دینے سے انکار کیا۔

مدینہ کے لوگوں کے ساتھ بھی جو آنحضرت پاس آئے تھے اور مسلمان ہوگئے تھے اور آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا تھا قریش مکہ نے بُرائی کرنے میں کچھ کمی نہیں کی تھی جب اُنکو معلوم ہوا کہ درحقیقت مدینہ والے جو آئے تھے وہ مسلمان ہوگئے ہیں اور اُنھوں نے آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا ہے تو اُن لوگوں کا تعاقب کیا وہ تو ہاتھ نہ آئے مگر سعد ابن عبادہ اُن کے ہاتھ لگ گئے اُنکو مکہ میں پکڑ لائے اور اُن کو مارتے تھے اور اُن کے بال پکڑ کر اُنکو گھسیٹتے پھرتے تھے۔

وعلمت قریش صحة الخبر (ای خبر بیعة الانصار للنبی صلعم) فخرجوا فی طلبهم فادرکوا سعد بن عبادة فجاؤا به الی مکة یضربونه ویجرونه بشعره۔ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۱۳۔

اِسی عداوت کے سبب جو قریش مکہ کو مہاجرین سے ہوگئی تھی ابو جہل ابن ہشام مدینہ میں آیا اور عیاش ابن ابی ربیعہ کو فریب دیا کہ تیری ماں تیرے لئے روتی ہے اور کھانا پینا چھوڑ دیا ہے تو مکہ کو چل اور دھوکہ دیکر مکہ لے آیا اور جب مکہ میں پہونچا تو اُن کو قید کر دیا۔

وجاء ابو جهل ابن هشام فخادع عیاش بن ابی ربیعه وردہ الی مکة فحبسوه۔ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۱۴۔

اِن تمام حالات سے جو عداوت کہ قریش کو مسلمانوں سے ہوگئی تھی اور ہر طرح پر اُنکی معدوم کرنے اور ایذا پہونچانے کی تدبیریں کرتے تھے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ قریش مکہ کو مدینہ کے لوگوں سے بھی جو مسلمان ہوگئے تھے اور آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا تھا ویسی ہی عداوت تھی جیسے کہ مکہ کے مہاجرین سے تھی سب سے بڑا خوف قریش مکہ کو یہ تھا کہ اگر یہ لوگ زیادہ قوی ہوجاوینگے تو مکہ پر حملہ کرینگے۔ چنانچہ جب دوبارہ آنحضرت کے قتل کا مشورہ کیا تھا تو اُس مشورہ میں جس شخص نے یہ رای دی تھی کہ آنحضرت کو طوق و زنجیر ڈالکر قید کر دیا جاوے اُسکی رای اسی دلیل پر نہیں مانی گئی تھی کہ آنحضرت کے اصحاب جو مکہ سے نکل گئے میں جمع ہوکر مکہ پر حملہ کرینگے اور اُنکو چھوڑا لیجاوینگے۔ اور جس شخص نے یہ رای دی تھی کہ آنحضرت کو جلاوطن کر دیا جاوے

فقال بعضهم احبسوه فی الحدید و اغلقوا علیه بابا ثم تربصوا به ما اصاب الشعراء قبله فقال النجدی ما هذا لکم برای لو حبستموه لیخرج امره من وراء الباب الی اصحابه فلاوشکوا ان یثبوا علیکم فینتزعوه من ایدیکم فقال اخر نخرجه وننفیه من بلادنا ولا نبالی این وقع اذا غاب عنا فقال النجدی الم تروا حسن حدیثه وحلاوة منطقه لو فعلتم ذلك لحل علی حی من احیاء العرب فیغلب علیهم بحلاوة منطقه ثم یسیر بهم الیکم حتی یطاء کم ویاخذ امرکم من ایدیکم۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۲

مشرکوں سے ①

اُسکی رائے بھی اسی وجہ پر روکی گئی تھی کہ آنحضرت اپنی فصاحت سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کرلیں گے اور قریش مکہ کو کچل ڈالیں گے۔ یہی سبب تھا کہ قریش مکہ مدینہ پر چڑھائی کرنیکا ہمیشہ خیال رکھتے تھے۔

ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا (سورۃ بقر آیت ۲۱۴)

چنانچہ قرآن مجید میں بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ اہل مکہ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں اگر وہ ایسا کرسکیں۔

مدینہ والے بھی قریش کے حملہ سے مطمئن نہیں رہے تھے اِسلئے کہ مدینہ کے اُن لوگوں میں سے جو ایمان نہیں لائے تھے اور آنحضرت کے مدینہ میں تشریف لانے کو پسند نہیں کرتے تھے اور مدینہ کے اُن لوگوں سے جنہوں نے آنحضرت کی نصرت کا وعدہ کیا تھا نہایت ناراض تھے چند معزز لوگ مدینہ کو چھوڑ کر مکہ چلے گئے تھے اور قریش سے جا ملے تھے۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ ایسی حالت میں آنحضرت صلعم کو اور مہاجرین اور انصار کو اپنی اور مدینہ کی حفاظت اور امن و امان قایم رہنے کیلئے کیا کرنا لازم تھا۔ اِس مقصد کے حصول کیلئے چار امر لازمی تھے کہ بغیر اُنکے کبھی امن اور مطلوبہ حفاظت کسی طرح قایم نہیں رہ سکتی تھی۔

اوّل اِس بات کی خبر رکھنی کہ قریش مکہ کیا کرتے ہیں اور کس منصوبہ میں ہیں۔

دوم۔ جو قومیں کہ مدینہ میں یا مدینہ کے گرد رہتی تھیں اُن سے امن کا اور قریش کی مدد نہ کرنیکا معاہدہ کرنا لیکن عہد شکنی کی حالت میں اُن سے مقابلہ کرنا اُس منصوبہ کیلئے ایسا ہی ضروری تھا جیسا کہ امن کا معاہدہ کرنا کیونکہ اگر عہد شکنی کی مکافات نہ قایم کی جاوے تو کوئی معاہدہ اپنے عہد پر قایم نہیں رہ سکتا اور امن مطلوبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

سوم۔ جو مسلمان کہ مکہ میں مجبوری رہ گئے تھے اور موقع پاکر وہاں سے بھاگ آنا چاہتے تھے اُنکی بھاگ آنے پر جسقدر ہو سکے اُنکی اعانت کرنا۔ جو قافلہ مکہ سے نکلتا تھا ہمیشہ احتمال ہوتا تھا کہ شاید اُسکے ساتھ بہانہ کرکے کوئی مسلمان مدینہ میں بھاگنے کے ارادہ سے نکلا ہو۔

چہارم۔ جو گروہ قریش کا مکہ سے مدینہ پر حملہ کرنے کو نکلا کسی طرح پر احتمال ہو کہ وہ مدینہ پر آنیوالا ہے ہتھیار وغیرہ

فَسِیحُوْا

اُنکا مقابلہ کرنا۔ کیونکہ ایسا کرنا اُسی امن کے قایم رکھنے کیلئے لازمی وضروری ہے اِن چارون باتون میں سے کوئی بات ایسی نہیں ہے جسکی نسبت کہا جا سکے کہ اُس سے زبردستی اور ہتھیارون کی زور سے اسلام کا منوانا مقصود ہے۔

اِنکے سوا دو امر اور ہیں جو ہتھیارون کے اوٹھانیکا باعث ہوتے ہیں۔

> وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا۔
> (سورۃ النساء آیت ۷۷)

ایک یہہ کہ۔ کافر اُن مسلمانون کو جو اُنکے قبضہ میں ہون تکلیف اور ایذا دیتے ہون اُن کی مخلصی کیلئے یا اُنکو اُنکے ظلم سے نجات دلوانے کیلئے لڑائی کیجاوے جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "کیا ہوا ہے تم کو کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اور کمزورون کے بچانے کیلئے مردون اور عورتوں اور بچون میں سے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو نکال اس شہر سے کہ ظلم کرنے والے ہیں اُسکے لوگ اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی والی اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار" کون شخص ہے جو اِس لڑائی کو انسانی اخلاق اور انسانی نیکی کے برخلاف کہہ سکتا ہے۔ اور کون شخص ہے جو اِس لڑائی کی نسبت یہہ اتہام کر سکتا ہے کہ وہ زبردستی اور ہتھیارون کے زور سے مذہب قبلوانے کے لئے ہے۔

دوسرے یہہ کہ۔ کافر مسلمانوں کو اُنکے احکام مذہبی ادا کرنیکے لئے مانع ہوں بشرطیکہ وہ اُن کی عملداری میں رہتے نہوں کیونکہ اِس صورت میں اُنکو وہاں سے ہجرت لازم ہے نہ لڑائی کرنی۔

اگرچہ اِس لڑائی کی بنیاد ایک مذہبی امر پر ہے لیکن اُسکا مقصد اپنے مذہبی آزادی حاصل کرنا ہی نہ کہ دوسروں کو جبر و زبردستی اور ہتھیارون کے زور سے مذہب کا منوانا۔ اگر ہندو کسی قوم سے اس بات پر لڑیں کہ وہ قوم اُنکو اُنکے احکام مذہبی ادا کرنے نہیں دیتی تو کیا یہ کہا جاویگا کہ ہندؤں نے دوسری قوم کو بجبر اور ہتھیارون کے زور سے ہندو کرنا چاہا ہے۔

ایک اور امر ہے جو انھی قسم کی لڑائیوں کا ضمیمہ ہے یعنی جس ملک یا قوم سے انھی اُمور کی سبب مخالفت ہے اور لڑائی انھی اُمور کے سبب مشتہر ہو چکی ہے اُس مُلک یا قوم پر چھاپہ مارنا یا اُن کا اسباب

پچھر پچھ رو

اور اُنکی رسد اور اُنکے ہتھیارون کو لوٹ لینا- اِس زمانہ تہذیب میں بھی کون سی مہذب سے مہذب قوم ہے جو اس فعل کو نامہذب و ناجائز قرار دے سکتی ہے- اور کون شخص ہے جو اسکو بجبر وزبردستی ہتھیارون کے زور سے مذہب کا قبلوانا قرار دے سکتا ہے-

تمام لڑائیان جو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں ہوئیں وہ انھی اُمور پر مبنی تھیں ایک لڑائی بھی اِس غرض سے نہیں ہوئی کہ مخالفون کو زبردستی اور ہتھیاروں کے زور سے اسلام منوایا جاوے-

اِس دعوے کا ثبوت دو طرح پر ہو سکتا ہے- اول اُن احکام سے جو قرآن مجید میں لڑائیوں کی نسبت وارد ہیں اور جن سے ظاہر ہوگا کہ لڑائی کا حکم صرف امن قایم کرنیکے لئے تھا نہ زبردستی سے اسلام قبلوانے کے لئے- دوسرے اُن لڑائیون کے واقعات پر غور کرنے سے جو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں واقع ہوئیں- چنانچہ ہم اب اُنھیں کے بیان پر متوجہ ہوتے ہیں- اسکے بعد ایک امر اور بحث طلب باقی رہ جاویگا کہ ایک پیغمبر کو اس قسم کی لڑائیان لڑنا بھی زیبا ہے یا خاموشی سے گردن کٹوا کر اپنے سر کو طشت میں رکھوا کر دشمن کے سامنے جانے دینا- یا کافروں کے ہاتھوں میں اپنے تئین ڈلوا کر صلیب پر چڑھنا اور جان دینا چنانچہ ہم اسپر بھی اخیر کو بحث کرینگے-

آیات قرآنی کا بیان جن میں مذہب کی آزادی کا حکم ہے-

قرآن مجید کی کسی آیت میں کسی شخص کو زبردستی سے یا ہتیارون کے زور سے مسلمان کرنے یا اسلام قبلوانے کا حکم نہیں ہے بلکہ مسلمان کرنے کیلئے صرف وعظ اور نصیحت کرنے کی ہدایت ہے- اور صاف صاف تبلایا ہے کہ اسلام میں جبر و زبردستی نہیں ہو سکتی- سورہ نحل میں خدا نے فرمایا "ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن" یعنی اے پیغمبر بُلا اپنے رب کی راہ پر پکی بات سمجھا کر اور اچھی نصیحت کر کر اور اُن سے بحث کر ایسے طریقہ سے کہ وہ بہت اچھا ہے-

اور سورہ نور میں فرمایا ہے "قل اطیعوا الله واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیه ما حمل وعلیکم ما حملتم وان تطیعوه تهتدوا وما علی الرسول الا البلاغ" یعنی کہدے اے پیغمبر کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی پھر اگر وہ پھر جاویں تو اُسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ پیغمبر پر وہی ہے

فی الارض

جو اُسپر بوجھ ڈالا گیا ہے (یعنی ہدایت ونصیحت) اور تم پر وہی ہے جو تم پر بوجھ ڈالا گیا ہے (یعنی بسبب نہ قبول کرنے ہدایت ونصیحت کے) اور اگر اُس کی فرمانبرداری کروگے تو ہدایت پاؤگے اور پیغمبر کے ذمہ اور کچھ نہیں ہے مگر حکم کا صاف صاف پھونچا دینا

اور سورہ تغابن میں فرمایا ہے "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علی رسولنا البلاغ المبین" یعنی فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمان برداری کرو پیغمبر کی پھر اگر تم پھر جاؤ تو اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ ہمارے پیغمبر کے ذمہ حکموں کا پھونچا دینا ہے صاف صاف۔

سورہ ق میں خدا نے فرمایا "وما انت علیھم بجبار فذکر بالقرآن من یخاف وعید" یعنی تو اُنپر زور کرنیوالا نہیں ہے پھر نصیحت کر قرآن سے اُسکو جو ڈرتا ہے عذاب کے وعدہ سے۔

اور سورہ غاشیہ میں فرمایا ہے "فذکر انما انت مذکر لست علیھم بمصیطر" یعنی پھر تو اُنکو نصیحت کر اسکے سوا کچھ نہیں کہ تو نصیحت کرنے والا ہے اور اُنپر کروڑا نہیں ہے۔

اور سورہ یونس میں فرمایا ہے "ولو شاء ربك لامن من فی الارض جمیعا افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مؤمنین" یعنی اگر تیرا پروردگار چاہے تو بے شبہ ایمان لے آویں جو زمین پر ہیں اکھٹے پھر کیا تو زبردستی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جاویں۔

اِس سے زیادہ وضاحت سے سورہ بقر میں اسلام میں زبردستی کے ہونے کی نفی فرمائی ہے جہاں فرمایا ہے "لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسك بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا واللہ سمیع علیم" یعنی کچھ زبردستی نہیں ہے دین میں بلا شبہ ظاہر ہو گئی ہے ہدایت گمراہی سے پھر جو کوئی منکر ہوا غیر خدا کی پرستش کا اور ایمان لاوے اللہ پر تو بیشک اُس نے پکڑ لیا مضبوط ذریعہ جس کے لئے ٹوٹنا نہیں ہے اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا۔

مخالفین اسلام یہہ حجت پکڑتے ہیں کہ اِس قسم کی نصیحتیں آنحضرت صلعم کی اُسی وقت تک تھیں جب تک کہ آپ مکہ میں تشریف رکھتے تھے مگر جب مدینہ میں چلے آئے اور انصار اہل مدینہ مسلمان ہوئے اور مہاجرین

زمین میں یعنی ملک میں

اور انصار ایک جگہ جمع ہو گئے اور آنحضرت کو بہت بڑی قوت ہو گئی اُسوقت اُن نصیحتوں کو بدل دیا اور لڑنے
اور قتل کرنیکا اور تلوار کے زور سے اسلام قبولوانے کا حکم دیا مگر یہہ حجت محض غلط ہے اول تو اس لئے
کہ انہیں سورتوں میں سے جنکی آیتوں کا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے سورہ نوبا اور سورہ بقر ہجرت کے بعد مدینہ
میں نازل ہوئی ہیں جب کہ آنحضرت صلعم کو بخوبی قوت ہو گئی تھی اور اُنھیں سورتوں میں حکم ہے کہ رسول
کا کام صرف حکموں کا پہونچا دینا ہے اور دین میں کچھ زبردستی نہیں ہے پھر یہہ کہنا کہ آنحضرت نے مدینہ
میں آنے کے بعد اُن نصیحتوں کو بدل دیا تھا صریح جھوٹ ہے۔ دوسرے یہہ کہ خدا کے احکام جو بطور
اصل اصول کے نازل ہوئے ہیں وہ جگہ کی تبدیل یا قوت اور ضعف کی تبدیل سے تبدیل نہیں ہو سکتے۔
خدا کا حکم یہہ ہے کہ زبردستی سے کسیکو مسلمان نہیں کیا جا سکتا پس جب آنحضرت مکہ میں تھے اُسوقت
بھی کوئی شخص زبردستی سے مسلمان نہیں ہو سکتا تھا اور جب آپ مدینہ میں تشریف لے آئے اُس وقت
بھی کوئی زبردستی سے مسلمان نہیں ہو سکتا تھا ہاں جب آپ مدینہ میں تشریف لے آئے تو لڑائی کا حکم ہوا مگر وہ لڑائیاں
لوگوں کو جبر و زبردستی سے اور ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنیکے لئے نہیں بلکہ امن قایم کرنیکے لئے تھیں جسکو ہم آیندہ بالتفصیل بیان
کرینگے۔

آزادی مذہب کی صلح اور معاہدہ کی حالت میں

خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو کافروں سے صلح اور معاہدہ کرنے کی اجازت دی جسکا ماحصل یہہ ہے کہ کافروں
کے مذہب میں کچھ دست درازی نہ کیجاوے وہ اپنے مذہب پر رہیں صرف مسلمانوں کو ایذا نہ دیں اُن سے
لڑیں نہیں اور اُنکے دشمنوں کی مدد نہ کریں اور اُن معاہدوں پر قایم رہنے کی نہایت تاکید کی اور معاہدہ کرنے
والوں سے جو اپنے معاہدہ پر قایم رہتے ہوں لڑنے کی ممانعت فرمائی۔ صلح اور معاہدہ کی اجازت ہی صاف
دلیل اثبات کی ہے کہ مذہب کی آزادی میں خلل ڈالنا مقصود نہ تھا اور نہ لڑائی سے کسی کو زبردستی سے اور
ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنا مقصود تھا بلکہ صرف امن کا قایم رکھنا مقصود اصلی تھا۔
سورہ نحل میں خدا نے فرمایا " واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الايمان بعد توكيدها
وقد جعلتم الله عليكم كفيلا ان الله يعلم ما تفعلون " یعنی اور پورا کرو تم عہد اللہ کا (یعنی جو خدا کو
درمیاں میں ڈالکر عہد کیا ہے) جب تم نے عہد کیا اور نہ توڑو اپنی قسموں کو اُنکے مضبوط کرنے کے بعد اور

آربعۃ

بیشک تم نے اللہ کو کیا ہے اپنا ضامن بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

خود سورہ توبہ میں جس میں نہایت خفگی سے لڑائی کا حکم خدا نے فرمایا ہے "الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ان اللہ یحب المتقین"۔ یعنی جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا ہے پھر انھوں نے اُس کے پورا کرنے میں کچھ کمی نہیں کی اور نہ تمہارے برخلاف کسی کی مدد کی تو پھر تم پورا کرو اُنکے ساتھ اُن کا عہد اُنکی میعاد تک بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو۔

پھر اسی سورۃ میں فرمایا "الا الذین عاھدتم عند المسجد الحرام فما استقاموا لکم فاستقیموا لھم ان اللہ یحب المتقین"۔ یعنی جن مشرکوں نے مسجد حرام کے پاس تم سے عہد کیا تھا پھر جب تک کہ وہ تمھارے لئے عہد پر قایم رہیں تو تم بھی اُنکے لئے عہد پر قایم رہو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو۔

اِس سے زیادہ معاہدہ کی رعایت کفار اور مشرکین کے ساتھ کیا ہو سکتی ہے جتنی کہ قرآن مجید میں کی گئی ہے۔ سورہ نساء مدینہ میں ہجرت کے بعد اُتری ہے اُس میں حکم ہے کہ اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے کوئی مسلمان دھوکے سے مارا جاوے تو قاتل کو ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیئے اور اگر مقدور نہ ہو تو ساٹھ روزے رکھنے چاہییں اور اسکے سوا مقتول کی دیت اُسکے کنبے کو دیجاوے۔ پھر اگر وہ مقتول ایک ایسی قوم میں کا ہے جن سے اور مسلمانوں سے دشمنی ہے اور وہ مقتول مسلمان ہے تو قاتل کو صرف مسلمان غلام ہی کا آزاد کرنا ہوگا۔ اور اگر مقتول ایسی قوم میں کا ہے کہ اُس قوم سے اور مسلمانوں سے معاہدہ ہے تو قاتل کو غلام بھی آزاد کرنا ہوگا اور مقتول کی دیت اُس کے کنبہ کو بھی دینی ہوگی۔ اِس سے زیادہ معاہدہ کی رعایت جس کا حکم خدا تعالی نے دیا ممکن نہیں کیونکہ جو حق خدا تعالی نے ایسی حالت میں مسلمانوں کے لئے مقرر کیا تھا

وما کان لمؤمن ان یقتل مومنا الا خطاً ومن قتل مومنا خطأ فتحریر رقبۃ مؤمنۃ ودیۃ مسلمۃ الی اھلہ الا ان یصدقوا فان کان من قوم عدو لکم وھو مومن فتحریر رقبۃ مؤمنۃ وان کان من قوم بینکم وبینھم میثاق فدیۃ مسلمۃ الی اھلہ وتحریر رقبۃ مومنۃ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین توبۃ من اللہ وکان اللہ علیما حکیما۔
(سورہ نساء آیت ۹۴)

چار

وہی حق اُن کفار اور مشرکین کے لئے بھی قرار دیا ہے جن سے اور مسلمانوں سے امن کا معاہدہ ہو گیا ہو۔

جن لوگوں سے معاہدہ ہوا ہے اگر معلوم ہو کہ وہ لوگ دغا بازی کرنا چاہتے ہیں تو معاہدہ توڑنے کی اجازت دی گئی ہے مگر ایسی احتیاط اور انصاف سے اُسکے توڑنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ اُن لوگوں کو کسی طرح نقصان نہ پہونچ سکے یعنی یہہ حکم ہے کہ اسطرح پر معاہدہ توڑا جاوے کہ دونوں فریق برابری کی حالت پر رہیں اُس میں کچھ دغابازی نہ ہونے پاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔

> وإما تخافن من قوم خيانة فانبذ اليهم على سواء ان الله لا يحب الخائنين
> (سورۃ انفال آیت ۶۰)

عین لڑائی کے زمانہ میں اگر کوئی مشرک کافر پناہ مانگے تو اُس کو پناہ دینے کا حکم ہے اور صرف پناہ ہی دینے کا حکم نہیں ہے بلکہ یہہ حکم بھی ہے کہ اُسکو اُسکے امن کی جگہ میں پہونچا دیا جاوے۔ اس سے زیادہ مذہب کی آزادی اور معاہدہ کی احتیاط کیا ہو سکتی ہے۔

> وان احد من المشركين استجارك فاجره حتى يسمع كلام الله ثم ابلغه مأمنه ذلك بانهم قوم لا يعلمون۔
> (سورۃ توبۃ آیت ۶)

اِسی بنا پر رسول خدا صلعم نے مشرکین عرب کے بہت سے قبیلوں سے اور قبائل یہود سے جو مدینہ میں رہتے تھے امن کے معاہدہ کئے جو دلیل واضح اس بات کی ہے کہ مقصود یہ تھا کہ ملک میں لوگ امن سے رہیں مسلمانوں کو ایذا نہ دیں اور خدا کے کلام کو سنیں کما قال "حتی یسمع کلام اللہ" پھر جسکا دل چاہے ایمان لاوے جسکا دل نہ چاہے نہ لاوے۔ کما قال اللہ تعالیٰ "لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی" وقال فی موضع آخر "فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر"

لڑائی کے احکام اور اُس حالت میں بھی آزادی مذہب

سب سے پہلے ہمکو یہہ بیان کرنا چاہیئے کہ کن لوگوں سے لڑنیکا حکم ہوا ہے اور کس مقصد سے ہم اس سے پہلے بالتصریح بیان کر چکے ہیں کہ جو لوگ اپنے معاہدوں پر قایم ہیں اور مسلمانوں سے نہیں لڑتے اور نہ اُنکے دشمنوں کو لڑنے میں مدد دیتے ہیں اُن سے لڑنے کا حکم نہیں ہے۔ پس لڑائی کا حکم تین قسم کے لوگوں کے ساتھ ہوا ہے۔

اَشْھُر

اول اُن لوگوں سے جو مسلمانوں سے لڑائی شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقر میں فرمایا ہے کہ

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (سورہ بقر آیت ۱۸۶)

لڑو اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے جو تم سے لڑیں اور زیادتی مت کرو بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا زیادتی کرنے والوں کو۔ دوسری جگہ فرمایا کہ "اگر وہ لڑنا موقوف کردیں تو دست درازی کرنی نہیں چاہیئے کیونکہ دست درازی صرف ظالموں پر کرنی ہے"۔

فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظالمین (سورہ بقر آیت ۱۸۹)

ایک اور جگہ فرمایا کہ "جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اُس پر زیادتی کرو جتنی کہ اُس نے تم پر زیادتی کی ہے اور خدا سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین۔ (سورہ بقر آیت ۱۹۰)

قدیم زمانہ سے عرب میں یہ دستور چلا آتا تھا کہ حرم کعبہ میں جدال و قتال نہیں کرتے تھے اُسکی نسبت

واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل۔ (سورہ بقر آیت ۱۸۷)

خدا نے فرمایا کہ "لڑائی کی حالت میں اُنکو جہاں پاؤ حرم کے اندر یا حرم کے باہر قتل کرو کیونکہ فساد مچانا قتل سے بھی زیادہ ہے"۔ مگر اس حکم میں بھی احتیاط کی اور فرمایا کہ تم مسجد حرام کے پاس اُن کو مت مارو جب تک کہ وہ وہاں تم کو نہ ماریں پھر اگر وہ وہاں ہی تم کو ماریں تو تم بھی اُنکو مارو یہی ہے بدلا کافروں کا"۔ اسکے بعد فرمایا کہ اگر وہ "باز رہیں" یعنی لڑنا موقوف کردیں" تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان"۔ یعنی تم بھی اُنکو معاف کردو اور لڑنا موقوف کردو۔

ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذالک جزاء الکافرین (سورہ بقر آیت ۱۸۷)

فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم (سورہ بقر آیت ۱۸۸)

سورہ نحل میں خدا نے فرمایا کہ اگر تم کافروں کے ایذا پہونچانے کا بدلا لینا چاہتے ہو تو اُسی قدر ایذا کا بدلا لو

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین۔ (سورہ نحل آیت ۱۲۷)

جس قدر کہ اُنھوں نے تم کو ایذا پہونچائی ہے اور اگر تم صبر کرو تو بیشک وہ بہتر ہے صبر کرنیوالوں کو۔

پھر سورہ حج میں اس سے بھی زیادہ تصریح فرمائی ہے کہ اُن لوگوں کو لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جن سے

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا

کفار مکہ لڑتے تھے اس لئے کہ کفار مکہ کے ہاتھ سے مسلمان مظلوم ہونے میں اُسوقت

مہینے

واِنَّ اللہ علیٰ نصرھم لقدیر الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ (سورہ حج ۴۰ و ۳۹)	مسلمانوں کو بغیر کسی حق کے اُنکے گھروں سے نکال دیا ہے اس لئے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

سورۂ نساء میں خدا نے فرمایا ہے کہ کافروں سے لڑو اُنکو قتل کرو جہاں پاؤ مگر اُن لوگوں سے نہ لڑو

الا الذین یصلون الی قوم بینکم و بینھم میثاق او جاؤکم حصرت صدورھم ان یقاتلوکم او یقاتلوا قومھم ولو شاء اللہ لسلطھم علیکم فقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم والقوا الیکم السلام فما جعل اللہ لکم علیھم سبیلا۔ (سورہ نساء ایت ۹۲)	اور نہ اُنکو قتل کرو جو ایسے لوگوں سے جا ملیں جن سے اور تم سے امن کا معاہدہ ہے۔ اور اُن سے بھی مت لڑو اور اُن کو بھی قتل مت کرو جنکا دل لڑنے سے تنگ ہو گیا ہے اور وہ نہ تم سے لڑنا چاہتے ہیں اور نہ اپنی قوم سے لڑنا چاہتے ہیں پھر جب وہ لڑائی سے الگ ہو جاویں یعنی نہ تم سے لڑیں اور نہ تمھارے شامل ہو کر اپنی قوم سے لڑنا چاہیں اور تمھارے پاس صلح کا پیغام بھیجیں تو اُن سے مت لڑو کیونکہ اللہ نے اُن پر تم کو لڑنے کا کوئی قابو نہیں دیا ہے
ستجدون اٰخرین یریدون ان یامنوکم و یامنوا قومھم کلما ردوا الی الفتنۃ ارکسوا فیھا فان لم یعتزلوکم و یلقوا الیکم السلم و یکفوا ایدیھم فخذوھم واقتلوھم حیث ثقفتموھم و اولئک جعلنا لکم علیھم سلطانا مبینا۔ (سورہ نساء ایت ۹۳)	اِس کے بعد اِسی سورہ میں فرمایا ہے کہ بعض قومیں چاہتی ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں اور فتنہ و فساد میں نہ پڑیں پھر اگر تمھارے ساتھ لڑنے سے علاحدہ نہ ہو جاویں اور پیغام صلح نہ بھیجیں اور اپنے ہاتھ لڑنے سے نہ روکیں تو اُنکو پکڑو اور مارو جہاں پاؤ یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے تم کو غلبہ کرنیکا حق دیا ہے پس لڑنا اسی پر موقوف ہے جبکہ کافر لڑائی شروع کریں۔

سورہ ممتحنہ میں نہایت صفائی سے اور بطور قاعدہ کلیہ کے بیان فرمایا ہے کہ کافروں سے کسطرح

لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ انما ینھاکم اللہ	پیش آنا چاہیئے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ تم سے لڑے نہیں اور نہ تم کو تمھارے گھروں سے نکالا ہے اُنکے ساتھ سلوک اور احسان کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا بلکہ اللہ سلوک

وَّاعْلَمُوْا

عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاؤلٰئک ھم الظالمون۔ (سورۃ الممتحنہ آیت ۷ و ۸)

کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے صرف اُن سے دوستی رکھنے کو منع کرتا ہے جو تم سے لڑتے ہیں تمھارے دین کے سبب سے اور تم کو تمھارے گھرون سے نکال دیا ہے اور جنھون نے تم کو تمھارے گھرون سے نکال دینے پر نکالنے والوں کی مدد کی ہے

اِن تمام آیتون سے صاف ظاہر ہے کہ لڑائی کا حکم کسی کو زبردستی سے اسلام قبول کروانے کے لئے نہیں ہے بلکہ جو لوگ مسلمانوں کو قتل کرنا اور اُن سے لڑنا چاہتے تھے اُن سے محفوظ رہنے کیلئے لڑائی کا حکم ہوا ہے اور لڑائی میں یا لڑائی کے موقوف ہوجانے اور امن قایم ہوجانے پر کسی کے مذہب سے کسی قسم کا تعرض مقصود نہیں ہے۔

مخالفین اسلام چند آیتین اس امر کے ثابت کرنیکو پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں عموماً کافروں کے قتل کرنے کا حکم ہے اور نیز پیغمبر ہتھیاروں کے زور سے انکو مسلمان کرنیکی ہدایت ہے مگر اُن کا یہہ کہنا محض غلط اور صریح ہٹ دھرمی ہے جسکو بالتفصیل ہم بیان کرتے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں کہ سورہ بقر اور سورہ نسا میں آیا ہے کہ "واقتلوھم حیث ثقفتموھم" اس میں صاف حکم ہے کہ کافر جہاں ملین وہاں اُن کو قتل کرو۔ مگر یہہ صریح اُن کی غلطی ہے حرم کعبہ میں قتل و قتال زمانہ جاہلیت سے منع تھا اگر جب قریش مکہ سے لڑائی ٹھنی تو خدا نے حکم دیا کہ انکو جہاں پاؤ یعنی حرم کعبہ میں یا اُسکے باہر اُن سے لڑو اور انکو قتل کرو پس اس آیت سے عموماً کافروں کا قتل کرنا کہاں سے نکلتا ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ قرآن مجید سے انھی سے لڑنے کا حکم ہے جو مسلمانوں سے لڑتے ہون نہ اُن سے کہ جو لڑنا نہیں چاہتے۔

وہ کہتے ہیں کہ سورہ نسا میں صاف حکم ہے کہ جب تک کافر مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ میں نہ چلے آویں انکو جہان پاؤ قتل کر ڈالو۔ کافرون کا مدینہ میں ہجرت کرکے آنا اور مسلمان ہوجانا برابر ہے۔ پس اسکے صاف معنی یہہ ہیں کہ جب تک کافر مسلمان نہ ہوجاوین انکو جہاں پاؤ مار ڈالو۔

ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء فلا تتخذوا منھم اولیاء حتی یھاجروا فی سبیل اللہ فان تولوا

اور جان لو

فخذوھم واقتلوھم حیث وجدتموھم ولا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا (سورۃ النساء ایت ۹۱)

مگر یہہ دلیل محض غلط ہے یہ آیت مکہ کے منافقوں کے حق میں ہے جیسا کہ اِس آیت کے اوپر بیان کیا ہے" فما لکم فی المنافقین" الخ مکہ کے بہت سے لوگ نفاق سے اپنے تئیں مسلمان کہتے تھے اور مسلمانون کو تردد تھا کہ اُنکے ساتھ لڑائی میں کس طرح کا معاملہ کریں۔ اُن کی نسبت خدا نے فرمایا کہ اُن کا یہہ کہنا کہ ہم مسلمان اور تمہارے طرفدار ہیں ہرگز نہ مانو اگر وہ سچے ہیں تو ہجرت کر کے چلے آویں پھر اگر وہ نہ آئیں جو اِس بات کا ثبوت ہے کہ وہ جھوٹے اور منافق تھے تو لڑائی میں اُنکو بھی جہاں پاؤ حرم کے اندر یا حرم کے باہر مارو اور قتل کرو پس ہجرت کا حکم کسی ایسے شخص کی نسبت جو مسلمان ہونیکا دعوی نہیں کرتا تھا نہیں دیا گیا ہے۔

وہ دلیل لاتے ہیں کہ سورہ نساء کی بعض آیتوں میں مطلقاً کافرون سے لڑنے کا حکم ہے مگر ہم

فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل او یغلب فسوف نؤتیہ اجرا عظیما (سورہ نساء ایت ۷۶)

فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین عسی اللہ ان یکف بأس الذین کفروا واللہ اشد بأسا واشد تنکیلا (سورہ النساء آیت ۸۶)

نہیں سمجھ سکتے کہ اُن آیتون سے اُن کا کیا مطلب ثابت ہوتا ہے بلاشبہ اُن آیتون میں اور اَور بہت سی آیتوں میں لڑنے کا حکم ہے مگر لڑا بھی اُنھی لوگوں سے جاویگا جن سے لڑنے کا حکم ہے اور وہ وہی لوگ ہیں جو مسلمانون سے بہ خصومتِ دین لڑتے ہیں۔ علاوہ اسکے ان آیتوں میں بھی کسی کو بجبر اور ہتھیارون کے زور سے مسلمان کرنے کا اشارہ تک نہیں ہے۔

اِسی قسم کی آیتین سورہ تحریم اور سورہ فرقان اور سورہ توبہ میں بھی آئی ہیں جن میں کافروں سے لڑنے

یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم وماواھم جھنم وبئس المصیر (سورہ تحریم ایت ۸)

فلا تطع الکافرین وجاھدھم بہ جہادا کبیرا (سورہ فرقان ایت ۵۲)

یقاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ما حرم اللہ

اور لڑائی میں اُنکے قتل کرنے کا حکم ہے مگر جن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے اُنھی سے لڑنے کا حکم ان آیتون میں ہے نہ عموماً ہر ایک کافر یا عام کافروں سے لڑنے کا۔ پس یہہ کہنا کہ اِن آیتوں میں لڑنے کا حکم ہے اور اِس بات کو چھپا لینا اور نہ بیان کرنا کہ کن لوگوں سے متحملہ کفار کے لڑنے کا حکم ہے صریحاً ہٹ دھرمی ہے۔ قران مجید میں کسی کافر سے

انکو

ورسوله ولا يدينون دين الحق من الذين اوتوا الكتاب حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون (سورہ توبہ ایت ۲۹)

وقاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة (سورہ توبہ آیت ۳۶)

يا ايها الذين امنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار وليجدوا فيكم غلظة (سورہ توبہ ایت ۱۲۴)

بحیثیت کفر اُس سے لڑنیکا حکم نہیں ہے صرف تین قسم کے کافروں سے لڑنے کا حکم ہے ایک وہ جو مسلمانوں سے لڑتے ہیں۔ دوسرے وہ جنہوں نے عہد شکنی کی ہو اور مسلمانوں سے لڑنے والوں کے ساتھ جا ملے ہوں تیسرے وہ جن کے ہاتھ میں مسلمان عورت و مرد و بچے بطور قیدی کے ہوں اور وہ انکو ایذا پہونچاتے ہوں ایک قسم کا تو ہم ابھی بیان کر رہے ہیں اور باقی قسموں کو بھی عنقریب بیان کرینگے پھر کون شخص یا کوئی قوم مہذب سی مہذب اس قسم کی لڑائی کو ناواجب یا ظلم کہہ سکتا ہے اور کیونکر اس قسم کی لڑائیوں کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ بزور شمشیر اسلام قبول کروانے کے لئے کی گئی تھیں۔

ہاں چند آیتیں ہیں جن پر بحث کرنا ہمکو ضرور ہے سورہ بقر اور سورہ انفال میں خدا نے فرمایا ہے کہ کافروں

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين لله (سورہ بقر ایت ۱۹۳)

قل للمخلفين من الاعراب ستدعون الى قوم اولي بأس شديد تقاتلونهم او يسلمون (سورۃ فتح ایت ۱۶)

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله فان انتهوا فان الله بما يعملون بصير (سورہ انفال ایت ۴۰)

سے لڑو تاکہ فتنہ مٹ جاوے اور دین بالکل اللہ کیلئے ہو جاوے۔ اور سورہ فتح میں فرمایا ہے کہ اے پیغمبر تو اُن گنوار عربوں سے جو پیچھے رہ گئے تھے کہدے کہ تم ایک سخت لڑنے والی قوم سے لڑنے کو بلائے جاؤ گے پھر تم اُن سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جاوینگے۔ معترض کہہ سکتا ہے کہ ان آیتوں سے اسبات کا اشارہ نکلتا ہے کہ جب تک کافر مسلمان نہ ہو جاوین اُنسے لڑے جانا چاہیئے

اول تو یہ کہنا غلط اسلئے ہے کہ ان لفظوں سے کہ "ويكون الدين كله لله" کسی طرح یہہ مطلب نہیں نکلتا کہ جب تک کافر مسلمان نہوں اُنسے لڑے ہی جاوینگے بلکہ ان لفظوں کے صرف یہ معنی ہیں کہ دین خدا کیلئے ہو جاوے یعنی کافروں کی مزاحمت احکام مذہبی کے بجا لانے میں نہ ہو۔

فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم وخذوهم واحصروهم واقعدوا لهم

سورہ توبہ میں بھی اللہ نے فرمایا ہے کہ مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ

کتم

اور پکڑو انکو اور گھیرو انکو اور انکی گھات میں بیٹھو پھر اگر وہ گروہ توبہ کریں اور نماز پڑہیں اور زکوۃ دیں تو ان کا رستہ چھوڑدو ۔ بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان ۔	کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلہم ان اللہ غفور رحیم (سورہ توبہ ایت ۵)

معترضین کو اس مقام پر نہایت موقع ہے اگرچہ نہیں نماز ادا کرنے اور زکوۃ دینے کو مشروط کرنا صاف ایسا ہے جیسے کہ اسلام لانے کو شرط کرنا ۔ مگر جب اسکی تفریع پر خیال کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اس شرط کو لڑائی سے کچھ تعلق نہیں ہے بلکہ انکی آمد و رفت کی روک ٹوک موقوف ہونے سے تعلق ہے جب تک وہ کافر تھے بلاشبہ روک ٹوک و خبر گیری کی ضرورت تھی کیونکہ ان سے اندیشہ تھا مگر مسلمان ہونے کے بعد وہ اندیشہ نہیں رہا اسلئے فرمایا کہ "فخلوا سبیلہم"۔ ان سب باتوں سے قطع نظر کر کے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ان آیتوں میں ان الفاظ سے مسلمان ہوجانا ہی مقصود ہو تو بھی منجملہ اسباب موقوفی لڑائی کے اسلام بھی ایک سبب ہے مگر اس تسلیم کے بھی بجبر و بزور شمشیر کافروں کا مسلمان کرنا لازم نہیں آتا ۔

ہم نے بالتفصیل اوپر بیان کیا ہے کہ کفار سے لڑائی کا حکم صرف مسلمانوں کیلئے امن قایم کرنیکا تھا اور وہ امن صرف تین طرح پر قایم ہوسکتا تھا ۔ اول قبل جنگ یا بعد جنگ آپس میں صلح ہونے اور امن کا معاہدہ ہونے سے جس کے کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے جہاں فرمایا ہے " فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ لکم علیہم سبیلا " اور خود رسول خدا صلعم نے بہت سے کافر قوموں سے امن کے معاہدے کئے ہیں جنکا ذکر آگے ہوئیگا ۔

دوسرے فتح پانے اور کافروں کا مغلوب ہوکر جزیہ دینا قبول کرنے سے جس کے بعد وہ اپنے دین و مذہب پر بدستور قایم رہتے ہیں جیسے کہ خدا نے فرمایا ہے " حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون "

تیسرے مسلمان ہوجانے سے پس یہ تینوں صورتیں امن قایم ہونے کی ہیں ان تینوں صورتوں میں سے کوئی صورت پیش آوے تو لڑائی قایم نہیں رہتی تھی پس ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ لڑائی سے بزور شمشیر کافروں کو مسلمان کرنا مقصود نہ تھا بلکہ صرف امن کا قایم کرنا مقصود تھا ۔

دوم ۔ ان لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جنہوں نے دغا بازی کی ۔ اور معاہدوں کو توڑ دیا ہو ۔

غیر معجزی

وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم و طعنوا فی دینکم فقاتلوا ایمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون (سورہ توبہ ایت ۱۲)

الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدؤکم اول مرۃ۔

(سورہ توبہ ایت ۱۳)

الذین عاھدت منھم ثم ینقضون عھدھم فی کل مرۃ وھم لا یتقون۔ فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون (سورہ انفال ایت ۵۸و۵۹)

خدا نے سورہ توبہ میں فرمایا ہے کہ اگر عہد کرنے کے بعد اپنی قسم کو توڑ دیں تو جو کفر کے سردار ہیں اُن سے لڑو کیونکہ اُنکی قسم کچھ نہیں ہے۔

اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ کیوں نہیں لڑتے ایسی قوم سے جس نے اپنی قسم توڑ دی اور رسول کو نکالنا چاہا اور اُن ہی نے پہل کی۔

اور سورہ انفال میں فرمایا ہے کہ جن لوگوں کے شامل تم نے عہد کیا ہے پھر اُنھوں نے اپنا عہد ہر دفعہ توڑ دیا ہے اور پرہیزگاری نہیں کرتے پھر اگر تو اُنکو لڑائی میں پاوے تو اُنکو ایسا مار کہ اُنکے پیچھے جو لوگ ہیں متفرق ہو جاویں۔

پس معاہدہ توڑنے کے بعد اُن سے لڑنا امن قایم رکھنے کیلئے ایسا ہی ضرور ہے جیسا کہ معاہدہ کرنا کیونکہ بغیر اسکے نہ امن قایم رہ سکتا ہے اور نہ معاہدہ مگر ایسی حالت میں لڑنا اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ اُس سے بزور شمشیر اُن کو مسلمان کرنا مقصود ہے اور نہ ایسی لڑائی مہذب سی مہذب قوم کی نزدیک بھی ناواجب ہے۔

سوم- اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے جنہوں نے مسلمانوں کو اور اُنکے بچے اور عورتوں کو عذاب میں

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ و المستضعفین من الرجال والنساء و الولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا

(سورہ نساء ایت ۷۷)

اور تکلیف میں ڈال رکھا ہے۔ اُسکا ذکر سورہ نساء میں ہے جسکو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور ترتیب قایم رکھنے کیلئے اُس آیت کو دوبارہ لکھتے ہیں خدا نے فرمایا کہ "کیا ہوا ہے تم کو کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اور کمزوروں کے بچانے کے لئے مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو نکال اس شہر سے کہ ظلم کرنے والے ہیں اُسکے لوگ اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی والی اور کر ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار" کیا یہ انسانیت اور رحم کی بات نہیں ہے کہ لاچار بےبس مسلمانوں مرد اور عورتوں اور بچوں کو کافروں کے ظلم سے بچایا جاوے اور اونکی فریادرسی کیلئے ہتھیار اوٹھایا جاوے کون شخص ہے جو اس لڑائی کو ناواجب کہہ سکتا ہے۔

عاجز کرنے والے نہیں ہو

اب ہم اُن واقعات کا ذکر کرتے ہیں جو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں واقع ہوئے تھے اور غزوہ اور سریہ کے نام سے مشہور ہیں اور یہ بات دکھلاتے ہیں کہ کوئی غزوہ یا سریہ اس مقصد سے نہیں ہوا تھا کہ بجبر و بزور شمشیر لوگوں کو مسلمان کیا جاوے بلکہ ہر ایک غزوہ یا سریہ کا کوئی سبب اُنھی اسباب میں سے تھا جن کی تفصیل ہم نے ابھی بیان کی ہے۔

ہم نے ان غزووں اور سریوں اور اُنکے مقاموں کا حال ان کتابوں سے جنکا نام اِس مقام پر لکھتے ہیں اخذ کیا ہے۔ سیرت ہشامی۔ کامل ابن اثیر جزری۔ مواہب لدنیہ۔ علامہ قسطلانی۔ ابن خلدون مغربی۔ تاریخ اسمٰعیل ابوالفدا۔ مراصد الاطلاع۔ سیرت ابن اسحاق۔ مغازی واقدی۔ مشترک یاقوت حموی۔ فتوح البلدان۔ تاریخ یافعی۔ سیرت المحمدیہ مولوی کرامت علی۔ معجم البلدان۔ زاد المعاد ابن القیم۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم

اِن کتابوں میں اِن لڑائیوں کے زمانہ میں اختلاف ہے کوئی واقعہ کسی لڑائی کا کسی سنہ میں اور کوئی کسی سنہ میں بیان کرتا ہے اور ہمکو کچھ چارہ نہیں ہے بجز اسکے کہ اُن میں سے ایک سلسلہ اختیار کرلیں۔

اِن واقعات کے سنہ بیان کرنے میں محرم سے سال کی تبدیلی نہیں قرار دی گئی ہے بلکہ واقعی زمانہ ہجرت سے برس کا شمار کیا گیا ہے۔

اِن واقعات کا ہم نہایت مختصر طور پر بیان کرینگے اور صرف اُسقدر واقعات کا ذکر کرینگے جس سے معلوم ہو کہ اُن لڑائیوں کا کیا سبب تھا آیا اُن سے بزور شمشیر اسلام قبلوانا مقصود تھا یا صرف امن کا قایم رہنا اور دشمنوں کے حملوں کو روکنا۔

ہم نے تمام واقعات کو جن پر مورخین نے سریہ یا غزوہ کا اطلاق کیا ہے بالاستیعاب اس مقام پر ذکر کیا ہے حالانکہ اُن میں ایسے بھی واقعات ہیں جو نہ سریہ تھے نہ غزوہ مگر ہمنے اُنکو بھی اس لئے لکھ دیا تاکہ یہہ خیال نہ کیا جاوے کہ ہمنے کسی واقعہ کو چھوڑ دیا ہے۔

سریہ سیف البحر رمضان سنہ ۱ ہجری

سیف البحر یعنی ساحل البحر۔ یہہ ایک جگہہ بحر فارس کے کنارے پر بنی زہیر کے متعلق جو سامہ بن لوی بن غالب کے قبیلہ سے ہیں۔

اللہ

اِس سریہ میں کل تیس سوار تھے اور حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم اسکے سردار تھے اور اُن کو آنحضرت صلعم نے نشان بھی عنایت کیا تھا جب یہ لوگ سیف البحر میں پہونچے تو ابو جہل بن ہشام مکہ والوں کے تین سو سوار لئے ہوے ملا۔ مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی مجدی بن عمرو الجہنی بیچ میں پڑا اور لڑائی نہ ہونے دی ظاہر ہے کہ تیس سوار کا بھیجنا کسی سے لڑنے یا حملہ کیلئے نہیں ہو سکتا۔ مگر ایسی قلیل جماعت کا خبر رسانی کیلئے اور مکہ کے لوگوں کے ارادہ کی تفتیش کرنے کے لئے جو ایک ضروری امر تھا بھیجنا ممکن ہے چنانچہ وہ نتیجہ حاصل ہوا اور مکہ کے لوگوں کی آمادگی اور حملہ آوری کی نیت کی خبر ملی۔

سریہ رابغ شوال سلہ ہجری

رابغ ایک میدان ہے درمیان ابوا اور جحفہ کے۔

اس سریہ میں ساٹھ یا اسی سوار تھے اور عبداللہ بن الحارث اُسکے سردار تھے اور اونکو بھی آنحضرت صلعم نے نشان عنایت کیا تھا۔ جب یہ لوگ ثنیۃ المرہ میں پہونچے تو وہاں قریش کا لشکر بسرداری عکرمہ بن ابی جہل یا مکرز بن حفص موجود تھا۔ اُسی لشکر میں مقداد بن عمرو حلیف بنی زہرہ اور عتبہ بن غزوان حلیف بنی نوفل جو دل سے مسلمان تھے موجود تھے اور موقع پاکر مسلمانوں کے لشکر میں چلے آئے غالبا اسی سبب سے لڑائی نہیں ہوئی کیونکہ اگر ہوتی تو قبائل بنی زہرہ اور بنی نوفل جو مقداد اور عتبہ کے حلیف تھے قریش سے برگشتہ ہو جاتے۔

یہہ سریہ خواہ بقصد دریافت حالات اہل مکہ بھیجا گیا ہو یا بارادہ مقابلہ لشکر قریش کے مگر حملہ آوری کے طور پر بھیجنا کسی طرح قرار نہیں پا سکتا انتہا یہ ہے کہ قریش کے حملہ کے روکنے کے لئے جو امن قایم رہنے کے لئے لازمی تھا بھیجا گیا تھا۔

سریہ خرار ذیقعدہ سلہ ہجری

خرار جحفہ کے نزدیک ایک مقام ہے جس کا یہہ نام ہے۔

اِس سریہ میں اَسّی آدمی مہاجرین میں سے تھے اور سعد ابن ابی وقاص اُنکے سردار تھے۔ اُن کو کہیں [illegible] تیاتھیں ملا اور خرار تک جاکر واپس آگئے اِس سے ظاہر ہے کہ لوگ صرف خبر رسانی کی

الله کے

غرض سے روانہ ہوئے تھے۔

غزوہ ودان یا غزوہ ابواء صفر سنہ ۲ ہجری

ودان۔ فعلان کے وزن پر ایک بستی مکہ و مدینہ کے درمیان فرع کی طرف جحفہ کے پاس تھی ہرشے وہاں سے چھ میل۔ ابواء آٹھ میل تھا۔

ابواء قریب کے متعلقات سے ہے اور وہاں حضرت آمنہ آنحضرت صلعم کی والدہ کی قبر ہے۔

حضور انور اس سفر میں تشریف لے گئے اور بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ سے جن کا سردار مخشی بن عمرو ضمری تھا اس بات پر معاہدہ کیا کہ وہ نہ آنحضرت صلعم کی مدد کرینگے نہ قریش مکہ کی۔ یہ معاہدہ کر کے آنحضرت صلعم واپس تشریف لے آئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ والوں کو قریش مکہ کے حملہ کا کس قدر خوف تھا۔

غزوہ بواط ربیع الاول سنہ ۲ ہجری

بواط۔ ایک پہاڑ ہے مدینہ کے پہاڑوں میں سے رضوی کے پاس۔

حضور آنحضرت صلعم نے سفر فرمایا اور رضوی کی طرف سے بواط میں ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ یہ صرف ایک سفر تھا خواہ اس سے مقصود لوگوں میں ربط کرنا ہو یا قریش مکہ کے ارادوں کا پتا لگانا یا دونوں۔

غزوہ سفوان یا بدر اولیٰ ربیع الاول سنہ ۲ ہجری

سفوان۔ بدر کے پاس جو ایک میدان ہے سفوان اسکا نام ہے۔

بدر۔ ایک چشمہ کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان وادی صفراء کے اخیر واقع ہے اور وہاں سے سمندر کا کنارہ ایک رات بسنے کا راستہ ہے۔

کرز بن جابر الفہری نے مدینہ والوں کی مویشی لوٹ لی تھی آنحضرت صلعم نے بذات خاص اُن کا تعاقب کیا وادی سفوان تک گئے مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔

غزوہ ذی العشیرہ جمادی الاخر سنہ ۲ ہجری

ذی العشیرہ ایک جگہ ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان ینبع کی طرف اور بعضوں نے لکھا ہے کہ وہاں ایک چھوٹا سا قلعہ بھی تھا۔

وَاَنَّ اللّٰہَ

خود آنحضرت نے سفر کیا اور بنی مدلج اور اُنکے حلیف بنی ضمرہ سے امن کا معاہدہ کرکے واپس تشریف لے آئے۔ اِس سفر میں ایک رات حضرت علی مرتضیٰ زمین پر سو رہے تھے آنحضرت نے انکو جگایا اور حضرت علی مرتضیٰ کو مٹی میں بھرا ہوا دیکھ کر فرمایا "مالک یا اباتراب" اور جب سے حضرت علی مرتضیٰ کا لقب "ابوتراب" ہو گیا"

سریہ نخلہ رجب ۲ ہجری

نخلہ جسکو نخلہ محمود بھی کہتے ہیں ایک جگہ ہے مکہ کے پاس درمیان مکہ و طایف کے۔ وہاں کھجور اور انگور بہت ہوتے تھے اور وہ پہلی منزل ہے مکہ سے۔

اس سریہ میں مہاجرین میں سے اَسی آدمی تھے اور اُنکے سردار عبداللہ بن جحش تھے اور مکہ کے قریب بھیجے گئے تھے جہاں جان جانیکا نہایت اندیشہ تھا اور صرف قریش مکہ کے ارادوں کی خبر لینے کو بھیجے گئے تھے۔ اور آنحضرت صلعم نے ایک پرچہ پر لکھدیا تھا کہ "امض حتی تنزل نخلۃ فترصد بھا قریشا وتعلم لنا من اخبارھم"

جب یہہ لوگ نخلہ میں پہونچے اتفاقاً وہاں قریش کا ایک قافلہ مال تجارت لیکر آ پہونچا۔ عبداللہ بن جحش نے اُنپر حملہ کیا اور واقد بن عبداللہ کے تیر سے اُس قافلہ میں سے عمرو بن الحضرمی مارا گیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان قید ہو گئے۔

جب عبداللہ بن جحش لوٹ کا مال اور قیدیوں کو لیکر مدینہ میں آئے تو آنحضرت صلعم ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم کو لڑنیکا حکم نہیں دیا گیا تھا اور قیدیوں کو سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کے واپس آنے پر جو پیچھے رہ گئے تھے چھوڑ دیا اور عمرو بن الحضرمی کی دیت یعنی خون بہا اپنے پاس سے ادا کیا۔

اِس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سریوں کے بھیجنے سے صرف قریش کے ارادوں کا حال دریافت کرنا مقصود تھا نہ لڑنا اور کسی پر حملہ کرنا۔

غزوہ بدر الکبریٰ رمضان ۲ ہجری

اِس غزوہ کا حال ہم سورہ انفال کی تفسیر میں مفصل لکھ چکے ہیں اور اُسمیں بتایا ہے کہ یہہ غزوہ قریش کے قافلہ کے لوٹنے کیلئے جو شام سے آتا تھا نہیں ہوا تھا بلکہ قریش مکہ جو لشکر جمع کرکے حملہ کے ارادہ سے

اور بیشک اللہ

نکلے تھے اُسکے دفع کرنے کیلئے ہوا تھا۔ لیکن اگر اس مقام پر اسی بات کو تسلیم کرلیں کہ قافلہ ہی کے لوٹنے کو حملہ ہوا تھا تو بھی کچھ الزام نہیں ہو سکتا جسقدر حالات کہ اوپر لکھے گئے ہیں اُنسے ظاہر ہوتا ہے کہ قریش مکہ مدینہ والوں کے پورے دشمن تھے اور وہ مدینہ پر حملہ کرنیکے موقع کو دیکھ رہے تھے۔ اور حملہ کرکے مدینہ والون کے مویشی لوٹ چکے تھے پس اگر مدینہ والوں نے اس خیال سے کہ مکہ کے دشمنون کو زیادہ قوت نہ ہو یاسے اُنکے اسباب کو لوٹ لینا چاہا تھا تو کیا الزام ہو سکتا ہے دو قومون میں جب دشمنی علانیہ ہو جاوے جو بمنزلہ اشتہار جنگ کے ہے اور ہر ایک آمادہ جنگ ہو تو ایسے امور کا مرتکب ہونا کسیطرح خلاف اخلاق یا خلاف قدرتی قانون اقوام کے نہیں ہے۔ مگر ہمارا یہ بیان بطریق تنزل کے ہے کیونکہ ہم ثابت کرچکے ہیں کہ یہ غزوہ قافلہ کو لوٹنے کے لیے نہ تھا۔

سریہ عمر بن عدی الخطمی رمضان سنہ ۲ ہجری

سریہ سالم بن عمر شوال سنہ ۲ ہجری

تعجب ہے کہ علامہ قسطلانی نے ان دونوں واقعوں کو سریہ کرکے لکھا ہے حالانکہ نہ وہ سریہ تھے نہ آنحضرت صلعم نے اُن دونوں میں سے کسیکو کہیں بھیجا تھا۔ عمر بن عدی نے از خود ایک عورت عصما بنت مروان کو جو جورویزید بن الخطمی کی تھی اور اُسکی رشتہ دار تھی رات کو مار ڈالا۔ اور سالم بن عمیر نے ایک بڈھے یہودی کو مار ڈالا یہ ایک معمولی واقعات ہیں جو دنیا میں ہوتے رہتے ہیں انکو اس خیال سے کہ دو کافر مارے گئے سریہ میں داخل کرنا محض غلطی ہے بالفرض اگر پچھلے واقعہ کی خبر آنحضرت کو ہوئی اور اُس پر کچھ مواخذہ نہیں کیا جس کے کچھ اسباب ہونگے تو بھی اُسکو سریہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

سریہ بنی قینقاع شوال سنہ ۲ ہجری

بنی قینقاع۔ یہودیون کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ میں رہتے تھے اور ایک بازار اُن کے نام سے موسوم تھا اور سوق بنی قینقاع کہلاتا تھا۔

اِن سے بھی امن کا معاہدہ تھا مگر جب بدر کی لڑائی ہوئی تو اُنھوں نے اظہار بغاوت کیا۔ اسی درمیان میں ایک مسلمان عورت سے جو سوق بنی قینقاع میں ایک کام کو گئی تھی نالائق طور پر ہنسی کی اور اُسکا کپڑا اٹکا کر اُسکا ستر عورت کھول ڈالا اُس پر ایک مسلمان غصہ میں آیا اور اُس یہودی کو جس نے عورت کو بے ستر

* دیکھو تاریخ کامل ابن الاثیر۔ جلد ثانی صفحہ ۱۰۶ و ۱۰۷ مطبوعہ مصر۔

مُخزِی الکٰفِرِیْنَ ۲

کیا تھا مار ڈالا۔ یہودیوں نے اُس مسلمان کو گھیر کر مار ڈالا اسپر یہودیوں اور مسلمانوں میں نزاع قایم ہوگئی۔

ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سب واقعات اُس وقت ہوئے ہیں جب آنحضرت بدر کی لڑائی میں مصروف تھے جب آنحضرت واپس تشریف لائے تو اُن یہودیوں نے علانیہ معاہدہ توڑ دیا اور عہدنامہ جو تحریر ہوا تھا واپس بھیجدیا۔

اِس واقعہ پر آنحضرت صلعم نے بنی قینقاع کے محلہ کا محاصرہ کرلیا۔ کیا عجب ہے کہ اِس محاصرہ میں کسی سے کچھ لڑائی بھی ہوئی ہو لیکن ضرور یہہ تھا کہ قبل شروع کرنے لڑائی کے بطور قطع حجت اُنکو دعوت اسلام کیجاوے چنانچہ آنحضرت نے سب کو گھیر کر فرمایا کہ تم اسلام قبول کرو ورنہ تمھارا بھی وہی حال ہوگا جو بدر والوں کا ہوا اِسپر اُنھوں نے سخت کلامی سے جواب دیا۔ مگر عبداللہ ابن ابی ابن سلول درمیان میں پڑا اور یہہ ٹھیرا کہ یہودی مدینہ سے چلے جاویں چنانچہ عبادہ بن صامت اُنکی حفاظت کو متعین ہوے اور وہ لوگ بامن وامان معہ مال واسباب مدینہ سے چلے گئے اُنکے ہتیار لیلئے گئے اور زمینیں ضبط کرلی گئیں اور وہ لوگ خیبر میں جاکر آباد ہوے۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہہ واقعہ آنحضرت کی طرف سے حملہ تھا یا بجبر مسلمان کرنا مقصود تھا یا صرف امن کا قایم رکھنا۔

غزوۃ السویق ذالحجہ ۲ھ ہجری

یعنی جس حملہ میں قریش مکہ اپنی خوراک کے لئے ستو اپنے ساتھ لائے تھے۔

ابوسفیان دفعتًا دو سو سوار لیکر رات کو خفیہ مدینہ میں آیا اور سلام بن مشکم یہودی قبیلہ بنی نضیر سے ملا اور مسلمانوں کے حالات کی جاسوسی کرکے چلا گیا۔ مکہ پہونچ کر قریش مکہ کی ایک جماعت مدینہ پر بھیجی اور مدینہ کے ایک محلہ پر جسکا نام عریض ہے آپڑی اور اُس نواح کے باغوں کو جلادیا اور ایک مسلمان انصاری کو اور ایک مکہ کے رہنے والے اُس کے حلیف کو مار ڈالا۔ ‡

اِس پر آنحضرت صلعم نے کچھ آدمی لیکر اُن کا تعاقب کیا اور قرقرۃ الکدر تک تشریف لیگئے مگر کوئی ہاتھ نہیں آیا۔

غزوہ قرقرۃ الکدر یا غزوہ بنی سلیم محرم ۳ھ ہجری

قرقرۃ الکدر۔ ایک چشمہ کا نام ہے جہاں بنی سلیم رہتے تھے مدینہ سے آٹھ منزل ہے۔

‡ تاریخ کامل جلد ثانی صفحہ ۵۵ مطبوعہ مصر

‡ کامل صفحہ ۵۵۔ زاد المعاد میں غزوہ ابوسفیان کی نسبت درختون کا جلانا اور انصاری کا قتل کرنا لکھا ہے۔

خوار کرنے والا ہے کافروں کو (۲)

بعض اسباب سے آنحضرت صلعم نے اسطرف تشریف لیجانا مناسب سمجھا اور آپ قرقرۃ الکدر تک تشریف لیگئے اور تین دن وہاں مقام فرمایا مگر کسی سے مقابلہ یا لڑائی نہیں ہوئی۔

سریہ محمد بن سلمہ ربیع الاول ۳ ہجری

کعب ابن اشرف ایک یہودی تھا جو کفار قریش کا تھانگی تھا اور مسلمانوں کو اور آنحضرت کو ایذا پہونچاتا تھا اور قریش مکہ کو حملہ کرنے کی ترغیب دیتا تھا†۔ اُسکو محمد بن سلمہ نے چند اپنے ساتھیوں کی مدد سے مار ڈالا۔ واقعہ تو اسقدر ہے اب رہی یہ بات کہ اُن لوگوں نے خود مارا یا آنحضرت صلعم کے حکم سے ایک ایسا امر ہے جسکا قابل اطمینان تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ مگر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت کے حکم سے مارا۔ اور اسبات کا تصفیہ ایسی حالت میں کہ وہ دشمنوں سے سازش رکھتا تھا اور مدینہ پر حملہ کی ترغیب دیتا تھا اُسکا قتل کروا دینا بلحاظ ان اصولوں کے جو انتظام جنگ اور دشمنوں کے جاسوسوں اور تھانگیوں سے علاقہ رکھتے ہیں واجب تھا یا ناواجب اُن لوگوں کے تصفیہ پر چھوڑتے ہیں جو اصول جنگ سے واقف ہیں۔

غزوہ ذی امر ربیع الاول ۳ ہجری

امر۔ رائے مشدد مفتوحہ سے ایک موضع کا نام ہے جو نواح نجد میں واقع ہے۔

یہہ صرف ایک سفر تھا جو آنحضرت صلعم نے نجد اور غطفان کی جانب فرمایا تھا۔ اِس سفر میں نہ کسی سے مقابلہ ہوا نہ کسی سے لڑائی ہوئی ایک مہینہ تک اُس نواح میں آپ نے قیام کیا پھر واپس تشریف لے آئے۔

غزوہ فرع من بحران جمادی الاول ۳ ہجری

فرع۔ ایک گانوں کا نام ہے ربذ پہاڑ کے پاس مدینہ سے آٹھ منزل مکہ کی طرف۔

بحران۔ ایک معدن ہے اُسی کے پاس۔

آنحضرت صلعم نے بذات خاص قریش مکہ کا حال دریافت کرنے کو سفر کیا اور دو مہینے تک اُس نواح میں قیام فرمایا اور پھر مدینہ میں چلے آئے کوئی جھگڑا قضیہ کسی سے نہیں ہوا۔

غزوہ قردہ۔ جمادی الآخر ۳ ہجری

قردہ۔ ایک چشمہ کا نام ہے جو نجد میں ہے۔

† واقعہ بدر کے بعد یہہ خود مکہ گیا اور قریش کو جنگ پر آمادہ کیا۔ مقتولین بدر کے مرثیے لکھے اور قریش کو نہایت جوش دلایا۔ کامل ۵۸

واذان ۱۰

قریش مکہ کی تجارت کا روکنا جن سے ہر وقت اندیشۂ جنگ تھا ایک ضروری امر تھا اُنھوں نے قدیم رستہ تجارت کا چھوڑ کر ایک نیا راستہ عراق میں ہو کر نکالنا چاہا اور ابوسفیان بن حرب قافلہ لیکر نکلا اور فرات بن حیان رستہ بتانیوالا تھا۔ جب اسکی خبر آنحضرت صلعم کو پھونچی تو زید ابن حارثہ کو اُنپر بھیجا اُس نے قافلہ کو لوٹ لیا اور فرات ابن حیان کو پکڑ لایا جو بعد اسکے مسلمان ہو گیا۔

یہ تمام واقعات ایسے ہیں جو ایک جنگجو دشمن کے مقابلہ میں ہر ایک قوم کو کرنے پڑتے ہیں ان واقعات سے اس بات پر استدلال نہیں ہو سکتا کہ یہ لڑائیاں بزور مسلمان کرنے کے لئے تھیں۔

غزوہ احد شوال ۳ھ ہجری

احد۔ مدینہ سے کچھ فاصلہ پر جو سُرخ پہاڑ ہے اُسکا نام ہے۔

ابوسفیان مکہ سے تین ہزار لڑنے والوں کے ساتھ لڑنے کو اور مدینہ پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا جبکہ وہ لوگ عینین میں جو بطن سبخہ میں مدینہ کے مقابل ایک پہاڑ ہے پہونچے تو آنحضرت بھی مدینہ سے روانہ ہوئے اور احد کے پاس مقام کیا۔ نہایت سخت لڑائی ہوئی مسلمانوں کی فتح کامل ہونیکو تھی کہ لوگ لوٹنے میں مشغول ہوئے اور فتح کی شکست ہو گئی۔ آنحضرت صلعم کے چار دانت پتھر کے صدمہ سے ٹوٹ گئے مشہور ہو گیا کہ آنحضرت صلعم شہید ہو گئے اسپر بہت لوگ بھاگ نکلے جب معلوم ہوا کہ آنحضرت صحیح و سالم ہیں تب سب لوگ ایک محفوظ جگہ میں اکٹھے ہو گئے۔ دوسرے دن قریش مکہ نے وہان سے کوچ کیا اور مکہ کو چلے گئے اور آنحضرت صلعم نے شہدا کو دفن کیا اور مدینہ میں چلے آئے۔

غزوہ حمراء الاسد۔ شوال ۳ھ ہجری

حمراء الاسد۔ ایک جگہ ہے مدینہ سے آٹھ میل پر۔

اُحد سے واپس آنے کے دوسرے دن آنحضرت صلعم نے انھی لوگوں کو ساتھ لے کر جو احد کی لڑائی میں شریک تھے مدینہ سے کوچ کیا اور حمراء الاسد میں پہونچکر تین دن تک مقام کیا اور پھر مدینہ میں واپس آ گئے۔ غالباً یہ اسلئے تھا کہ لوگ یہ نہ خیال کریں کہ احد کے واقعہ کے سبب سے مسلمانوں میں اب کچھ قوت باقی نہیں رہی۔

اور خبر کردیتا ہے

سریہ عبداللہ ابن انیس محرم ۳ سنہ ہجری

عبداللہ ابن انیس نے آنحضرت صلعم سے یہ بات سنی کہ سفیان بن خالد ہذلی نے عرنہ وادی عرفہ مین کچھ لوگ آنحضرت صلعم سے لڑنے کے لیے جمع کئے ہیں یہہ سنکر وہ مدینہ سے غایب ہوگیا اور سفیان کے پاس پہونچا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے کہا کہ میں بنی خزاعہ کا ایک شخص ہون میں نے سنا ہے کہ تم نے محمد (صلعم) سے لڑنے کو لوگ جمع کئے ہیں میں بھی تمھارے ساتھ ہوا چاہتا ہون اُس نے کہا اچھا آؤ۔ عبداللہ ابن انیس تھوڑی دور اُسکے ساتھ چلے اور اُسکو دہوکہ دیکر مارڈالا اور اُسکا سر کاٹ کر آنحضرت پاس لے آئے۔ مگر کسی کتاب میں یہ بات نہیں لکھی ہے کہ آنحضرت نے اُسکو ایسا کرنے کو کہا تھا۔

سریہ قطن یا سریہ ابی سلمہ محرم ۳ سنہ ہجری

قطن۔ ایک پہاڑ کا نام ہے جو فید کی طرف واقع ہے اور فید ایک پانی کا چشمہ ہے بنی عمرو بن کلاب کے متعلق ابی سلمہ ڈیڑہ سو آدمی لیکر جس میں مہاجرین اور انصار دونوں شامل تھے طلحہ اور سلمہ پسران خویلد کی تلاش میں نکلے اور قطن پہاڑ تک تلاش کی مگر اُن میں سے کوئی دستیاب نہیں ہوا اور نہ کسی سے کچھ لڑائی ہوئی

سریۃ الرجیع صفر ۳ سنہ ہجری

رجیع۔ ایک چشمہ کا نام ہے جو حجاز کے کنارہ پر قوم ہذیل سے متعلق ہے۔

چند لوگ قوم عضل اور قوم قاری کے آنحضرت صلعم پاس آئے اور کہا کہ ہم لوگون میں اسلام پھیل گیا ہے آپ کچھہ لوگ مذہب کے مسائل سکہانے کو ساتھ کر دیجئے آپ نے چھہ آدمی ساتھ کر دیے جب رجیع میں پہونچے تو اُنھون نے دغابازی کی اور چھہون آدمیون کو تلوارون سے گھیر لیا۔ اخیر کو یہ کہا کہ اگر تم قریش مکہ کے قبضہ میں جانا قبول کرو تو ہم تم کو مارنے کے نہیں قریش نے ہمارے آدمی قید کر لیے ہیں اُنکے بدلے تم کو دیکر اپنے آدمی چہوڑالا وینگے۔ اُن چھہ میں سے مرثد ابن مرثد اور خالد بن البکر و عاصم بن ثابت نے نہ مانا اور نہایت بہادری سے وہیں لڑکر شہید ہوگئے اخیر کو عاصم بھی لڑنے پر طیار ہوا اور لوگون نے پتھر ون سے مار کر اُنکو بھی شہید کیا باقی دو شخصوں کو مکہ میں لیجا کر قریش کے ہاتھ بیچ ڈالا اور قریش نے اُنکے ہاتھہ پاؤن باندہکر اور اُنکو شہید کیا۔

مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

سریہ بیر معونہ صفر سنہ ۴ ہجری

بیر معونہ - یہ ایک کنواں ہے درمیان بنی عامر اور حرہ بنی سلیم کے۔

ابو برا، عامر بن مالک اگرچہ مسلمان نہیں ہوا تھا مگر مذہب اسلام کو ناپسند بھی نہیں کرتا تھا اُس نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ اگر آپ کچھ لوگ اسلام کا وعظ کرنے کو نجد کی طرف بھیجیں تو غالباً اُس طرف کے لوگ اسلام قبول کر لینگے۔ حضرت نے فرمایا کہ اہل نجد سے اندیشہ ہے ابو برا نے کہا کہ وہ ہماری حمایت میں ہیں۔ آنحضرت نے چالیس شخص جو قرآن کے قاری تھے اور دن رات قرآن پڑھنا اُن کا کام تھا ساتھ کر دیے۔ بیر معونہ پر یہ لوگ ٹھیرے اور حرام بن ملحان کے ہاتھ آنحضرت صلعم کا خط جو عامر بن طفیل نجد والے کے نام کا تھا بھیجا اُس نے عامر کو قتل کر ڈالا اور بہت بڑی جماعت سے بیر معونہ پر چڑھ آیا اور سب مسلمانوں کو گھیر کر مار ڈالا صرف ایک شخص مردوں میں پڑا ہوا بچ گیا۔

غزوہ بنی نضیر ربیع الاول سنہ ۴ ہجری

بنی نضیر یہودیوں کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

عمرو بن امیۃ الضمیری مدینہ کو آتا تھا رستہ میں دو شخص قبیلہ بنی عامر سے ملے جس قبیلہ سے کہ آنحضرت سے عہد تھا۔ عمرو بن امیہ نے اُن دونوں کو سوتے میں مار ڈالا۔ جب آنحضرت کو خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ میں اُن دونوں کی دیت دونگا۔ آنحضرت نے اُن دونوں کی دیت کے لئے بنی نضیر سے بھی مدد چاہی کیونکہ بنی نضیر اور آنحضرت کے درمیان میں بھی معاہدہ تھا اور بنی نضیر اور بنی عامر آپس میں حلیف تھے خود آنحضرت صلعم قبیلہ بنی نضیر میں دیت کے پورا کرنے میں مدد کے مانگنے کو گئے۔ آنحضرت صلعم ایک دیوار کے تلے جا بیٹھے۔ بنی نضیر نے آپس میں مشورہ کیا کہ ایسے وقت میں آنحضرت کو مار ڈالا جاوے اور یہ تجویز کی کہ دیوار پر چڑھ کر ایک بڑا پتھر اُن پر ڈال دیا جاوے اور عمرو بن جحاش اِس کام کے لئے مقرر ہوا اتنے میں آنحضرت وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور مدینہ میں چلے آئے۔ جب کہ یہ دغابازی بنی نضیر کی محقق ہوگئی تو آنحضرت نے اُن پر چڑھائی کی وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے اور آنحضرت نے اُن کا محاصرہ کر لیا اور یہ بات ٹھیری کہ وہ لوگ مدینہ سے چلے جاویں اور اُنکا اوتٹ سوائے ہتھیاروں کے جسقدر مال

اللہ اور اُسکے رسول کی طرف سے

و اسباب اُٹھا سکیں لیجاویں چنانچہ اُنھوں نے چھ سو اونٹوں پر اپنا اسباب لادا اور اپنے مکانوں کو خود توڑ دیا اور خیبر میں جاکر آباد ہو گئے۔

غزوہ بدر موعودہ یا غزوہ بدر الاُخریٰ ذیقعد سنہ ۴ھ

ابو سفیان نے وعدہ کیا تھا کہ میں تم سے پھر لڑونگا اُس وعدہ پر آنحضرت صلعم نے مدینہ سے کوچ کیا اور بدر میں پہونچکر مقام فرمایا۔ ابو سفیان بھی مکہ سے نکل کر ظہران یا عسفان تک آیا مگر آگے نہیں بڑھا اور کہا کہ یہ سال قحط کا ہے اِس میں لڑنا مناسب نہیں اور سب لوگوں کو لیکر مکہ کو واپس چلا گیا۔

غزوہ ذات الرقاع محرم سنہ ۵ ہجری

ذات الرقاع۔ اس غزوہ کا یا تو اس سے نام ہوا کہ مسلمانوں نے اپنے جھنڈوں میں جو پھٹ گئے تھے پیوند لگائے تھے اور بعضوں کا قول ہے کہ جہاں مسلمانوں کا لشکر ٹھیرا تھا وہاں ایک درخت تھا جس کا نام ذات الرقاع تھا۔

بنی محارب اور بنی ثعلبہ نے جو قبیلہ غطفان سے تھے لڑائی کے لئے کچھ لوگ جمع کئے تھے۔ اُنکے مقابلہ کے لئے آنحضرت صلعم نے کوچ کیا تھا جب آپ غطفان میں پہونچے تو ایک بہت بڑا گروہ دشمنوں کا نظر آیا۔ دونوں طرف کے لوگ لڑنے کے ارادہ سے آگے بڑھے مگر لڑائی نہیں ہوئی اور ہر ایک گروہ واپس چلا گیا۔

غزوہ دومۃ الجندل ربیع الاول سنہ ۵ھ

دومۃ الجندل۔ ایک قلعہ کا نام ہے جو مدینہ اور دمشق کے بیچ میں ہے اور اُس کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے۔

اِس بات کے خیال ہونے پر کہ یہاں کے لوگوں نے بھی لڑائی کیلئے کچھ لوگ جمع کئے ہیں اسطرف کوچ کیا مگر اثنائے راہ میں سے واپس تشریف لے آئے۔ غالباً اسلئے کہ اُس خیال کی صحت نہ پائی گئی ہوگی

غزوہ بنی المصطلق یا غزوہ مریسیع شعبان سنہ ۵ھ

بنی المصطلق۔ عرب کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

مریسیع۔ ایک چشمہ کا نام ہے جو قدید کی طرف واقع ہے۔

آنحضرت صلعم کو یہ خبر پہونچی کہ حارث بن ابی ضرار نے لڑائی کے ارادہ پر لوگوں کو جمع کیا ہے آنحضرت

اِلَی النَّاسِ

اسکے مقابلہ کیلئے کوچ کیا اور مریسیع کے مقام پر دونوں لشکرون کا مقابلہ ہوا اور لڑائی ہوئی اور بنی المصطلق کو شکست ہوئی اور انکی عورتیں اور بچے سب قیدی ہو گئے۔ اُسوقت تک آیت حریت "فاما منا بعد واما فداء" نازل نہیں ہوئی تھی۔

غزوہ خندق ذیقعدہ ۵ھ ہجری

بنی نضیر کے یہودی جو جلاوطن کئے گئے تھے اُن میں کے چند سردار اور بنی وائل کے چند سردار مکہ میں قریش کے پاس گئے انکو مدینہ پر حملہ کرنے کو آمادہ کیا اور روپیہ اور سامان اور ہر طرح سے مدد دینے کا وعدہ کیا۔ قریش مکہ اسپر راضی ہوے اور ابوسفیان کو سردار قرار دیا اور لوگون کو جمع کیا اور قبیلہ غطفان میں پہونچے اور اُس قبیلہ میں سے بھی لوگ ساتھ ہوے اور دس ہزار آدمیون کا لشکر لیکر مدینہ پر حملہ کرنے کو روانہ ہوے۔

آنحضرت صلعم نے اس خبر کو سنکر مدینہ سے باہر جاکر لڑنا مناسب نہ سمجھا اور مدینہ کے گرد خندق کھود کر مورچہ بندی کی یہودی بنی قریظہ جن سے اور آنحضرت صلعم سے امن کا معاہدہ تھا انھون نے بھی اپنا معاہدہ توڑ دیا اور دشمنون سے مل گئے آنحضرت صلعم نے اُنکے پاس لوگون کو بھیجا اور معاہدہ یاد دلایا مگر علانیہ مخالفت کی۔

اِس واقعہ سے اور بنی قریظہ کے دشمنون سے مل جانے سے مدینہ والون پر نہایت سخت وقت تھا اور ایک شخص کے بچنے کی بھی توقع نہ تھی غرضکہ یہ تمام لشکر مدینہ پر آپہونچا اور مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک مہینہ تک محاصرہ رہا اور لڑائیاں ہوتی رہیں محصور مسلمان بھی خوب دل توڑ کر دشمنون کے حملون کو دفع کرتے تھے آخر کار دشمن غالب نہ آسکا اور محاصرہ اُٹھا کر نہایت ناکامی کے ساتھ واپس چلا گیا۔

غزوہ عبداللہ ابن عتیک ذیقعدہ ۵ھ

جس زمانہ میں مدینہ پر چڑہائی کرنے کو تمام قومیں جمع ہو رہی تھیں اور آنحضرت صلعم مدینہ کے گرد خندق کھودنے میں مصروف تھے اُسی زمانہ میں رافع بن عبداللہ جس کو سلام ابن ابی الحقیق کہتے تھے ایک سرا یہودی تھا اور وہ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے قومون کے جمع کرنے میں بہت کوشش کر رہا تھا۔ عبداللہ ابن عتیک اور عبداللہ ابن انیس اور ابوقتادہ اور اسود بن خزاعی اور مسعود بن سناد خیبر کو گئے جہان وہ رہتا تھا اور کسی طرح رات کو اسکی خوابگاہ میں چلے گئے اور اُس کو مار ڈالا۔

لوگوں کو

مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ پیغمبر خدا نے انکو [illegible] یہودی سردار [illegible] شاید ایسا ہوا ہو مگر ہم اسلئے شبہہ میں ہیں کہ ایشیائی مورخوں کی عادت ہے کہ خواہ مخواہ ہر چیز کو پیغمبر سے منسوب کرتے ہیں علاوہ اسکے یہ قصہ ایسی بے بنیاد باتوں کے ساتھ مذکور ہے کہ وہی باتیں اسکے سچ ہونے پر شبہہ ڈالتی ہیں نہایت شبہہ ہے کہ یہ قصہ ہوا بھی یا نہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ جو طرف ضعیف ہے اسی کو اختیار کریں پس تسلیم کرتے ہیں کہ رسول خدا کے حکم سے وہ گئے اور انھوں نے اس یہودی کو جو مدینہ پر حملہ کی تدبیر کر رہا تھا [illegible] مگر اس واقعہ سے ہمارے اس دعوے میں کہ تلوار کے زور سے اسلام قبول کرانا اُن لڑائیوں سے مقصود نہ تھا کچھ خلل واقع نہیں ہوتا۔

غزوہ بنی قریظہ ذیحجہ سنہ ۵ ہجری

بنی قریظہ ایک قبیلہ یہودیوں کا تھا جو مدینہ میں رہتا تھا ان سے اور آنحضرت صلعم سے ان کا معاہدہ تھا کہ

وهم يهود من قريظة عاهدهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لا يمالئوا عليه فاعانوا المشركين بالسلاح (يوم بدر) وقالوا نسينا فعاهدهم ثانيا فنقضوه يوم الخندق (سيد [illegible])

جب بدر کی لڑائی ہوئی تو بنی قریظہ نے معاہدہ توڑا اور دشمنوں کو ہتھیار دینے سے مدد کی جب اُنسے مواخذہ ہوا تو کہا ہم بھول گئے اور ہم سے خطا ہوئی معاف کیجئے اُس پر آنحضرت صلعم نے دوبارہ اُن سے معاہدہ کیا۔ اُسکو بھی اُنھوں نے توڑ دیا اور خندق کی لڑائی میں دشمنوں سے سازش [illegible]۔ دشمنوں نے مدینہ پر حملہ کیا تھا اور مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی اور بنی قریظہ مدینہ میں رہتے تھے پس خاص شہر کے رہنے والوں کا محاصرہ کی حالت میں ہونا ایسا سخت واقعہ تھا کہ ایک مسلمان کو بھی زندہ بچنے کی توقع نہ رہی ہوگی۔

جب دشمنوں نے مدینہ کا محاصرہ اٹھا لیا اور واپس چلے گئے اُسوقت آنحضرت صلعم نے بنی قریظہ کو انکی بغاوت اور عہدشکنی کی سزا دینی چاہی وہ بنی قریظہ جہاں رہتے تھے اُنکا محاصرہ کرلیا پچیس دن تک محاصرہ رہا اسی درمیان میں اُنھوں نے کعب ابن اسد سے جو اُنکا سردار تھا صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیئے اُس نے صلاح دی کہ تین کاموں میں سے ایک اختیار کرو۔ یا ہم سب اسلام قبول کرلیں۔ یا خود اپنی آل اولاد اور عورتوں کو قتل کر کے محمد (صلعم) سے لڑ مر جاویں۔ یا آج ہی کہ سبت کا دن ہے اُن پر حملہ کردیں کیونکہ وہ آج کے دن

یوم الحج الاکبر

غافل ہونگے اور سمجھتے ہونگے کہ سبت کے دن یہودی نہیں لڑینگے مگر وہ ان تینوں باتوں میں سے کسی پر راضی نہ ہوئے اب وہ صلح کی طرف متوجہ ہوئے اُسکا یہ جواب تھا کہ بلا کسی شرط کے وہ اپنے تئیں سپرد کریں اور پیغمبر خدا صلعم جو چاہیں گے وہ اُنکی نسبت حکم دینگے۔ تب اُنھوں نے درخواست کی کہ تھوڑی دیر کے لئے ابو لبابہ کو جو اُس قوم سے تھا جو بنی قریظہ کے حلیف تھے ہمارے پاس بھیجدیا جاوے وہ گئے اور تمام لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ ہم پیغمبر کے حکم پر اپنے تئیں سپرد کر دینا قبول کر لیں یا نہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہاں مگر اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا جس سے یہہ اشارہ تھا کہ سب قتل کئے جاوینگے۔ تب اُنھوں نے جیسا کہ تفسیر کشاف میں لکھا ہے اِس بات پر اپنے تئیں سپرد کرنے سے کہ آنحضرت جو چاہینگے اُنکی نسبت حکم دینگے انکار کیا۔

فحاصرهم خمسا وعشرين ليلة حتى جهدهم الحصار فقال لهم رسول الله تنزلون على حكمي فأبوا فقال على حكم سعد بن معاذ فرضوا به (تفسیر کشاف صفحہ ۱۱۲)

ابو لبابہ خوب جانتے تھے کہ بنی قریظہ دو دفعہ اپنا عہد توڑ چکے تھے اُنکا کوئی معاہدہ جو وہ آیندہ کیلئے کریں قابل اعتبار نہ ہوگا۔ اور اگر وہ اسلام قبول کرنے پر راضی ہوں تو بھی اُسپر یقین نہیں ہوگا اور وہ منافق سمجھے جاوینگے جنکی نسبت جب وہ علانیہ کوئی دشمنی کر چکے ہوں وہی حکم ہے جو اُن لوگوں کی نسبت ہے جو علانیہ کافر ہیں۔ علاوہ اِس کے ابو لبابہ کو معلوم تھا کہ وہ بغاوت کی سزا کے مستحق ہیں اگر اُنکی جگہہ کوئی مسلمان قوم ہوتی تو وہ بھی بغاوت کی سزا سے بچ نہیں سکتی تھی۔ اِسی سبب سے اُنہوں نے اشارہ کیا کہ سب قتل کئے جاوینگے۔

اسپر بنی اوس جو بنی قریظہ کے حلیف تھے درمیان میں پڑے اور آنحضرت صلعم سے کہا کہ جس طرح آپ نے یہودی بنی قینقاع سے جو بنی خزرج کے حلیف تھے معاملہ کیا وہی انکے ساتھہ بھی کیجیئے اسپر آنحضرت نے کہا کہ کیا تم اِس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمھاری قوم میں کا ایک شخص یعنی سعد ابن معاذ جو حکم دیدے وہ منظور کیا جاوے۔ بنی اوس اور بنو قریظہ دونوں اسپر راضی ہوگئے اور بنی قریظہ نے اپنے تئیں سپرد کر دیا بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ بنی قریظہ نے اول اپنے تئیں اسی بات پر سپرد کر دیا تھا کہ پیغمبر خدا صلعم اُنکی نسبت جو چاہیں حکم دیں اور بعد کو سعد ابن معاذ حکم قرار دیے گئے تھے مگر یہ قول صحیح نہیں ہے۔

÷

حج اکبر کے دن

بخاری میں جو سب سے زیادہ معتبر کتاب ہے ابن سعید خدری سے دو روایتیں منقول ہیں اور اُس میں اور ہشامی میں صاف بیان ہوا ہے کہ بنی قریظہ نے اِس بات پر اپنے تئیں سپرد کیا تھا کہ سعد ابن معاذ جو اُنکی نسبت حکم دین وہ کیا جاوے۔

غرض کہ سعد ابن معاذ بلائے گئے اور اُنھوں نے یہ حکم دیا کہ لڑنے والون کو قتل کردیا جاوے اور اُنکی عورتین اور بچے قید کرلیئے جاوین اور اُنکا مال تقسیم کردیا جاوے مگر بخاری کی حدیث میں عورتون اور مال کی تقسیم کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ بہرحال اس حکم کی تعمیل ہوئی تمام عورتین اور بچے اور لڑکے جنکی ڈاڑہی مونچھ نہیں نکلی تھی قتل سے محفوظ رہے اور تمام مرد بجز تین شخصون کے جنکی نسبت ثابت ہوا تھا کہ اس بغاوت میں شریک نہ تھے قتل کیئے گئے۔ ایک عورت جسکا نام بنانہ تھا اور جسنے خلاد بن سوید بن الصامت کو مار ڈالا تھا بطور قصاص کے ماری گئی* جو عورتین اور بچے قتل سے بچے تھے وہ لونڈی غلام بنالیے گئے اور تمام جائداد بنی قریظہ کی ضبط ہوکر تقسیم کیگئی مگر یہہ یاد رہے کہ اُسوقت تک آیت حریت جس میں اُن لوگوں کے قتل کا جو لڑائی میں قید ہوجاوین اور اُنکے لونڈی اور غلام بنانے کا امتناع ہے نازل نہیں ہوئی تھی۔ معہذا اِن لوگوں کو بطور قیدیان جنگ سزا نہیں دی گئی تھی بلکہ باغیون کے لیئے جو سزا ہونی چاہیئے وہ دی گئی تھی۔

قال لما نزلت بنو قريظة على حكم سعد ابن معاذ بعث رسول الله صلعم وكان قريبا منه فجاء على حمار فلما دنا قال رسول الله صلعم قوموا الى سيدكم فجاء فجلس الى رسول الله صلعم فقال له ان هولاء نزلوا على حكمك قال فانى احكم ان تقتل المقاتلة وان تسبى الذرية قال لقد حكمت فيهم بحكم الملك (بخاری)

من اهل قريظة على حكم سعد بن معاذ فارسل النبى صلى الله عليه وسلم الى سعد فاتى على حمار فلما دنا من المسجد قال للانصار قوموا الى سيدكم او قال خيركم هولاء نزلوا على حكمك فقال تقتل مقاتلتهم وتسبى ذراريهم قال قضيت بحكم الله او قال بحكم الملك (بخاری)

قال ابن هشام حدثنى من اثق به من اهل العلم ان على ابن ابى طالب صاح وهم محاصروا بنى قريظة يا كتيبة الايمان وتقدم هو والزبير وقال والله لاذوقن ما ذاق حمزة او لافتحن حصنهم فقالوا يا محمد ننزل على حكم سعد۔

(ہشامی صفحہ ۶۸۹)

مقتولین کی تعداد میں نہایت مبالغہ معلوم ہوتا ہے۔ بعضون نے کہا کہ چار سو تھے اور بعضون نے کہا چھہ سو اور بعضون نے کہا سات سو اور بعضون نے کہا آٹھ سو اور بعضوں نے کہا نو سو۔ مگر ملی ط

* ابن خلدون صفحہ ۳۴۲۔ مگر کامل میں ایک اور عورت کا قتل ہونا لکھا ہے جسکا نام ارینہ بنت عارضہ تھا۔

اَنَّ اللّٰہَ

اُس آبادی کے جو اُس زمانہ میں مدینہ میں تھی یقین نہیں ہو سکتا کہ چار سو آدمی بھی لڑنے والے بنی قریظہ کے محلہ میں ہوں۔

اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ یہ واقعہ نہایت خوفناک تھا۔ مگر کونسا زمانہ ہے اور کون سی قوم ہے جس کے ہاتھ سے باغیوں کی نسبت اس سے بھی سخت سزائیں نہیں دی گئی ہوں۔ جن لوگوں نے بغاوت کی تاریخیں پڑھی ہیں یا اپنی آنکھوں سے اس انیسویں صدی عیسوی میں بھی جو سویلیزیشن کا زمانہ کہلاتا ہے یا اُس سے تھوڑے زمانہ پہلے بغاوت کے واقعات دیکھے ہیں اُنکی آنکھوں میں کئی سو آدمیوں کا بجرم بغاوت قتل ہونا کوئی بڑا واقعہ معلوم نہ ہوگا۔ رہی یہ بات کہ اس قسم کی لڑائیوں اور ایسی خونریزیوں کو حضرت موسیٰ نے اپنے زمانہ میں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں کیوں جائز رکھا اور مثل حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے کیوں نہ اپنی جان دی اُسکی نسبت ہم اخیر کو بحث کرینگے۔ اس مقام پر ہمکو صرف یہ بات دکھانی ہے کہ جو لڑائیاں آنحضرت صلعم کے زمانہ میں ہوئیں وہ اس بنا پر نہ تھیں کہ لوگوں کو بجبر اور ہتھیار کے زور سے مسلمان بنایا جاوے سو اس عظیم واقعہ سے بھی جو بنی قریظہ کے قتل کا واقعہ ہے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ صرف بزور شمشیر امن کا قایم رکھنا مقصود تھا نہ کسی کو بجبر مسلمان کرنا۔

سریہ قرنطا، یا محمد بن مسلمہ محرم سنہ ۶ھ

قرنطا۔ ایک قبیلہ ہے بنی بکر بن کلاب میں کا۔

یہ لوگ ضریہ کی طرف رہتے تھے جو مدینہ سے سات منزل ہے اور عمرہ کے لیے مکہ جانے کو نکلے تھے جیسا کہ اُنکے سردار نے آنحضرت صلعم کے سامنے بیان کیا اُن کا ارادہ عمرہ ادا کرنے کا تھا۔ غالباً اُنکے نکلنے سے شبہ ہوا ہوگا اس لئے آنحضرت صلعم نے محمد بن مسلمہ کو تیس سوار دیکر اُس طرف روانہ کیا مگر وہ لوگ اُن سواروں کو دیکھ کر بھاگ گئے مگر اُن میں سے ثمامہ بن اثال پکڑا گیا جب محمد بن مسلمہ مدینہ میں آئے تو اُسکو بھی لائے اور مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا مگر آنحضرت کے حکم سے اُس کو چھوڑ دیا گیا اور بعد کو وہ مسلمان ہو گیا۔

بیشک اللہ

غزوہ بنی لحیان ربیع الاول سنہ ۶ھ

غزوہ رجیع میں ذکر ہو چکا ہے کہ رجیع کے مقام پر لوگوں نے دغابازی سے مسلمانوں کو مار ڈالا تھا اسکا بدلہ لینے کو آنحضرت صلعم نے کوچ کیا اور مختلف رستہ اختیار کیا تاکہ بنی لحیان یہ نہ سمجھیں کہ اُن پر چڑہائی ہوتی ہے مگر جب وہاں پہونچے تو معلوم ہوا کہ اُنکو خبر پہونچ گئی تھی اور وہ پہاڑوں میں جا چھپے تھے دوسو سوار آپ کے ساتھ تھے آپ نے معہ سواروں کے عسفان پر مقام کیا اور پھر واپس تشریف لائے

غزوہ ذی قرد یا غزوہ غابہ ربیع الآخر سنہ ۶ھ

غابہ ایک گانوں ہے مدینہ کے پاس شام کی طرف۔

عیینہ بن حصن الفزاری نے بنی غطفان کے سوار لیکر مقام غابہ میں آنحضرت صلعم کے اونٹوں کو لوٹ لیا اور وہاں ایک آدمی بنی غفار میں کا معہ اپنی جورو کے تھا اوسکو مار ڈالا اور اُسکی جورو اور اونٹوں کو لے گئے سلمہ بن عمرو بن الاکوع نے اُن کا تعاقب کیا اور اونٹوں کو چھین لیا۔ جب یہ خبر مدینہ میں پہونچی تو لوگ آنحضرت کے پاس جمع ہوگئے تاکہ اُنکو ہٹاویں۔ آنحضرت صلعم نے سعد بن زید کو سوار کر کے اُن لوگوں کے تعاقب میں بھیجا۔ کچھ خفیف سی لڑائی ہوئی اور چند آدمی مارے گئے۔ اُن لوگوں کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ گئے سعد ابن زید کے روانہ ہونے کے بعد آنحضرت خود بھی روانہ ہوئے اور ذی قرد تک جو ایک چشمہ کا نام ہے پہونچے اور تب سب لوگ واپس چلے آئے۔

سریہ عکاشہ ربیع الآخر سنہ ۶ ہجری

غمر مرزوق۔ ایک چشمہ پانی کا ہے بنی اسد میں فید سے دو منزل۔

عکاشہ ابن محصن الاسدی چالیس آدمیوں کے ساتھ اُس طرف روانہ ہوئے۔ اس طرف اعراب یعنی گنوار عرب رہتے تھے غالباً اُن ہی کی تنبیہ و تادیب کو گئے ہونگے وہ لوگ بھاگ گئے اور عکاشہ اُنکے دوسو اونٹ پکڑ لائے۔

سریہ ذی القصہ بامقابلہ بنی ثعلبہ ربیع الآخر سنہ ۶ ہجری

ذی القصہ۔ ایک گانوں ہے مدینہ سے چوبیس میل

بَرِیٰ ۶

آنحضرت صلعم نے دس آدمی بنی ثعلبہ کے پاس روانہ کئے تھے اور محمد بن سلمہ اُنکے سردار تھے یہ لوگ ذی القصہ میں رات کو رہے مگر رات کو وہاں کے سو آدمیوں نے انکو گھیر کے تیروں سے مار کر مار ڈالا صرف محمد بن مسلمہ بچے مگر زخمی ہوئے صبح کو ایک شخص اُنہیں اوٹھا کر مدینہ میں لے آیا۔

سریہ ذی القصہ ربیع الآخر سنہ ۶ ہجری

اِس واقعہ کے بعد آنحضرت صلعم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو چالیس آدمی دیکر اُن لوگوں کو سزا دینے کیلئے بھیجا مگر وہ سب پہاڑوں میں بھاگ گئے اُن کا گلا شتر اسباب جو رہگیا تھا اُسکو ابو عبیدہ لوٹ لائے۔

سریہ جموم ربیع الآخر سال ششم

جموم۔ ایک مقام ہے بطن نخل میں مدینہ سے ۔۔ میل۔

زید ابن حارثہ بطور گشت کے اُسطرف گئے۔ قوم مزینہ کی ایک عورت نے جسکا نام علیمہ تھا بنو سلیم کی کچھہ مخبری کی جس پر زید نے اُس محلہ کو گھیر لیا اُن کے اونٹ چھین لئے اور چند کو قید کر لیا جن میں علیمہ کا شوہر بھی تھا۔ مگر آنحضرت صلعم نے اُسکے شوہر کو چھوڑ دیا۔

سریہ عیص جمادی الاول سال ششم

عیص۔ ایک موضع ہے مدینہ سے چار میل پر۔

قریش مکہ کا ایک قافلہ جس میں تجارت وغیرہ کا سامان تھا شام سے آتا تھا آنحضرت صلعم نے زید ابن حارثہ کو بھیجا کہ قریش مکہ تک اُس سامان کو نہ جانے دے۔ زید گئے اور انھوں نے قافلہ کا مال واسباب چھین لیا اور چند آدمی قید کر لئے۔

سریہ طرف جمادی الآخر سال ششم

طرف۔ ایک چشمہ کا نام ہے مدینہ سے چھتیس میل۔

زید بن حارثہ پندرہ آدمیوں کے ساتھہ بطور گشت کے بنو ثعلبہ کی طرف گئے جو اعراب میں سے تھے مگر وہ لوگ بھاگ گئے اور اپنے اونٹ بھی چھوڑ گئے جن کو زید لیکر چلے آئے۔

سریہ حسمی جمادی الآخر سال ششم

حسمی۔ وادی القریٰ سے دو منزل ورے ہے اور وادی القریٰ مدینہ سے چھہ منزل ہے۔

بے ذمہ ہے

دحیہ ابن خلیفۃ الکلبی شام سے واپس آتے تھے جب ارض جذام میں پہونچے تو ہنید بن عوص اور اُسکے بیٹے نے اُنکو لوٹ لیا۔ دحیہ نے مدینہ میں آکر یہ حال بیان کیا اِس درمیان میں بنو نصیب نے جو رفاعہ کی قوم سے تھے اور مسلمان ہو چکے تھے ھنید پر حملہ کیا اور مال و اسباب واپس کر لیا۔ آنحضرت صلعم نے زید ابن حارثہ کو اُنکی سزا دہی کو مقرر کیا وہ گئے اور لڑائی میں ہنید اور اُسکا بیٹا مارا گیا اُن کا اسباب لوٹ لیا گیا اور کچھ لوگ قید ہوئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اِس ہنگامہ میں بنی نصیب کا بھی کچھ اسباب لوٹا گیا اور اُنکے کچھ آدمی بھی قید ہو گئے جب اُنھوں نے آنحضرت صلعم پاس آکر یہ حال بیان کیا تو آپ نے حضرت علی مرتضیٰ کو متعین کیا اُنھوں نے جاکر بنی نصیب کا سب مال و اسباب واپس دلا دیا اور قیدیوں کو چھوڑوا دیا۔

سریہ وادی القریٰ رجب سال ششم

وادی القریٰ۔ ایک میدان ہے مدینہ اور شام کے درمیان میں وہاں بہت سی بستیاں ہیں۔
زید ابن حارثہ کچھ آدمی لیکر بطور گشت کے اُسطرف گئے۔ وہاں کے لوگوں سے لڑائی ہوئی زید کے ساتھ کے آدمی جو مسلمان تھے مارے گئے اور زید بھی سخت زخمی ہوئے۔

سریہ دومۃ الجندل شعبان سال ششم

دومۃ الجندل کے لوگ ہمیشہ حملہ کا موقع تکتے تھے چنانچہ ہجرت کے چوتھے سال میں بھی اُنکے حملہ کا احتمال ہوا تھا اور خود آنحضرت نے کوچ فرمایا تھا۔ اِنھی اسباب سے اِس سال عبدالرحمن بن عوف کو سردار کر کے اُن لوگوں پر بھیجا اور کہا کہ کوئی دغا کی بات مت کرو اور خدا کی راہ میں لڑو اور کسی نابالغ بچے کو مت مارو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اگر وہ تیری اطاعت کر لیں تو اُن کے سردار کی بیٹی سے شادی کر لے (وہ لوگ عیسائی تھے اور اُنکی بیٹیوں سے شادی کرنا جائز تھا)

عرب میں قوموں کو اپنا پورا پورا ساتھی یا حمایتی بنا لینے کے صرف دو طریق سب سے عمدہ تھے ایک حلیف ہو جانا۔ دوسرا رشتہ مندی کر لینا۔ اسی پولیٹیکل مصلحت سے آنحضرت نے عبدالرحمن کو وہاں کے سردار کی بیٹی سے شادی کر لینے کی ہدایت کی تھی۔ اور یہی ایک بڑا سبب تھا کہ آنحضرت صلعم نے اپنی اخیر عمر میں متعدد قبیلہ کی

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

عورتون کو اپنے ازواج مطہرات میں داخل کیا تھا باوجودیکہ عالم شباب میں بجز ایک بیوی کے کوئی اور نہ تھی۔

بہرحال عبدالرحمن بن عوف وہان گئے تین دن قیام کیا اور اسلام کا وعظ کیا۔ گئے اور مسلمان ہو جانے کی انکو ہدایت کی اصبغ بن عمرو الکلبی جو وہان کا سردار اور عیسائی تھا مسلمان ہو گیا اور اُسکے ساتھ اور بہت سے آدمی مسلمان ہو گئے اور جو مسلمان نہیں ہوئے اُنھوں نے اطاعت اختیار کی اور جزیہ دینا قبول کر لیا۔

عبدالرحمن نے وہان کے سردار اصبغ کی بیٹی سے شادی کر لی اور اسی سے ابوسلمہ پیدا ہوئے۔

سریہ فدک شعبان سال ششم

فدک۔ ایک گانون ہے حجاز میں مدینہ سے دو منزل۔

آنحضرت صلعم کو خبر پہنچی کہ قبیلہ بنو سعد بن بکر لوگون کو جمع کر رہے ہیں اور خیبر کے یہود جو جلاوطن کیے گئے تھے انکو مدد دینے کا ارادہ کر رہے ہیں آنحضرت نے علی مرتضیٰ کو سو آدمی دیکر اُن پر روانہ کیا۔ علی مرتضیٰ نے اُن پر چھاپا مارا اور اُنکے سو اونٹ اور دو ہزار بکریان لوٹ لائے اور کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔

سریہ زید ابن حارثہ یا سریہ ابی ام قرفہ رمضان سال ششم

زید ابن حارثہ مسلمانون کا بہت سا مال لئے ہوئے تجارت کیلیے شام کی طرف گیا تھا۔ جب وہ وادی القریٰ میں پہونچے تو قوم فزارہ نے جو بنی بدر کی ایک شاخ ہے اور جنکے سردار ام قرفہ تھی جسکا نام فاطمہ بنت ربیعہ بن زید الفزاریہ تھا سب اسباب لوٹ لیا وہ مدینہ واپس پہنچے اور آنحضرت صلعم کو خبر کی آپ نے زید ہی کو اُنکے سزا دینے کو متعین کیا زید نے دفعتاً اُن پر چھاپہ مارا اور ام قرفہ اور اُسکی بیٹی کو پکڑ لیا قیس ابن مسحر نے جو زید کے لشکر میں تھے اُس ضعیف عورت ام قرفہ کو نہایت بُری طرح سے مار ڈالا اُسکا ایک پاون ایک اونٹ سے اور دوسرا پاؤن دوسرے اونٹ سے باندھکر اونٹون کو مختلف سمت میں ہانکا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے۔

تاریخون سے یہ بات قابل اطمینان نہیں معلوم ہوتی کہ ام قرفہ کے مار ڈالے جانے کے بعد اُسکے پاؤن اونٹون سے باندھے تھے یا وہ زندہ تھی اور اونٹوں کے پاؤں سے باندھکر چلوایا تھا۔

مورخین نے اسکا ذکر بھی فروگذاشت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس بیرحم واقعہ کو اگر درحقیقت وہ

مشرکون سے

ہوا تھا سنکر کیا فرمایا حضور قیس ابن محسر پر نہایت درجہ خفگی فرمائی ہوگی کیونکہ عموماً آپ کی یہ نصیحت تھی کہ عورتیں اور بچے نہ مارے جاویں۔

معتاد اس سریہ کے متعلق ایسی مختلف روایتین ہیں جس میں سے کسی پر بھی اعتماد نہیں ہو سکتا کامل ابن اثیر میں لکھا ہے کہ اس سریہ کے سردار حضرت ابوبکر تھے اور سلمۃ بن الاکوع لڑے تھے اور اُس میں ایک ضعیف عورت معہ اُسکی بیٹی کے پکڑے جانیکا ذکر ہو گر اُسکے ماری جانیکا ذکر نہین۔ اُس کا نہ مارا جانا زیادہ تر یقین کے قابل ہے کیونکہ صحیح مسلم میں جو حدیث کی نہایت معتبر کتاب ہے اور بخاری کے برابر سمجھی جاتی ہے اُس عورت کا پکڑا جانا بیان ہوا ہے مگر مارے جانے کا ذکر نہیں ہے۔

پھر ایک روایت میں ہے کہ اُسکی بیٹی حزن بن ابی وہب کو دیدی گئی اور اس سے عبداللہ بن حزن پیدا ہوے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ لڑکی آنحضرت صلعم نے لیلی اور اُسکو مکہ میں بھیجدیا اور اُسکے بدلے میں چند مسلمانون کو جو قریش مکہ کے پاس قید تھے چھوڑا لیا۔

غزوۂ ابن رواحہ شوال سال ششم

ابو رافع سلام بن ابی الحقیق یہودی کے مرنے یا مارے جانے کے بعد جسکا ذکر ہم نے بہ تحت غزوہ عبداللہ ابن عتیک کیا ہے اُسیر ابن رزام یہودی یہودیون کا سردار قرار پایا۔ اُس نے غطفان کے یہودیون کو اپنے ساتھ ملایا اور لڑائی کی طیاری کی۔ آنحضرت صلعم کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے عبداللہ ابن رواحہ کو معہ تین اور آدمیوں کے اس خبر کی تحقیق کرنیکو بھیجا۔ جب عبداللہ واپس آئے تو آپ نے تیس آدمی اُنکے ساتھ کئے اور اُسیر ابن رزام پاس روانہ کیا۔ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ اُنکا بھیجنا کسی معاہدہ یا صلح یا اور کسی قسم کی گفتگو کے لیے تھا نہ لڑائی کے لئے کیونکہ لڑائی کے لئے تیس آدمی نہیں بھیجے جا سکتے تھے عبداللہ ابن رواحہ نے اُس سے گفتگو کی اور وہ آنحضرت صلعم پاس آنے پر اس لالچ میں راضی ہوا کہ خیبر کی سرداری اُسکو مل جاوے وہ بھی تیس آدمی اپنے ساتھ لیکر چلا یہ سب اونٹوں پر سوار ہو کے چلے یہودی آگے اور مسلمان اُنکے پیچھے بیٹھے جب قرقرہ میں پہونچے تو اُسیر کے دل میں کچھ شبہ ہوا جیسا کہ زادالمعاد میں لکھا ہے اور اُسنے عبداللہ کی تلوار پر ہاتھ ڈالا عبداللہ کو بھی شبہ ہوا اور وہ اونٹ پر سے کود پڑے اور اُسکے پاؤن پر

وَرَسُوْلَهٗ

تلوار ماری اُسپر بھی کودپڑا اور رخار دار سونٹا عبد کے موہنہ پر مارا وہ زخمی ہوئے اُس ہنگامہ کو دیکھکر ہر ایک مسلمان نے اپنے ساتھی پر حملہ کیا اور مار ڈالا۔

سریہ عرنین شوال سال ششم

عرنہ۔ مدینہ کے میدانون میں سے ایک میدان میں ایک باغ تھا جسکا یہ نام ہے۔

چند کسان عکل اور عرنہ کے آنحضرت صلعم پاس آئے نہایت مفلس اور تباہ حال اور بیمار تھے شاید استسقا کی بیماری تھی جسکا علاج اونٹ کا دودہ اور پیشاب پینا اور جہان اونٹ بندہتے ہوں وہیں پڑے رہنا تھا۔ اونھون نے جھوٹ بیان کیا کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں ہماری مدد کرو۔ آنحضرت نے اپنی چند اونٹنیان اور چرواہے اُنکے ساتھ کر دیے مگر جب وہ حرہ کے مقام پر پہونچے اُن لوگون نے جیسا کہ صحیح مسلم میں بیان ہوا ہے اُن چرواہون کی آنکھین پھوڑ دین اور اُنکو بُری طرح پر مار ڈالا اور اونٹنیان لیکر چلدیے۔

جب آنحضرت صلعم کو خبر پہونچی اُنکے تعاقب میں لوگ بھیجے گئے جنکا سردار کرز بن جابر تھا وہ پکڑے گئے اُنکی بھی آنکھیں پھوڑی گئیں اور ہات پاؤن کاٹ کر ڈالدیئے گئے کہ وہ مر گئے۔ بخاری میں ہے کہ اسکے بعد آپ نے مثلہ کرنے سے منع کیا٭

یہ کہنا مشکل ہے کہ جس طرح اُن لوگون نے چرواہوں کو مارا تھا اُسی طرح وہ کس کے حکم سے مارے گئے مگر اس بات کی بہت سی دلیلین ہیں کہ ابتدائی زمانہ اسلام میں جن امور کی نسبت کوئی خاص حکم نازل نہیں ہوتا تو اکثر یہودی شریعت کے مطابق عمل کیا جاتا تھا اسکی بہت سی مثالین موجود ہیں۔ توریت میں لکھا ہے کہ "و اگر اذیت دیگر رسیدہ باشد آنگاہ جان عوض جان باید داد و چشم بعوض چشم و دندان بعوض دندان دست بعوض دست پا بعوض پا سوختن بعوض سوختن زخم بعوض زخم لطمہ بعوض لطمہ (سفر خروج باب ٢١- آیت ٢٣ و ٢٤ و ٢٥) غالباً اسی خیال سے اُن لوگون نے بطور قصاص کے اُن کو اسیطرح مارا جسطرح کہ اُن لوگون نے چرواہون کو مارا تھا۔

سریہ عمرو بن امیہ شوال سال ششم

ابو سفیان ابن حرب نے مکہ سے ایک آدمی مدینہ میں بھیجا کہ کسی بہانہ سے آنحضرت صلعم کو قتل کر دے وہ معہ خنجر

٭ بہت سے علما قایل ہیں کہ رسول اللہ کا یہ فعل قرآن کے رو سے منسوخ ہوا مگر امام شافعی ایک دوسری حدیث سے اسکا منسوخ ہونا ثابت کرتا ہے دیکھو تفسیر کہ اس آیت کے متعلق "انما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ"

ش

اور اُسکا رسول

جو اُسکے پاس چھپا ہوا تھا پکڑا گیا۔ مگر آنحضرت نے اس شرط پر کہ سچ حال بتا دے اسکو امن دیا چنانچہ اُس نے بتا دیا اور اُسکو چھوڑ دیا کہ وہ مکہ چلا گیا مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ اُسپر آنحضرت صلعم نے ابی سفیان کے قتل کے لئے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم کو متعین کر کے بھیجا وہ مکہ میں پہونچے لیکن اُن کا وہاں جانا کھل گیا لوگ اُن پر دوڑے مگر وہ وہاں سے بچ کر نکل آئے۔

غزوہ حدیبیہ ذیقعدہ سال ششم

حدیبیہ۔ ایک گاؤن ہے اور اُس گاؤن میں اس نام کا ایک کنوان ہے اسی کنوئین کے نام سے وہ گاؤن مشہور ہو گیا ہے یہان سے مکہ ایک منزل ہے۔

اِس سال آنحضرت صلعم نے مکہ میں جا کر حج و عمرہ ادا کرنے کا ارادہ کیا اور کسی سے لڑنے کا مطلق ارادہ نہ تھا قربانی کے لئے اونٹ اپنے ہمراہ لئے تھے اور کل آدمی جو ساتھ تھے اُنکی تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔ جب آنحضرت صلعم حدیبیہ کے مقام پر پہونچے تو قریش مکہ کو اندیشہ ہوا اور مکہ میں آنے سے روکا دونون طرف سے پیغام سلام ہوے اور لوگ آئے گئے مگر قریش نے نہ مانا آخر کار آنحضرت صلعم نے حضرت عثمان رضہ کو قریش مکہ پاس بھیجا قریش اُنکی فہمایش پر بھی راضی نہ ہوے بلکہ اُنکو بھی قید کر رکھا۔

آنحضرت صلعم کو خبر پہونچی کہ حضرت عثمان رضہ کو قتل کر ڈالا اس پر آنحضرت نے لڑنے کا ارادہ کیا اور سب لوگون سے لڑنے پر اور مارنے مرنے پر بیعت لی۔ یہ بیعت ایک درخت کے نیچے لی گئی تھی اور بیعۃ الرضوان کے نام سے مشہور ہے مگر بعد کو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضہ کے قتل ہونے کی جو خبر مشہور ہوئی تھی وہ غلط تھی۔

اِسکے بعد قریش مکہ نے سہیل ابن عمرو کو صلح کا پیغام دیکر بھیجا اور صلح اس بات پر منحصر تھی کہ اس سال آنحضرت صلعم مکہ میں حج اور عمرہ کو نہ آوین اور واپس چلے جاوین۔ بعد لمبی گفتگو کے آنحضرت صلعم اس پر راضی ہو گئے اور حضرت علی مرتضیٰ کو عہد نامہ لکھنے کو بلایا۔ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سہیل نے کہا کہ ہم تو اسکو نہیں جانتے صرف یہ لکھو "باسمک اللھم" آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہی لکھو پھر آنحضرت صلعم نے حضرت علی مرتضیٰ کو فرمایا کہ لکھو "ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ" سہیل نے کہا کہ اگر ہم اس بات کو قبول کرتے کہ آپ خدا کے رسول ہیں تو آپ سے لڑتے ہی کیوں آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھوائیے آنحضرت نے

فَإِنْ تُبْتُمْ

فرمایا کہ لکھو "ھذا ما صالح علیہ محمد بن عبد اللہ"۔ غرضکہ اس سال واپس چلے آنے کے علاوہ اس بات پر صلح ہوئی کہ دس برس تک لڑائی موقوف رہے سب لوگ امن میں رہیں اور لڑائی نہ ہو۔ اور یہ بھی معاہدہ ہوا کہ اگر کوئی شخص قریش مکہ میں کا بلا اجازت اپنے ولی کے آنحضرت پاس چلا آئے تو آپ اُسکو قریش مکہ کی پاس بھیجدینگے۔ اور اگر آنحضرت کے ساتھی قریشیوں میں سے کوئی شخص مکہ میں قریشیوں کے پاس چلا جاوے تو اُسکو قریش مکہ واپس نہیں دینے کے۔ بہرحال دونوں طرف سے عہدنامہ کی تصدیق ہوگئی آنحضرت نے اُسی مقام پر قربانی کے اونٹ ذبح کئے اور ارادہ حج وعمرہ موقوف کیا اور مدینہ کو واپس تشریف لے گئے۔

غزوہ خیبر جمادی الآخر سال ہفتم

خیبر۔ ایک معروف و مشہور بہت بڑا شہر ہے اور اُس میں متعدد قلعے نہایت مستحکم تھے۔ مدینہ سے آٹھ منزل شام کی طرف ہے۔

اہل خیبر جن میں وہ تمام یہودی بھی جا ملے تھے جو مدینہ سے جلاوطن کئے گئے تھے ہمیشہ مسلمانوں سے لڑنے کی تیاریاں کرتے رہتے تھے اور اُنھوں نے بنی اسد اور بنی غطفان کو اپنا حلیف کر لیا تھا اور اپنے مضبوط قلعوں پر نازاں تھے جب اُن لوگوں کی آمادگی جنگ نے زیادہ شہرت پائی تو آنحضرت صلعم نے اِس فساد کے مٹانے کا ارادہ کیا اور مدینہ سے معہ لشکر کے خیبر کی طرف کوچ کیا۔ بنی اسد جنکا سردار طلیحہ بن خویلد اسدی تھا اور بنی غطفان جنکا سردار عیینہ بن حصن بن بدر فزاری تھا خیبر والوں کی مدد کو پہونچے خیبر والوں کے پاس *دس مستحکم قلعے تھے اور ان سب نے اپنے قلعوں کو بند کر لیا اور لڑائی پر مستعد ہوگئے۔ آنحضرت صلعم بھی معہ لشکر کے وہان پہونچے اور ایک مہینے تک لڑائی جاری رہی۔ سب سے پہلے حصن ناعم فتح ہوا اور پھر بعض اور قلعے بھی فتح ہوئے اِس درمیان میں بنی اسد اور بنی غطفان خیبر والوں سے علٰحدہ ہوگئے اور صرف اہل خیبر برابر لڑتے رہے۔ اور سخت لڑائیاں ہوتی رہیں حصن الوطیح اور حصن السلالم نہایت مضبوط قلعے تھے جنکو حضرت علی مرتضیٰ نے فتح کیا۔ اُسوقت یہودیوں نے امن چاہا اور تین امر پر صلح ہوئی کہ تمام اہل خیبر کو اور اُنکے اہل وعیال کو جان کی امان دی جاوے۔ دوسرے یہ کہ تمام اہل خیبر اپنا مال واسباب بطور معاوضہ جنگ کے دیدیں لیکن اگر کوئی شخص اپنا مال چھپا رکھے تو اُس سے یہ معاہدہ یعنی جان کی

*حصن نطاۃ۔ حصن الصعب۔ حصن ناعم۔ حصن قلعۃ الزبیر۔ حصن الشق۔ حصن ابی۔ حصن البراء۔ حصن القموص۔ حصن الوطیح۔ حصن السلالم یا حصن بنی ابی الحقیق۔

پھر اگر توبہ کرو تم

اور اہل وعیال کی امن کا قایم نہ رہیگا۔ تیسرے یہ کہ تمام زمینین خیبر کی اُنکی ملکیت نہ رہین گی۔ مگر وہ لوگ اپنے گھرون مین آباد رہیں گے اور زمینون پر بھی قابض رہین گے اور اُن کی پیداوار کا نصف حصہ بطور خراج کے دیا کرینگے۔ اور کسی بدعہدی پر آنحضرت صلعم کو اختیار ہوگا کہ اُنکو جلاوطن فرماوین صرف کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نے مال کے دینے میں دغابازی کی اور نہایت بیش قیمت مال چھپا رکھا جو کہ بعد تلاش کے دستیاب ہوا وہ مارا گیا اور اُس کے اہل وعیال قیدی ہو گئے۔

غزوہ وادی القریٰ جمادی الآخر سال ہفتم

جب آنحضرت صلعم نے خیبر سے مراجعت کی تو وادی القریٰ میں پہونچے اور وہان چار دن ٹھیرے اور اہل تیما نے اسلام قبول نہیں کیا اور جزیہ دینے پر صلح کر لی۔

سریہ تربہ شعبان سال ہفتم

تربہ۔ مکہ کے قریب دو منزل پر ایک جگہہ ہے۔

حضرت عُمرؓ تیس آدمی لیکر اس طرف کو گئے مگر وہان کے لوگ بھاگ گئے کوئی نہین ملا اور حضرت عمرؓ واپس آ گئے۔

سریہ حضرت ابُوبکرؓ شعبان سال ہفتم

اس سریہ میں حضرت ابوبکرؓ کچھ آدمی لیکر بنی کلاب کی طرف گئے کچھ خفیف سی لڑائی ہوئی کچھ آدمی مرے کچھ قید ہو گئے۔

سریہ بشیر ابن سعدؓ شعبان سال ہفتم

اس سریہ میں بشیر ابن سعدؓ بنی مرہ پر جو فدک میں رہتے تھے تیس آدمی لیکر گئے اور خفیف لڑائی کے بعد واپس آ گئے۔

سریہ غالب ابن عبداللہ اللیثی رمضان سال ہفتم

یہ سریہ نجد کی طرف منقعہ پر جو مدینہ سے آٹھ منزل ہی بھیجا گیا تھا اور دو سو تیس آدمی لشکر مین تھے مگر وہان بہت ہی خفیف سی لڑائی ہوئی اور پھر لوگ واپس آ گئے۔

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

سریہ اسامۃ بن زید رمضان سال ہفتم

یہ سریہ خربہ کی طرف بھیجا گیا تھا جو ضریہ کی طرف ہے۔ یہان کسی سے لڑائی نہین ہوئی مگر ایک شخص اُسامہ کو ملا جسپر اُنھون نے تلوار کھینچی مگر اُس نے کلمہ پڑھا اور کہا لا الہ الا اللہ مگر اُسامہ نے اُسکو مار ڈالا۔ اور آنحضرت صلعم نے اُسپر اس بات پر نہایت خفگی ظاہر فرمائی۔

سریہ بشیر ابن سعد الانصاری شوال سال ہفتم

یہ سریہ یمن اور جبار جسکو فرارہ اور عذرہ کہتے ہیں اور بنی غطفان سے علاقہ رکھتے ہیں جو خیبر والون کے ساتھ لڑائی مین شریک ہوے تھے بھیجا گیا تھا مگر وہان کے لوگ بھاگ گئے اور انکا مال و اسباب ہاتھ آیا اور صرف دو آدمی قید کیے گئے۔

بعد اسکے آنحضرت صلعم مکہ میں تشریف لے گئے اور عمرہ قضا ادا کیا۔

سریہ ابن ابی العوجاء السلمی ذیحجہ سال ہفتم

یہ سریہ بنی سلیم کی طرف بھیجا گیا تھا وہان سخت لڑائی ہوئی اور دشمن چارون طرف سے ٹوٹ پڑے اور سب لوگ مارے گئے اور ابن ابی العوجاء بھی زخمی ہوے اور مُردون میں پڑے رہ گئے اور پھر اُن میں سے اُٹھا لائے گئے۔

سریہ غالب بن عبد اللہ اللیثی صفر سال ہشتم

یہ سریہ بنی الملوح پر جو کدید میں رہتے تھے کیا گیا تھا۔ وہان کچھ لڑائی نہیں ہوئی مگر کچھ اسباب ہاتھ آیا۔

اسی مہینہ میں خالد بن الولید اور عثمان بن ابی طلحہ اور عمرو بن العاص مکہ سے مدینہ مین چلے آئے اور مسلمان ہو گئے۔

سریہ غالب بن عبد اللہ صفر سال ہشتم

یہ سریہ بھی فدک کی جانب بھیجا گیا تھا اُنھین لوگون پر جنپر بشیر ابن سعد بھیجے گئے تھے اُن سے لڑائی ہوئی کچھ لوگ مارے گئے اور کچھ اسباب لوٹ لیا گیا۔

سریہ شجاع بن وہب الاسدی ربیع الاول سال ہشتم

یہ سریہ ذات عرق کیطرف بھیجا گیا تھا جو مدینہ سے پانچ منزل ہے اور جہان ہوازن نے لوگ جمع کیے تھے۔ وہان کچھ لڑائی نہیں ہوئی مگر اُن کے اونٹ لوٹ لائے۔

تو وہ بہتر ہے تمہارے لئے

سریہ کعب ابن عمیر الغفاری ربیع الاول سال ہشتم

یہ سریہ ذات اطلاع کی طرف بھیجا گیا تھا جو ذات القریٰ کے قریب ہے۔ ذات اطلاع میں نہایت کثرت سے لوگ لڑنے کیلئے جمع تھے نہایت سخت لڑائی ہوئی اور جو لوگ بھیجے گئے تھے وہ سب مار ڈالے گئے جب یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو ایک بڑا لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ لوگ اور سمت کو چلے گئے۔

سریہ موتہ یا سریہ زید ابن حارثہ جمادی الاول سال ہشتم

موتہ۔ ایک قصبہ ہے شام کے علاقہ میں دمشق سے ورے۔

آنحضرت صلعم نے حارث بن عمیر الازدی کو ہرقل شہنشاہ روم کے نام ایک خط دیکر بصرے کو روانہ کیا تھا جب کہ وہ موتہ میں پہونچے تو شرحبیل بن عمرو الغسانی نے تعرض کیا اور انکو مار ڈالا۔ اس پر آنحضرت صلعم نے تین ہزار آدمیوں کا لشکر جس کے سردار زید ابن حارثہ تھے موتہ پر روانہ کیا وہاں نہایت سخت لڑائی ہوئی اور زید ابن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ جنکے ہاتھ میں فوج کا نشان تھا یکے بعد دیگرے لڑکر مارے گئے اُس پر فوج کا نشان خالد بن ولید نے لیا اور نہایت سخت لڑائی کے بعد خالد نے فتح پائی اس لڑائی میں تمام عیسائی قومیں جو اُس نواح میں رہتی تھیں شامل تھیں اور ہرقل کی فوج بھی جو اُس زمانہ میں روم یعنی قسطنطنیہ کا شہنشاہ تھا اور تمام صوبہ شام پر اُس کی حکومت تھی اور اُسی زمانہ میں فارس کو بھی فتح کرچکا تھا اُن لوگوں کے ساتھ لڑائی میں شریک تھے۔

سریہ عمرو ابن العاص جمادی الآخر سال ہشتم

یہ سریہ ذات السلاسل کے نام سے مشہور ہے سلسل ایک چشمہ کا نام تھا وادی القریٰ کے نزدیک مدینہ سے دس منزل پر۔

بنی قضاعہ نے کچھ لوگ لڑنے کیلئے جمع کئے تھے۔ جب یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو آپ نے عمرو بن العاص کو تین سو آدمی دیکر اُس طرف روانہ کیا جب وہ سلاسل کے قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ دشمنوں نے بہت کثرت سے لوگ جمع کئے ہیں اُسکی خبر آنحضرت کو بھیجی آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو بھی روانہ کیا اور دو سو آدمی اور بھیجے۔ مگر بنی قضاعہ آخر کار بھاگ گئے اور جمعیت متفرق ہوگئی۔

وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ

سریہ ابی عبیدہ ابن جراح رجب سال ہشتم

اس سریہ کا نام سریہ خبط بھی ہے۔ کیونکہ اُس میں بسبب نہ رہنے رسد کے خبط کو جو غالباً کسی درخت کا پھل ہے پانی میں بھگو کر کھایا تھا۔ اسی سریہ میں لوگون کو دریا کے کنارے سے ایک بڑی مچھلی ہاتھ آگئی تھی جسکو لوگون نے کئی دن تک کہایا تھا۔ بخاری نے اِس غزوہ کا نام سیف البحر بیان کیا ہے مگر تمام تاریخون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سریہ سیف البحر جو سال اول میں ہوا تھا وہ علیحدہ سریہ ہے اور یہ علیحدہ سریہ ہے۔

اِس سریہ میں تین سو آدمی تھے اور دریا کے کنارہ پر چند روز ٹھیرے رہے کسی سے کچھ لڑائی نہیں ہوئی اور سب لوگ واپس آ گئے۔

سریہ ابی قتادۃ الانصاری شعبان سال ہشتم

اس سریہ میں صرف پندرہ آدمی تھے اور بمقام خضرہ جو نجد میں ہے بنی غطفان کے لوگون کی طرف بھیجا گیا تھا کچھ لڑائی ہوئی اور کچھہ لوگ قید کر لئے گئے اور دو سو اونٹ اور ہزار بکریاں غنیمت میں ہاتھہ آئیں۔

سریہ ابی قتادۃ رمضان سال ہشتم

اِس سریہ میں صرف آٹھہ آدمی تھے اور بطن اضم کی طرف بھیجا گیا تھا جو ایک چشمہ ہے درمیان مکہ اور یمامہ کے اور مدینہ سے تین منزل ہے۔

یہ سریہ صرف اِس لئے بھیجا گیا تھا کہ قریش مکہ کی کچھہ خبر ملے اور نیز مکہ والے خیال کرین کہ آنحضرت صلعم اُس طرف تشریف لیجاوینگے حالانکہ آنحضرت صلعم کا ارادہ قریش پر حملہ کرنے کا تھا۔ اُن آٹھہ آدمیون میں محلم بن جثامہ بھی تھا اُس سے ایک شخص نے آنکر مسلمانون کی طرح سلام علیک کی اُس نے اُسکو مار ڈالا اِسپر خدا تعالی کی خفگی ہوئی اور حکم ہوا کہ جو کوئی مسلمانون کی طرح سلام علیک کرے اُسکو کافر نہ سمجھو بعض کتابون میں اس سریہ کو ابن ابی حدرد کی طرف منسوب کیا ہے مگر وہ صحیح نہیں ہے۔

غزوہ فتح مکہ رمضان سال ہشتم

حدیبیہ میں جو قریش مکہ سے صلح ہوئی تھی اور یہ بات ٹھیری تھی کہ دس برس تک آپس میں لڑائی نہ ہو اور امن رہے تو اُس وقت یہ بھی معاہدہ ہوا تھا کہ جو قومیں چاہیں اس معاہدہ میں آنحضرت صلعم کے ساتھہ شریک ہو جائیں اور جو قومیں چاہیں

اور اگر تم روگردانی کرو یعنی توبہ سے

قریش کے معاہدہ میں داخل ہو جائیں - بنو خزاعہ جو مسلمان ہو گئے تھے یا اسلام کی طرف راغب تھے آنحضرت صلعم کے ساتھ معاہدہ میں شریک ہوئے اور بنو بکر قریش کے معاہدہ میں داخل ہوئے - اسلام سے پہلے اِن دونوں قوموں میں نہایت عداوت اور جنگ و جدل تھی مگر شروع زمانہ اسلام میں وہ جنگ و جدل موقوف ہو چکی تھی اِس معاہدہ کے بعد بنو بکر نے اور اُنکے ساتھ قریش نے اُس معاہدہ کو توڑ دیا اور نوفل بن معاویہ الدیلمی ایک جماعت لیکر نکلا اور بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور کچھ آدمی مارے گئے اور باہم لڑائیاں ہوتی رہیں - قریش کے نے علانیہ بنو بکر کو ہتھیاروں کے بھیجنے سے مدد کی اور قریش کے لوگ بھی خفیہ جا کر لڑائی میں شریک ہوئے منجملہ اُنکے صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبد العزیٰ اور مکرز بن حفص بھی تھا بنو خزاعہ نہایت عاجز ہو گئے اور اُنھوں نے حرم کعبہ میں پناہ لی اور نوفل نے وہاں بھی اُن کا تعاقب کرنا چاہا - بنو بکر کے قبیلہ کے لوگوں نے نوفل سے کہا کہ اللہ کے حرم کا پاس کرنا ضرور ہے نوفل نے کہا کہ آج کے دن خدا کوئی چیز نہیں ہے ہمکو اپنا بدلہ لینا چاہیے بنو خزاعہ نے لاچار بدیل بن ورقا کی پناہ لی اور ایک شخص عمرو بن سالم آنحضرت صلعم کے پاس آیا اور عہد کے توڑنے کے حالات بیان کئے اور بنی خزاعہ کی امداد کا خواہاں ہوا آنحضرت صلعم نے لشکر کے جمع کرنے کا حکم دیا اور قریش سے لڑنے اور اُنکو اُنکی عہد شکنی کی سزا دینے کو آمادہ ہوئے - یہ خبر سنکر ابو سفیان مدینہ میں آیا اور یہ بات چاہی کہ اُس عہد شکنی سے درگذر کی جاوے اور پھر نیا عہد نامہ کیا جاوے - آنحضرت صلعم نے منظور نہ فرمایا غالبا اسکی وجہ یہ تھی کہ قریش نے بنو خزاعہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا تھا اور اُن پر بے انتہا زیادتی کی تھی پس ممکن نہیں تھا کہ اُس ظلم سے درگذر کی جاتی اور اُس کی سزا نہ دی جاتی اور تمام خونریزی سے جو بنی خزاعہ سے کی تھی درگذر کر کے نیا عہد نامہ کیا جاتا -

تاریخوں میں لکھا ہے کہ جب ابو سفیان کو معلوم ہوا کہ قریش کو ضرور لشکر کشی ہوگی اور آنحضرت صلعم کے لشکر کو دیکھ کر وہ حیران ہو گیا تو اُسکو یقین ہوا کہ قریش مارے جاوینگے اور مکہ فتح ہو جاویگا غالبا اِسی خوف سے اُس نے اپنا مسلمان ہو جانا بھی ظاہر کیا اور شاید دل میں بھی باتیں سننے سے اور حضرت عباس کی نصیحت سے کچھ کچا پکا مسلمان ہو بھی گیا ہو مگر جب وہ مکہ کو واپس جانے لگا تو آنحضرت صلعم نے اُس سے کہدیا کہ لڑائی کے زمانہ میں جو شخص تیرے گھر میں پناہ لیگا اُسکو امن دیا جاویگا -

فاعلموا

غرضکہ آنحضرت صلعم نے کوچ فرمایا اور تمام لشکر روانہ ہوا جب لشکر قریب مکہ کے پہونچا تو آنحضرت صلعم نے مشتہر کردیا اور مکہ میں بھی لوگون نے مشتہر کیا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لیگا اور جو شخص حرم کعبہ میں پناہ لیگا اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے اپنے گھر میں بیٹھا رہیگا اُن سب کو امن دیا جاویگا مگر نو آدمیون کے نام بتا ے کہ وہ قتل کیے جاوینگے اُن نو آدمیون کے یہ نام ہیں۔ (۱) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (۲) عکرمہ بن ابی جہل (۳) عبدالعزیٰ بن خطل (۴) الحارث بن نفیل بن وہب (۵) مقیس بن صبابہ (۶) ہبار ابن الاسود (۷ و ۸) دو گانے والی عورتین ابن خطل کی (۹) سارہ مولاۃ بنی عبدالمطلب۔

غرضکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فتح عظیم عنایت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ فتح و نصرت مکہ میں داخل ہوے۔ جو تکلیفین کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھین اُنکے سبب لوگون کو خیال تھا کہ آنحضرت صلعم اُنکے ساتھ کیا کرینگے مگر آنحضرت صلعم نے سب لوگون کو امن دیا اور کسی سے بدلا نہیں لیا اور ایک ایسا فصیح اور بلیغ اور رحم کا بھرا ہوا خطبہ پڑھا کہ جو زمانہ میں یادگار رہیگا۔

جن نو آدمیون کے قتل کا حکم دیا تھا اُن میں سے ابن ابی سرح کو حضرت عثمان لیکر آئے اور امن کی درخواست کی اُس کو امن دیا اور وہ مسلمان ہوگیا۔ عکرمہ بن ابی جہل کو جو مفرور ہوگیا تھا امن دینے کیلیئے اُس کی جورو نے عرض کیا آپ نے اُس کو بھی امن دیا وہ واپس آیا اور مسلمان ہوگیا۔ ہبار ابن الاسود بھی بھاگ گیا تھا اور یہ وہ شخص تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب کو دھکا دیا تھا اور وہ ایک پتھر پر گر پڑی تہیں اور اسقاط حمل ہوگیا تھا اُس کو بھی آنحضرت صلعم نے امن دیا اور سارہ اور اُن دو گانے والیون میں سے ایک کو بھی آنحضرت صلعم نے امن دیا اور وہ دونون مسلمان ہوگیئن۔ اور اُنمین سے صرف چار شخص مارے گئے۔ ایک ابن خطل۔ ایک الحارث۔ ایک مقیس۔ اور ایک اُن دونون گانے والیون میں سے۔ عبداللہ ابن خطل پہلے مسلمان ہوگیا تھا پہر مرتد ہوگیا اُس نے حالت اسلام میں ایک مسلمان غلام کو مار ڈالا تھا اور اُس کا خون اُسپر تھا۔ اور مقیس بن صبابہ بھی پہلے مسلمان ہوگیا تھا پھر مرتد ہوگیا تھا اور کافرون سے جا ملا تھا اور اُس نے ایک انصاری کو مار ڈالا تھا اور اُسکا خون اُس پر تھا۔ الحارث اور اُن دونون گانیوالیون میں سے ایک گانیوالی کے مارے جانے کی وجہ ہکو

توجان لو کہ

معلوم نہیں ہوئی بعض علمار سے میں نے سنا کہ ان دونوں کو بھی بعوض کسی خون کے قصاصاً مار ڈالا گیا الّا ہم کو کہیں اسکی تصریح نہیں ملی مگر یقین ہے کہ ان دونوں پر کوئی ایسا جرم تھا کہ جس کی سزا بجز قتل کے اور کچھ نہ تھی خصوصاً ان دوگانے والیوں میں سے ایک کے مارے جانے کی ضرور کوئی ایسی وجہ ہو گی جس سے اسکا قتل کرنا لازمی ہوگا کیونکہ آنحضرت صلعم کی ہمیشہ ہدایت تھی کہ کوئی عورت بجز قصاص کے اور کسی طرح پر نہ ماری جاوے۔

فتح مکہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی" فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا" جس نے تمام انسانوں کو لونڈی اور غلام ہونے سے آزادی دی ہے اور لڑائی کے تمام قیدیوں کی جانوں کو بچایا ہے کہ اسکے بعد الٰہی کا کوئی قیدی قتل نہیں ہوسکتا اور کوئی قیدی زن و مرد لڑکا اور لڑکی لونڈی اور غلام نہیں بنائے جاسکتے اور لڑائی کے قیدیوں کے ساتھ بجز اسکے کہ ان پر احسان کرکے یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا جاوے اور کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام کے لئے یہ ایک ایسا فخر ہے کہ کسی اور مذہب کے لئے نہیں ہے۔

سریہ خالد بن الولید رمضان سال ہشتم

فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلعم نے خالد بن ولید کو عزیٰ بت کے توڑنے کے لئے جو بنی کنانہ کا بت تھا بھیجا اور وہ توڑ کر چلے آئے۔

سریہ عمرو ابن العاص رمضان سال ہشتم

سواع جو ہذیل کی قوم کا ایک بت مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا اسکے توڑنے کو عمرو ابن العاص مقرر ہوئے اور وہ توڑ کر چلے آئے۔

سریہ سعد ابن یزید الاشہلی رمضان سال ہشتم

مناۃ جو ایک نہایت مشہور بت ہے بنی اوس اور خزرج کا مسلل میں تھا اسکے توڑنے کو آنحضرت صلعم نے سعد کو مقرر کیا اور وہ بیس سوار لیکر وہاں گئے اور اس کو توڑ کر چلے آئے۔

ان بتوں کے توڑنے کے وقت کے جو قصے کتابوں میں لکھے ہیں وہ محض کہانیاں ہیں اور نہ انکی

آنکم

کوئی معتبر سند ہے اور مطلق اعتبار کے لائق نہیں ہے۔

سریہ خالد ابن ولید شوال سال ہشتم

جب کہ خالد ابن ولید عزیٰ بت کو توڑ کر مکہ میں واپس آئے تو آنحضرت صلعم نے تین سو پچاس آدمیوں کے ساتھ انکو بنی جذیمہ کی طرف اسلام کی ہدایت کرنے کے لئے بھیجا لڑنیکے لئے نہیں بھیجا تھا۔ مگر بنی جذیمہ پہلے سے مسلمان ہو گئے تھے اور انھوں نے ایک آدھ مسجد بھی اپنے ہاں نماز پڑھنے کے لئے بنائی تھی مگر وہ ہتھیار بند ہو کر مقابلہ میں آئے جب ان سے پوچھا کہ تم مسلح ہو کر کیوں آئے ہو تو انھوں نے کہا کہ عرب کی ایک قوم سے اور ہم سے دشمنی ہے ہم کو خوف ہوا کہ وہی قوم ہم پر چڑھکر نہ آئی ہو ان سے کہا گیا کہ ہتھیار رکھدو انھوں نے ہتھیار رکھدیئے۔

جب ان سے پوچھا گیا تھا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو تو انھوں نے بجاے اسکے کہ کہتے "اسلمنا" انھوں نے کہا "صبانا صبانا" اس کہنے سے ان کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے اپنا پہلا مذہب چھوڑ دیا ہے لیکن جب کوئی مسلمان اس لفظ کو کہے تو اسکا مطلب یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہم کافر ہو گئے ہیں چنانچہ مسلمانوں نے یہی اس بات کا مطلب سمجھا اور ان کو قید کر لیا اور رات کے وقت مسلمانوں کے ہر گروہ نے علٰحدہ علٰحدہ چند چند قیدی اپنی اپنی حفاظت مین کر لئے صبح کو خالد ابن ولید نے حکم دیا کہ جس کے پاس جو قیدی ہیں انکو مار ڈالے ۔بنو سلیم کے پاس جتنے قیدی تھے انھون نے انکو مار ڈالا مگر مہاجرین اور انصار کے پاس جسقدر قیدی تھے انھون نے قتل نہیں کیا بلکہ ان سب کو چھوڑ دیا جب یہہ خبر آنحضرت صلعم کے پاس پہونچی تو آپ خالد ابن ولید کے کام سے نہایت ناراض ہوے اور آپ نے فرمایا کہا اے خدا جو کچھ خالد نے کیا میں اس سے بری ہون اور حضرت علی مرتضیٰ کو مقرر فرمایا کہ جو لوگ مارے گئے ہیں ان کی دیت ادا کریں۔

غزوہ حنین یا غزوہ اوطاس یا غزوہ ہوازن شوال سال ہشتم

حنین اور اوطاس دو مقامون کا نام ہے جو مکہ اور طائف کے بیچ میں ہیں: ورہوازن کی قوم سے اس مقام پر لڑائی ہوئی تھی اسی سبب سے اس غزوہ کے یہ نام ہوے ہیں۔

فتح مکہ کے بعد مالک ابن عوف نضری نے آنحضرت صلعم سے لڑنے کیلئے لوگون کو جمع کیا اور ہوازن

کہ تم

اور بنی ثقیف اور بنی مضر اور بنی جشم اور کچھ لوگ بنی ہلال کے اور اور بہت سے لوگ مختلف قبائل کے اُسکے پاس جمع ہو گئے۔ یہہ خبر سنکر آنحضرت صلعم نے بھی لڑائی کی تیاری کی اور بارہ ہزار آدمیوں کا لشکر لیکر کوچ فرمایا۔ مالک ابن عوف نضری بھی اپنا لشکر لیکر چل چکا تھا اور اوطاس کے میدان میں پہونچگیا تھا۔ وہ ایک ایسے تنگ اور پتھریلی اور ریتیلی زمین تھی کہ وہاں گھوڑوں کا جانا اور لڑنا نہایت مشکل تھا اُنھوں نے وہیں اپنا لشکر ڈالا اور اُسکے گڑھوں میں اور اُن تنگ دستوں کے اوہر اودہر جن میں سے گذرنا نہایت مشکل تھا چپ بیٹھے۔

آنحضرت صلعم کا لشکر جب وہاں پہونچا تو بغیر ترتیب لڑائی کے اور بغیر کسی خیال کے اُس دشوار گذار رستہ میں سے گذرنا شروع کیا اور کچھ لوگ اُس سے آگے بڑھ گئے اور ہوازن والوں کی جہاں بھیڑ اور عورتیں اور مال و اسباب تھا اُس طرف جانے کا ارادہ کیا اُسوقت دشمن اپنے کمین گاہوں میں سے جہاں وہ چھپے ہوئے تھے نکل پڑے اور دفعتاً سب نے ملکر حملہ کیا اور مارنا اور قتل کرنا شروع کیا مسلمانوں کے لشکر میں نہایت ابتری پڑی اور لوگ بھاگ نکلے یہانتک کہ آنحضرت صلعم کے پاس بھی بہت تھوڑے آدمی رہ گئے۔ غالباً لوگوں کو یہہ خیال ہوا کہ آنحضرت صلعم بھی قتل ہو گئے۔ جب یہ حال دیکھا تو آنحضرت صلعم ایک طرف اونچی جگہہ پر جا کھڑے ہوئے اور لوگوں کو پکارا کہ میں موجود ہوں اور حضرت عباس نے بھی نہایت بلند آواز سے لوگوں کو ڈانٹا اور کہا کہ کہاں بھاگے جاتے ہو۔ حضرت عباس نے یہہ بھی کہا کہ محمد صلعم زندہ ہیں اُن کا یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلعم کے قتل ہو جانے کا خیال کیا تھا۔ غرضکہ سب لوگ پھیر پڑے اور اکٹھے ہو گئے اور نہایت سخت لڑائی کے بعد دشمنوں کو شکست ہوئی اور وہ لوگ بھاگ نکلے۔

سریہ ابی عامر الاشعری شوال سال ہشتم

اسکے بعد آنحضرت صلعم نے ابو عامر اشعری کو اُن لوگوں کے تعاقب میں بھیجا جو اوطاس کی جانب بھاگے تھے اُن لوگوں سے بھی کچھ لڑائی ہوئی اور ابو عامر ایک تیر کے زخم سے مر گئے۔ اور مالک بن عوف نے ثقیف کے ایک قلعہ میں جاکر پناہ لی اور بہت سے قیدی اور مال و اسباب مسلمانوں کے ہاتھہ آیا۔ قیدیوں کی تعداد چھہ ہزار لکھی ہے اور اونٹوں اور بکریوں کی تعداد بہت زیادہ بیان کی گئی ہے۔

غیر معجزیٔ اللہ

قیدیان حنین کی منّا رہائی

کئی دن بعد ہوازن کے لوگ آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور چاہا کہ اُن کے تمام قیدی "منّا" یعنی احسان رکھ کر بغیر کسی معاوضہ لینے کے چھوڑ دیئے جاویں۔ یہ بات کسیقدر مشکل تھی کیونکہ تمام لڑنے والون کا جیسا حق غنیمت کے مال میں حصہ لینے کا تھا ویسا ہی اُن قیدیون کے معاوضہ میں فدیہ لینے کا حق تھا اور وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ فدیہ نہ دے سکتے ہون۔ آنحضرت صلعم قیدیون کو بغیر فدیہ لیے چھوڑ دینے کی خواہش رکھتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کل نماز کے وقت سب لوگ آویں غالباً اسلیئے فرمایا کہ سب لوگ ایک جگہہ جمع ہونگے اور جب نماز ہو چکے تو تم قیدیون کے چھوٹنے کی درخواست کرو اُن لوگون نے اسیطرح پر کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو حصہ کہ میرا اور بنی عبد المطلب کا ہے یعنی اُن کا حصہ ہے وہ تمہارے لیئے ہے۔ مہاجرین اور انصار نے کہا کہ جو ہمارا حصہ ہے وہ بھی رسول اللہ کے لیئے ہے بعض لوگوں نے اسطرح پر قیدیون کے دیدینے سے انکار کیا مگر آخر کو سب لوگ راضی ہو گئے اور تمام قیدی بغیر معاوضہ لیئے احساناً چھوڑ دیے گئے۔

سریہ طفیل بن عمرو الدوسی شوال سال ہشتم

ذو الکفین نام لکڑی کا ایک بت عمرو بن حممۃ کا تھا اُس کے توڑنے کو آنحضرت صلعم نے طفیل ابن عمرو کو روانہ کیا وہ وہاں گئے اور اُس بت کو توڑ دیا اور جلا دیا۔

غزوۂ طائف شوال سال ہشتم

حنین سے واپس آنے کے بعد آنحضرت صلعم نے طائف کی طرف کوچ فرمایا کیونکہ بنی ثقیف نے طائف کے قلعون میں جا کر پناہ لی تھی اور لڑائی کا سامان کیا تھا۔ ایک مہینہ تک یا کچھ زیادہ طائف کا محاصرہ ہا اور لڑائی بھی ہوتی رہی مگر ابھی فتح نہیں ہوئی تھی کہ ذیقعدہ کے مہینے کا چاند دکھائی دیا اور آنحضرت صلعم کو عمرہ ادا کرنا منظور تھا اِس لیئے محاصرہ اوٹھا لیا اور فرمایا کہ ماہ حرم گذر جانے کے بعد پھر لڑا جاوے گا اور مکہ کو واپس تشریف لائے اور عمرہ ادا کرنیکے بعد مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے۔

کئی مہینوں کے بعد طائف کے لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہمکو آنحضرت صلعم سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے بہتر ہے کہ ہم اطاعت قبول کریں۔ پھر اُنھوں نے چھہ شخصوں کو آنحضرت صلعم کے پاس مدینہ میں

عاجز کرنے والے نہیں ہو اللہ کو

بھیجا اور چار باتوں پر صلح چاہی ایک یہ کہ "لات" جو اُن کا بت ہے وہ تین برس تک نہ توڑا جاوے جب آنحضرت صلعم نے منظور نہ فرمایا تو اُنھوں نے چاہا کہ ایک برس تک نہ توڑا جاوے جب اِسکو بھی منظور نہ فرمایا تو اُنھوں نے چاہا کہ ایک مہینے تک جب سے کہ یہ لوگ واپس جاویں نہ توڑا جاوے آنحضرت صلعم نے اس کو بھی نامنظور فرمایا۔ دوسرے یہ کہ اُنکے لئے نماز معاف کر دیجاوے۔ حضرت نے فرمایا کہ جس دین میں نماز نہیں ہے اُس میں کچھ بھلائی نہیں ہے تیسرے یہہ کہ وہ اپنے بت اپنے ہاتھوں سے نہ توڑیں۔ چوتھے یہ کہ جو عامل محصول وصول کرنیکے لئے مقرر ہو اُسکے سامنے وہ نہ بلائے جاویں اور نہ اُنکی زمینوں کا عشر لیا جاوے اور نہ کوئی جرمانہ۔ ان پچھلی دو شرطوں کو آپ نے منظور فرمایا اور اِسی پر صلح ہو گئی۔

بھیجا جانا ابو سفیان ابن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کا واسطے توڑنے لات کے طائف کو

اِس صلح کے بعد آنحضرت صلعم نے ابو سفیان اور مغیرہ بن شعبہ کو طائف میں لات بت کے توڑنیکے لئے بھیجا اور مغیرہ بن شعبہ نے اپنے ہاتھ سے اُسکو توڑ دیا جب وہ توڑا جاتا تھا تو بنی ثقیف کی عورتیں اُسکے گرد جمع ہو گئی تھیں اور لات کی موت پر گریہ وزاری کرتی تھیں۔

سریہ عینیہ بن حصن الفزاری محرم سال نہم

اِس سریہ میں پچاس سوار تھے اور بنی تمیم پر جنہوں نے ابھی تک اطاعت نہیں قبول کی تھی بھیجا گیا تھا وہ لوگ جنگل میں اپنے مویشی کو چرا رہے تھے کہ دفعتاً عینیہ معہ اپنے سواروں کے اُنپر جا پڑے وہ لوگ بھاگ گئے اور گیارہ مرد اور اکیس عورتیں اور تیس بچے گرفتار ہوئے اُنکو مدینہ میں لے آے۔ اِسکے بعد بنی تمیم کے چند سردار ملکر مدینہ میں آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور اطاعت قبول کی اور آنحضرت صلعم نے تمام قیدیوں کو "منا" یعنی بغیر کسی معاوضہ کے اُن کو دیدیا۔

سریہ قطبہ بن عامر بن حدیدہ صفر سال نہم

یہ سریہ قبیلہ خثعم پر بھیجا گیا تھا مورخین لکھتے ہیں کہ اس سریہ کو حکم تھا کہ بنی خثعم کو لوٹ لیں مگر کسی نے نہیں لکھا کہ ایسا حکم دینے کی کیا وجہہ تھی۔ وہ قبیلہ کچھ مالدار نہ تھا نہ اُن کے پاس بہت سا اسباب یا مویشی تھے کہ کوئی بدظنی سے کہہ سکے کہ مال اور لوٹ کی لالچ سے ایسا حکم دیا تھا۔ بہر حال اگر درحقیقت ایسا حکم دیا گیا

وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ

تھا تو ضرور اُسکے لئے کوئی جائز سبب ہوگا۔ اس سریہ میں کل بیس آدمی بھیجے گئے تھے اور جو واقعہ ہوا اُسکا بیان بھی مختلف ہے۔ زادالمعاد میں لکھا ہے کہ قبیلہ خثعم کے گاؤن کا ایک آدمی ملا اُس سے کچھ حال پوچھا وہ چلایا غالباً اس غرض سے کہ گاؤن والون کو خبر ہو جاوے اُس کو لوگوں نے مار ڈالا مگر مواہب لدنیہ میں اُسکے قتل ہونیکا کچھ ذکر نہیں۔ پھر زادالمعاد میں لکھا ہے کہ رات کو سوتے میں گاؤن پر حملہ کیا مگر مواہب لدنیہ میں رات کو حملہ ہونا بیان نہیں ہوا۔

بہر حال یہ لوگ اُس گاؤن پر جا پڑے گاؤن والے خوب لڑے اور طرفین کے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوے اور کچھ بھیڑ بکریان جو ہاتھ لگین اور کچھ عورتیں جو گرفتار ہوئیں تھیں اُنکو مدینہ میں لے آئے کسی نے نہیں لکھا کہ اُن عورتون کی نسبت کیا ہوا اور اُسکا ذکر نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ چھوڑ دی گئیں کیونکہ اگر وہ بطور لونڈیون کے تقسیم کیجاتین تو اُسکا ضرور ذکر ہوتا۔

سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی ربیع الاول سال نہم

یہ سریہ بنو کلاب پر بھیجا گیا تھا اُنھوں نے بھی اطاعت نہیں کی تھی۔ وہان پہونچکر اول اُنکو مسلمان ہو جانے کو سمجھایا گیا اُنھوں نے نہ مانا اور لڑے اور شکست کھا کر بھاگ گئے۔

سریہ عبداللہ ابن حذافہ یا سریہ علقمہ بن المحرز المدلجی ربیع الاول سال نہم۔

اس بات میں اختلاف ہے کہ اس سریہ کے سردار عبداللہ تھے یا علقمہ سیرت ہشامی میں لکھا ہے کہ علقمہ کے بھائی وقاص بن محرز المدلجی ذوقرد کی لڑائی میں مارے گئے تھے اس لئے علقمہ نے آنحضرت سے اجازت چاہی کہ وہ حبشہ کی قوم سے جنہوں نے اُنکو مارا تھا اُنکے خون کا بدلا لے۔ اور کچھ عجب نہیں ہے کہ آنحضرت نے پہلے عبداللہ کو سردار قرار دیا ہو اور پھر علقمہ کو سردار کر دیا ہو۔ یہ سریہ قوم حبشہ کی طرف بھیجا گیا تھا جن کی بغرض فساد کے جمع ہونے کی خبر پہونچی تھی۔ تین سو آدمی اس سریہ میں تھے۔ یہ لوگ دریا کی طرف جمع تھے اور جب علقمہ دریا کے ایک جزیرہ میں جا کر اُترے تو وہ لوگ بھاگ گئے اور علقمہ معہ اپنے لوگوں کے بغیر کسی جنگ کے واپس آ گئے۔

اور مژدہ دے اُن لوگون کو جو

سریہ حضرت علی ابن ابی طالب الی بنی طی سال نہم

قبیلہ بنی طی کا سردار عدی بن حاتم تھا اور اُس قبیلہ میں لطور بادشاہ کے سمجھا جاتا تھا اور سب سے زیادہ آنحضرت صلعم کو ناپسند کرتا تھا اور کسی قسم کی اطاعت بھی نہیں کی تھی۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی مرتضی کو متعین کیا کہ اُس قبیلہ میں جاوین اور اُنکے پوجنے کا بت جس کا نام فلس تھا توڑ دین یہہ بت حاتم کے محلہ میں تھا۔ یہ لوگ دفعتًا وہان پہونچے عدی ابن حاتم بھاگ گیا اور اُن لوگون نے اُس محلہ کو گھیر لیا اور لوٹ لیا اور بت کو توڑ ڈالا اور کچھ قیدی پکڑ لیئے اور مدینہ میں واپس چلے آئے۔ اُنھیں قیدیون میں حاتم کی بیٹی بھی تھی جب آنحضرت صلعم اُس طرف سے گذرے تو حاتم کی بیٹی نے اپنا حال عرض کیا آپ نے کہا کہ عدی تیرا بھائی ہے جو بھاگ گیا ہے اور کچھ جواب نہیں دیا۔ دوسرے دن پھر اُس نے کہا اور آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ میں اس بات کا منتظر ہون کہ کوئی شخص تیری قوم کا ملے تو میں اُسکو تیرے ساتھ کرکے آرام سے تیرے گھر تجھکو بھیجدون عدی اُس کا بھائی عیسائی تھا اور شام کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اُنھیں دنون میں ایک قافلہ شام کو جاتا تھا حاتم کی بیٹی نے درخواست کی کہ اُس کو اِس قافلے کے ساتھ شام میں اُسکے بھائی کے پاس بھیجدیا جاوے۔ آنحضرت صلعم نے منظور کیا اور اُسکو زاد راہ اور کپڑے عطا کیئے اور روانہ کردیا وہ اپنے بھائی پاس پہونچ گئی۔ اِسکے چند روز بعد عدی ابن حاتم آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوا اور مسلمان ہوگیا۔ اِس میں کچھ شبہہ نہیں ہے کہ قبیلہ طی کی جسقدر قیدی تھے وہ بھی سب چھوڑ دیے گئے۔

غزوہ تبوک رجب سال نہم

تبوک۔ ایک قصبہ ہے شام اور وادی القری کے درمیان۔

آنحضرت صلعم کو یہہ خبر ملی تھی کہ اہل روم نے شام میں بہت کثرت سے لوگ جمع کیئے ہیں اور ہرقل نے ایک برس کے خرچ کے لایق رسد اُنکو دیدی ہے اور بنی لخم اور بنی جذام اور بنی عاملہ اور بنی غسان سب اُنکے ساتھ شریک ہوگئے ہیں۔ اہل روم سے مراد ہرقل کے لشکر سے ہے جو قسطنطنیہ کا شہنشاہ تھا اور شام اُسکے تحت حکومت میں تھا اور اُسی زمانہ کے قریب اُس نے ایران کو بھی فتح کرلیا تھا۔ اِس خبر پر آنحضرت صلعم نے بھی لوگوں کے جمع ہونے اور لڑائی کا سامان مہیا کرنے کا حکم دیا اور مدینہ سے مع لشکر کے روانہ ہوے۔

کَفَرُوْا

مگر جب آنحضرت صلعم تبوک میں پہونچے تو جسقدر مجمع کی خبر سُنی تھی اُسقدر کا مجمع ہونا صحیح نہیں تھا۔ بہر حال آپ نے تبوک میں قیام فرمایا۔ یوحنا بن روبہ جو ایلہ کا سردار اور عیسائی تھا۔ اور اُذرح اور جربا اور مقنا کے لوگ وقتاً فوقتاً آئے اور جزیہ دینے پر راضی ہوے اور اُنکو عہد نامہ لکھدیا گیا۔ یوحنا کے نام ایلہ والوں کے لئے جو فرمان لکھا گیا تھا اُسکا یہ مطلب تھا کہ "ایلہ والوں کو خدا اور رسول خدا نے پناہ دی ہے اُنکی کشتیوں کو اُنکے مسافروں کو خشکی و تری میں اُنکے لئے اللہ و رسول کی ذمہ داری ہے اور جو لوگ اہل شام و اہل یمن اور اہل بحرین اُنکے ساتھ ہوں وہ بھی اُن کے ساتھ امن میں ہیں اور اگر اُنسے کوئی نئی بات پیدا ہوگی (یعنی دشمنی و عداوت کی) تو اُنکا مال (یعنی جزیہ دینا) اُنکو بچا نہیں سکنے کا اور ہر ایک شخص کو اُنکا پکڑ لینا جائز ہوگا اور اِس حالت کے سوا کسی کو جائز نہیں ہے کہ جہاں وہ جانا چاہیں اور جس رستہ سے جانا چاہیں تری کو یا خشکی کے اُنکو منع کرے"۔ غالباً اِسی قسم کا یا اسکی مانند باقی لوگوں سے بھی جنہوں نے جزیہ قبول کیا تھا معاہدہ ہوا ہوگا۔

دومۃ الجندل کا سردار جس کا نام اکیدر بن عبد الملک تھا اور اُس نواح کا بادشاہ سمجھا جاتا تھا اور عیسائی مذہب رکھتا تھا اور کندی قوم کا تھا جو عرب کی ایک قوم ہے حاضر نہیں ہوا اُسکے پاس آنحضرت صلعم نے خالد ابن ولید کو روانہ کیا۔ وہ اپنے محل سے معہ اپنے بھائی حسان کے گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلا اور اُسکے ساتھ اُسکے سوار بھی تھے خالد کے سواروں سے مقابلہ ہوا حسان اُسکا بھائی مارا گیا اور اکیدر گرفتار ہو گیا جب اُسکو آنحضرت صلعم پاس لائے تو اُس نے بھی جزیہ دینے پر صلح کر لی اور اُسکو چھوڑ دیا اور غزوہ تبوک ختم ہو گیا اور آنحضرت صلعم مدینہ کو واپس تشریف لے آئے۔

تبوک ہی کے مقام سے آنحضرت صلعم نے ہرقل شہنشاہ روم کے نام خط روانہ کیا اور اپنا ایلچی بھیجا جسکی نسبت مسٹر گبن نے اپنی معروف و مشہور تاریخ میں یہ فقرہ لکھا ہے کہ "جب ہرقل جنگ فارس سے توزک اور شان کے ساتھ لوٹا تو اُس نے مقام حمص میں محمد (صلعم) کے ایلچیوں میں سے ایک کی ضیافت کی جو روے زمین کے شاہزادوں اور اقوام کو دین اسلام کی دعوت کرتے پھرتے تھے۔ اسی بنا پر عرب والوں نے تعصب سے یہ خیال کیا کہ اس عیسائی بادشاہ نے خفیہ اسلام قبول کر لیا۔ اُدھر یونانی

کافر ہیں

یہ شیخی بگھارتے ہیں کہ ہرقل سے خود بادشاہ مدینہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے آکر ملاقات کی اور روم کے بادشاہ یعنی ہرقل نے فیاضی سے صوبہ شام میں ایک عمدہ مقام آپ کو عطا کیا" مسٹر گبن نے بھی یہ مضمون رومیون کی نسبت بطور طعن کے لکھا ہے اور ہر مورخ سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا ہرقل کے پاس تشریف لیجانا اور اُسکا کسی زمین کا دینا محض غلط ہے مگر ایشیا کے مورخون اور رومی مورخون کے بیان سے آنحضرت صلعم کے ایلچی کا ہرقل سے ملنا اور اُسکا ایلچی کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آنا ثابت ہوتا ہے۔

بحث نسبت جزیہ کے

جو لوگ مسلمان نہیں ہوتے تھے اور اپنے قدیم مذہب پر قایم رہتے تھے اُنپر جو جزیہ مقرر ہوتا تھا اُسکا مقصد سمجھنے میں لوگوں نے بڑی غلطی کی ہے اور جو لوگ مخالف اسلام کے ہیں اُنھوں نے جزیہ مقرر کرنے پر بہت سا طعن کیا ہے۔ مسٹر لین نے اپنی کتاب مدالقاموس میں لکھا ہے کہ جزیہ قتل سے محفوظ رہنے کا معاوضہ تھا اور یہ اُنکی نہایت غلطی ہے کیونکہ امن کا ہوجانا یعنی لڑائی کا موقوف ہونا یا صلح کا ہوجانا یا کسی قسم کا معاہدہ ہونا گوکہ اُس میں جزیہ کا دینا نہ قرار پایا ہو قتل سے محفوظی کا سبب ہوتا تھا نہ کہ جزیہ دینا۔ جزیہ اُن لوگوں سے لیا جاتا تھا جو مسلمانوں کی زیر حکومت بطور رعیت کے رہنا قبول کرتے تھے۔ جو لوگ رعیت ہو کر رہتے تھے وہ ذمی کہلاتے تھے یعنی مسلمانوں کی حکومت میں اُنکی امن سے رہنے کے مسلمان ذمہ دار ہیں جیسکہ اہل ایلہ (کرنا) کے فرمان میں آنحضرت صلعم نے لکھا تھا کہ "لھم ذمة اللّٰہ و محمد النبی" پس جزیہ قتل سے محفوظ رہنے کا معاوضہ نہیں ہے۔

جزیہ دینے والے مسلمانوں کے ساتھ ہو کر مخالفوں سے لڑائی کو جانے سے بالکل بری تھے۔ لڑائی کی ضرورت سے جو خاص چہار یعنی نقد و جنس مسلمانوں سے مانگا جاتا تھا اور لیا جاتا تھا اُس سے وہ بری تھے۔ مسلمانوں سے نہایت سخت سالانہ ٹیکس یعنی چالیسواں حصہ مال کا لے لیا جاتا تھا اُس سے وہ لوگ بری تھے ان سب امور کی عوض ایک نہایت خفیف سالانہ ٹیکس جو فی کس تین روپیہ کئی آنے سال ہوتا ہے اُن سے لیا جاتا تھا۔ پس اِس تخفیف و رعایت کی جو ذمیون کے ساتھ کیگئی تھی

بِعَذَابٍ اَلِيمٍ (۳)

حد نہیں ۔فرض کرو کہ ایک ذمی کے پاس چالیس ہزار روپیہ نقد موجود ہے اور اُسکو اور قسم کی آمدنیاں تجارت وغیرہ سے بھی ہیں ۔ اور ایک مسلمان پاس بھی چالیس ہزار روپیہ نقد موجود ہے اور اُس کے پاس اور کوئی آمدنی تجارت وغیرہ سے نہیں ہے سال بھر کے بعد اُس ذمی کو تو صرف تین روپیہ کئی آنے اور اگر اُسکی جورو یا اور کنبہ ہے جسکی پرورش اُسکے ذمہ ہے تو ہر ایک کی طرف سے بھی اسیقدر دینا ہو گا جس کی مقدار ایک عام طریقہ پر بیس چالیس روپیہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی مگر مسلمان کو بلا عذر اپنے صندوق خزانہ میں سے ایک ہزار روپیہ نقد نکال کر دیدینا ہو گا ۔ جزیہ مسلمان ہونے پر کسیطرح رغبت نہیں دلا سکتا بلکہ جس طرح کسی کو ایمان سے زیادہ مال کی محبت ہو تو اُسکو مسلمان ہونے سے باز رہنے پر رغبت دلا سکتا ہے ۔ با این ہمہ جو ذمی غریب و مسکین تھے وہ جزیہ سے بھی معاف کر دیئے جاتے تھے ۔

جو خیال کہ مخالفین اسلام نے جزیہ کی نسبت کیا ہے اُسکے غلط ہونے کی شہادت ایک اور حال کے زمانہ کے بڑے عیسائی عالم کی کتاب سے ثابت ہوتی ہے وہ عالم عیسائی "معلم بطرس البستانی" ہے اور اُسکی کتاب کا نام محیط المحیط ہے جو عربی زبان کی لغت میں اُس نے لکھی ہے وہ کہتا ہے کہ "الجزیۃ خراج الارض وما یوخذ من اھل الذمۃ قیل لانھا تجزی عنھم ای تکفیھم معاملۃ الحربیین وقیل لانھا تکفیھم مؤنۃ الجھاد کالمسلمین"

بحث نسبت محاربات کے

ان تمام واقعات سے جو بیان ہوئے ظاہر ہوتا ہے کہ جو لڑائیاں آنحضرت صلعم کے زمانہ میں ہوئیں وہ چار طرح پر ہوئی تھیں یا تو دشمنوں کے حملہ کے روکنے اور اُنکے حملوں کے دفع کرنے کے لئے تھیں ۔ یا دشمنوں کا ارادہ لڑنے اور حملہ کرنے اور لڑائی کے لئے لوگوں کے جمع کرنے کی خبر پا کر اُس فساد کے مٹانے اور اُن لوگوں کو منتشر کرنے کے لئے ہوئی تھیں ۔ یا اُن لوگوں پر حملہ کیا گیا تھا جنہوں نے عہد شکنی یا دغابازی یا بغاوت کی تھی ۔ یا خبر رسانی اور ملک کی اور قوموں کے حالات دریافت کرنے کو جو لوگ بھیجے جاتے تھے اُن سے لڑائی ہو گئی تھی پس یہ تمام لڑائیاں ایسی تھیں جو معمولاً ملکی انتظام میں اور امن و امان کے قایم کرنے میں واقع ہوتی ہیں اور دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے کہ جس نے ملکی انتظام ہاتھ میں لیا ہو اور اُسکو اس قسم کی لڑائیاں نہ پیش

دکھ دینے والے عذاب کا (۳)

آئی ہوں ان لڑائیوں کی نسبت یہہ کہنا کہ زبردستی سے ہتھیاروں کے زور سے مسلمان کرنے کے لئے تھین
ایک ایسا غلط قول ہے جسکو کوئی ذی عقل بجز اُسکے جس کے دل میں تعصب بھرا ہو سچ تسلیم نہیں کرسکتا۔
یہ سچ ہے کہ جس قوم کی کسی ملک میں سلطنت اور حکومت ہو جاتی ہے قدرتی طور پر اُس قوم کے مذہب
کو اور نہ صرف مذہب کو بلکہ رسم و رواج و عادات و اطوار کو ترقی ہوتی ہے اور لوگ اُسطرف مائل ہوتے
جاتے ہیں اور یہہ مقولہ کہ ''الملك والدين توامان'' ہر ایک قوم اور ہر ایک مذہب پر صادق آتا ہے ایسے
اسلامی حکومت کے سبب اُسی قدرتی قاعدہ سے اسلام کی ترقی کو بھی مدد پہنچی مگر اُن لڑائیوں کو جو ملکی ضرورت
اور امن قائم کرنیکے لئے ہوئیں یہہ کہنا کہ وہ اسلام پھیلانے کے لئے اور بجبر ہتھیاروں کے زور سے اسلام
قبلوانے کے لئے تھیں محض غلط ہے۔ بلکہ صرف اسلام ہی کی تاریخ میں ایک نہایت عجیب واقعہ پایا جاتا
ہے جو اور کسی مذہب کی تاریخ میں نہیں ہے کہ فاتح قوم نے فتح کامل حاصل کرنے اور استقلال کامل پانیکے
بعد اپنی مفتوح قوم کا دفعتاً مذہب اختیار کر لیا ہو۔ مذہب اسلام میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو مفتوح
ملک کے باشندوں کی مذہبی آزادی کی مانع ہو۔ جزیہ جو ایک قسم کا ٹیکس ہے اُسکی نسبت ہم بیان کرچکے
کہ مسلمان سے بہ نسبت اُسکے بہت زیادہ ٹیکس لیا جاتا تھا جو زکوۃ کے نام سے موسوم ہے۔ اور اسلئے
مسلمانی سلطنت میں غیر مذہب والے مسلمانوں کی بہ نسبت زیادہ آسودہ حال اور دولتمند رہتے تھے اور
لڑائی میں شریک ہونے کی مصیبتوں سے بالکل محفوظ تھے تسلیم کیا جاوے کہ بعض مسلمان بادشاہوں
نے غیر مذہب والوں پر ظلم کیا اور اُنکی مذہبی آزادی کو برباد کردیا مگر ایسا کرنا اُن کا ذاتی فعل تھا جس کے وہ خود
ملزم ہیں نہ مذہب اسلام۔
بلاشبہ آنحضرت صلعم نے فتح مکہ کے بعد قوم عرب کے بتوں کو توڑ دیا مگر اُس بت شکنی کی نظیر محمود غزنوی
کی یا عالمگیر کی یا اور کسی بادشاہ کی بت شکنی کی نہیں ہوسکتی۔ کعبہ ایک مسجد تھی حضرت ابراہیم کی بنائی ہوئی
خدائے واحد کی عبادت کیلئے اُسکے بعد جب عرب بت پرست ہوگئے تو اُس مسجد میں اُنھوں نے بت رکھدیے
تھے جن کا برباد کرنا اور دین ابراہیم کا اُس میں جاری کرنا ابراہیم کے بھولے بیٹے کے بیٹے کو لازم تھا قوم عرب
جس کا غالب حصہ ابراہیم کی نسل سے تھا اور جس قوم و نسل میں خود آنحضرت صلعم بھی تھے اُس قوم کو بتوں کی

اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ④ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ

پرستش سے چھوڑانا اور ابراہیم کے خدا کی پرستش سکھلانا ضرور تھا پس آنحضرت صلعم نے خود اپنی قوم کے بت توڑے تھے اُس سے دیگر اقوام کے مذہب کی آزادی کو ضایع کرنا لازم نہیں آتا۔

مسلمانوں کی تاریخ میں جہاں بت شکنی اور غیر مذہب کے معبدوں کے برباد کرنے کی مثالیں ملتی ہیں اُسیطرح ہزاروں مثالیں اُسکے برخلاف بھی موجود ہیں مسلمانوں کی سلطنت دنیا کے ایک بہت بڑے وسیع حصہ میں پھیلی ہوئی تھی اُس کی حکومت میں مختلف مذہب کی قومیں رہتی تھیں تمام سنیگاگ اور تمام گرجے جو زیادہ تر رومن کیتھلک مذہب کے تھے بدستور قربانی اور گھنٹے بجاتے تھے تمام ملک میں ناقوس کی آواز گونجتی تھی مندروں میں بت موجود تھے ہر ایک قوم اپنے مذہب میں آزاد تھی پس ان تمام حالات کو جو نہایت کثرت سے تھے بھول جانا اور چند واقعات کو جو اُس کے برخلاف شخصی طبیعت سے واقع ہوے تھے نظیر پیش کرکے یہ کہنا کہ اسلام نے مذہبی آزادی کو مٹایا تھا محض ناانصافی ہے اور اصول مذہب اسلام کے بالکل برخلاف ہے۔

رہی یہ بات کہ انبیا کو اِس قسم کی لڑائیاں کرنی زیبا ہیں یا نہیں۔ اِس سے انکار کرنا اور اُسکو نازیبا قرار دینا قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ تمام انبیا جبکہ قوم کی اصلاح اور اُنکے مذہب کی درستی کو کھڑے ہوتے ہیں تو ابتدا میں عموماً اُنکے دشمن چاروں طرف ہوتے ہیں اگر وہ اپنی حفاظت اور مخالفوں سے محفوظ رہنے کی کوشش نکرتے تو دنیا میں نہ آج یہودی مذہب کا وجود ہوتا اور نہ اور کسی مذہب کا اور نہ عیسائی مذہب کا اگر بعد حضرت مسیح کے اُسکے لئے ایسا زمانہ نہ آتا جس میں اُسکے پیرؤں کی مخالفوں سے حفاظت کی گئی اور بزور حکومت اُسکو ترقی دیگئی۔

مگر وہ لوگ جن سے تم نے عہد باندہا ہے مشرکین سے پھر اُنھوں نے کمی نہیں کی تم سے (عہد کے پورا کرنے میں) کچھ بھی اور نہ مدد دی تمھارے برخلاف کسی کو پھر تم پورا کرو اُن سے اُن کا عہد اُنکی میعاد تک بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو (۴) پھر جب نکل جاوین امن کے مہینے تو مارو مشرکون کو جہان اُنکو پاؤ اور اُن کو پکڑو اور اُن کو گھیرو

قرآن مجید میں نہایت عمدہ اور بالکل سچ بات خدا نے فرمائی ہے کہ "اگر نہوتا دفع کرنا اللہ کا آدمیوں کو ایک کو دوسرے سے تو منہدم ہوجاتین عیسائیون اور درویشوں کی خانقاہیں اور گرجے اور یہودیون کے معبد اور تمام نمازگاہیں اور مسلمانون کی مسجدین جن میں بہت زیادہ خدا کا ذکر کیا جاتا ہے پس یہ کہنا کہ انبیاء کو ایسی لڑائیاں نازیبا ہیں ایک ایسا قول ہی جس کو قانون قدرت مردود کرتا ہے۔

> و لولا دفع اللّٰہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا۔ (سورۂ حج ۲۲ - آیت ۴۱)

لوگ حضرت موسیٰ کے کاموں کو تو بھول جاتے ہیں اور غریبی اور مسکینی اور مظلومی کی مثال میں حضرت مسیح کو پیش کرتے ہیں مگر حضرت مسیح نے جب اپنے تئین خلقت کے سامنے پیش کیا اُسوقت سے اور حضرت مسیح کی وفات تک نہایت قلیل زمانہ قریب تین برس کی گذرا تھا اور صرف ستر آدمیون کے قریب اُن پر ایمان لائے تھے اُنکو مطلق ایسی قوت جس سے وہ اپنے دشمنون کو دفع کر سکین حاصل نہیں ہوئی تھی اور اِسی سبب سے کالوری کی پہاڑی پر وہ افسوسناک واقعہ واقع ہوا۔ اُسکے بعد اگر اُسکے ایسے حامی نہ پیدا ہوجاتے جو دشمنوں کو دفع کر سکتے تو آج دنیا میں ایک بھی گرجا اور ایک بھی خانقاہ نہ دکھائی دیتی۔

علاوہ اِسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی بادشاہی کے سوا سلیمان کیسی سلطنت کے انتظام میں داخل ہوجانے میں ایک بہت بڑی مجبوری تھی۔ عرب میں بادشاہت کا وجود نہ تھا ہر ایک قبیلہ کا سردار اُنکا حاکم ہوتا تھا اور جسکو سب لوگ بڑا سمجھتے تھے اُسکو بمجبوری افسر بنانا اور تمام ملکی انتظام کرنا لازم تھا جبکہ تمام قبائل رفتہ رفتہ مسلمان ہوگئے تو امکان سے خارج تھا کہ وہ لوگ سوا آنحضرت صلعم کے اور کسی کو اپنا والی تسلیم کرتے اور تمام معاملات ملکی بجز آنحضرت صلعم کے حکم کے اور کسی کے حکم کی تعمیل پاتی تیس ہر بات پر انصاف سے غور کرنا چاہیئے نہ تعصب سے

وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ
اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ
الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۚ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ
عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۷
كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ
بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ
اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹
لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰
فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ
وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱ وَاِنْ نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ
بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ
لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝۱۲

اور بیٹھو اُنکے لئے ہر گھات کی جگہہ میں ۔ پھر اگر وہ توبہ کریں اور قایم کریں نماز کو اور دیں زکوۃ کو تو چھوڑ دو اُن کا راستہ بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان ⑤ اور اگر کوئی مشرکوں میں سے تجھسے پناہ مانگے تو اُسکو پناہ دے تاکہ سُنے کلام اللہ کا اور اُسکو پہونچا دے اُسکی امن کی جگہہ میں یہہ اسلیئے کہ وہ ایک قوم ہیں کہ نہیں جانتے ⑥ کیونکر ہو مشرکوں کے لئے عہد اللہ کے نزدیک اور اُسکے رسول کے نزدیک بجز اُنکے جنسے تمنے عہد کیا تھا مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے پاس پھر جب تک کہ وہ قایم رہیں (اپنے عہد پر) تمہارے لئے تو تم بھی قایم رہو (اپنے عہد پر) اُنکے لئے بیشک اللہ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو ⑦ کیونکر (رہ سکتا ہے ایسے لوگوں سے عہد) اور اگر وہ غالب ہوں تم پر تو نہ رعایت کریں تم میں قرابت مندی کی اور نہ عہد کی ۔ تمکو خوش کرتے ہیں اپنے مونہوں سے اور انکار کرتے ہیں اُنکے دل اور اُن میں اکثر فاسق ہیں ⑧ لیتے ہیں اللہ کی نشانیوں کے بدلے مول تھوڑا پھر روکتے ہیں اُسکے رستہ سے بیشک وہ بُرا ہے جو کچھ وہ کرتے تھے ⑨ نہ رعایت کرتے ہیں کسی مسلمان میں قرابت مندی کی اور نہ عہد کی اور یہ لوگ وہی حد سے زیادتی کرنے والے ہیں ⑩ پھر اگر وہ توبہ کریں اور قایم رکھیں نماز کو اور دیں زکوۃ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں ۔ اور ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں نشانیوں کو واسطے ایسی قوم کے کہ جانتی ہے ⑪ اور اگر وہ توڑ دیں اپنی قسموں کو اپنے عہد کے بعد اور طعنہ زنی کریں تمہارے دین میں تو مارو کفر کے پیشواؤں کو بیشک اُن کی قسمیں کچھ نہیں ہیں شاید کہ وہ بس کریں ⑫

أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوٓا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ
وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ
إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ
وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَيُذْهِبْ
غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾
أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ
وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً وَ
اللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَن يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ
اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنفُسِهِم بِالْكُفْرِ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ
وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ
إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿١٨﴾ أَجَعَلْتُمْ
سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَ
الْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ

کیا تم نہ لڑو گے ایسی قوم سے کہ اُنھوں نے توڑ دین اپنی قسمیں اور ٹھان لیا رسول کے نکال دینے کو اور اُنھوں نے ابتدا کی تم سے (عہد توڑنیکی) پہلے پہل۔ کیا تم اُن سے ڈرتے ہو پھر اللہ زیادہ حق ہے کہ اُس سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو (۱۳) مارو اُن کو عذاب دیگا انکو اللہ تمھارے ہاتھوں سے اور خوار کریگا انکو اور مدد کریگا تمھاری اُنپر اور چین دیگا دلونکو ایمان والون کی ایک قوم کی (۱۴) اور دور کریگا غصہ اُنکے دلون کا اور معافی کرتا ہے اللہ جسپر چاہتا ہے اور اللہ جانتے والا ہے حکمت والا (۱۵) کیا تم گمان کرتی ہو کہ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی نہیں ظاہر کیا اللہ نے اُن لوگون کو جو جہاد کرتی ہیں تم میں سے اور نہیں پکڑتے سوائے اللہ کے اور نہ اُسکے رسول کے اور نہ ایمان والون کے (اور کسی کو) ولی دوست اور اللہ جاننے والا ہی اسکو جو تم کرتے ہو (۱۶) نہیں مشرکون کیلئے کہ آباد کریں اللہ کی مسجدون کو گواہی دیتے ہوے آپ اپنے اوپر ساتھ کفر کے یہ وہ لوگ ہیں کہ مٹ گئے اُنکے عمل اور آگ میں وہ ہمیشہ رہیں گے (۱۷) اِسکے سوا کچھ نہیں کہ آباد کرتے ہیں اللہ کی مسجدون کو وہ جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور اخیر دنپر اور قایم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوۃ کو اور نہیں ڈرتے مگر اللہ سے پھر اُمید ہے کہ یہ لوگ ہونگے راہ پانے والون میں سے (۱۸) کیا تم نے کیا ہی پانی پاتا حاجیون کا اور آباد رکھنا مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کا اُس شخص کی مانند کہ ایمان لایا ہے اللہ اور اخیر دن پر اور جہاد کیا ہے اللہ کی راہ میں نہیں برابر ہیں اللہ کے نزدیک

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا
وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً
عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ
مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا
اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ
مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ
وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا
وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ
اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ
بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ
فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ
عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ
وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ

اور اللہ نہیں ہدایت کرتا ظالمون کی قوم کو ﴿۱۹﴾ جو لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی
اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانون سے بہت بڑے ہیں درجہ میں اللہ
کے نزدیک اور وہی لوگ وہی ہیں مراد پانیوالے ﴿۲۰﴾ خوش خبری دیتا ہے انکو انکا پروردگار
ساتھ رحمت کے اپنی طرف سے اور رضامندی کے اور بہشتون کی اُنکے لئے ہے اُنمین
نعمت ہمیشہ قایم رہنے والی ﴿۲۱﴾ ہمیشہ رہینگے اُنمین ہمیشہ بیشک اللہ اُسکے پاس ہے
اجر بڑا ﴿۲۲﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت پکڑو اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیون کو دوست
اگر وہ دوست رکھتے ہیں کفر کو ایمان پر اور جو کوئی دوست رکھے انکو تم میں سے تو یہ لوگ
وہی ہیں ظالم ﴿۲۳﴾ کہدے اے پیغمبر اگر ہیں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے
بھائی اور تمہاری جوروئیں اور تمہارا کنبہ اور مال جو کمایا ہے تمنے اور سوداگری کہ ڈرتے ہو
اُسکے مندے ہو جانے سے اور گھر جنکو پسند کرتے ہو زیادہ دوست تمہارے نزدیک اللہ
اور اُسکے رسول سے اور جہاد سے اُسکی راہ میں تو انتظار کرو یہانتک کہ لاوے اللہ اپنا حکم اور اللہ نہیں
ہدایت کرتا فاسقون کی قوم کو ﴿۲۴﴾ بیشک تمکو مدد دی اللہ نے بہت سی جگہ میں اور حنین کے دن
جس وقت تمکو گھمنڈ میں ڈالا تمہاری کثرت نے پھر نے پرواہ نہ کرسکی تمکو کچھ بھی اور تنگ ہوگئی تمپر
زمین باوجود کشادہ ہونیکے پھر تم پھر پڑے پیٹھہ پھیر کر ﴿۲۵﴾ پھر نازل کی اللہ نے اپنی سکینہ

عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۷﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ
نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ
عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ
حَكِیْمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا
یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ
الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ
صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ
النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ

انصاف سے غور کرنا چاہیئے نہ تعصب سے

(۳۰) (وقالت الیهود) ہمارے علماے مفسرین اسس آیت کی تفسیر میں یہہ لکھتے ہیں کہ یہودیوں نے توریت مقدس کو ضایع کر دیا تھا یعنی بخت نصر نے جب بیت المقدس کو ویران کیا ہے اور جلایا ہے اُس وقت ضایع ہو گئی تھی مگر حضرت عزیر کے دعا مانگنے پر اللہ تعالیٰ نے توریت انکو یاد کروادی اور اُنھوں نے اُسکو لکھدیا اُسوقت یہودیون نے کہا کہ یہبات جو عزیر کو حاصل ہوئی تو بیشک وہ ابن اللہ ہے۔
اسکے بعد علماے مفسرین نے یہہ بحث کی ہے کہ حضرت عزیر کو ابن اللہ کس نے کہا عبید ابن عمیر کا یہہ قول ہے

اپنے رسول پر اور مسلمانون پر اور نازل کیے لشکر کہ تم نے اُنکو نہیں دیکھا اور عذاب کیا اُن لوگون کو جو کافر تھے اور یہی ہے سزا کافرون کی (۲۶) پھر معافی کریگا اللہ اس کے بعد جس پر چاہیگا اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۲۷) اے وہ لوگو جو ایمان لاے ہو اس کے سوا کچھ نہیں کہ مشرک نجس ہیں پھر نزدیک نہ آوین مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کے اُنکا جو یہ برس ہے اُس کے بعد۔ اور اگر تم ڈرتے ہو مفلسی سے تو دولت مند کریگا تم کو اللہ اپنے فضل سے اگر چاہیگا بیشک اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۲۸) مارو اُن لوگون کو جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ اخیر دن پر اور نہ حرام جانتے ہیں اُسکو جسے حرام کیا ہے اللہ نے اور اُسکے رسول نے اور نہ دین میں آتے ہیں دین حق کے اُن لوگوں میں سے جنکو دی گئی ہے کتاب یہان تک کہ دیویں جزیہ اپنے ہاتھ سے اور وہ چھوٹے ہو کر (یعنی دبے ہوے) رہیں (۲۹) اور کہا یہودیون نے کہ عزیر بیٹا اللہ کا ہے اور کہا نصاریٰ نے کہ مسیح بیٹا اللہ کا ہے۔

کہ صرف ایک یہودی نے یہ بات کہی تھی جس کا نام فنحاص بن عازورا تھا اور سعید ابن جبیر اور عکرمہ کا یہ قول ہے کہ ایک گروہ یہودیوں کی تھی جنہوں نے یہ کہا تھا اور بعضون کا یہ قول ہے کہ یہ مذہب یہودیوں میں رائج تھا مگر پھر اُنھوں نے اُسکو چھوڑ دیا تھا۔ تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ جو یہود کہ مدینہ میں رہتے تھے اُن میں سے چند آدمیون کا یہ مذہب تھا۔ کل یہودیوں کا یہ مذہب نہیں تھا۔ یہ سب اقوال ہمارے علمائے مفسرین کے ہیں مگر یہودی اِس سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہودی عزیر کو کبھی ابن اللہ نہیں کہتے تھے
علمائے مفسرین نے جو کچھ اس کی نسبت بیان کیا مورخانہ طریقہ پر اسکا ماخذ تلاش نہیں کیا ہے اور نہ

ذٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِؤُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ

یہودی مذہب کی کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے پس ہمکو علماے مفسرین کے اقوال کا ماخذ تلاش کرنا ہے اور وہ صرف دو قول ہیں۔ اول یہ کہ بعد ضایع ہو جانے توریت کے حضرت عزیر پیغمبر نے ازسرنو توریت کو لکھا۔ دوم یہ کہ یہودیوں کے کسی فرقہ نے حضرت عزیر کو ابن اللہ کہا۔

پہلے قول کی سند ہم یہودی کتابوں سے بیان کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ تین کتابیں ہیں جو حضرت عزیر کی طرف منسوب ہیں۔ ایک کتاب موسوم بہ کتاب "عزرا" ہے جو موجودہ عہد عتیق کی کتابوں میں شامل ہے اور سب لوگ اُسکو صحیح اور معتبر مانتے ہیں علاوہ اُسکے دو کتابیں اور ہیں جو کتاب اول "عیزڈراس" اور کتاب دوم "عیزڈراس" کی نام سے موسوم ہیں۔ عزرا کا نام یونانی زبان میں "عیزڈراس" کہا جاتا ہے اور جو کہ اِن دونوں کتابوں کی نسبت خیال کیا گیا ہے کہ یونانی زبان میں لکھی گئی تھیں اسلیے اُن دونوں کتابوں کو اُسی نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

اُن کتابوں میں سے دوسری کتاب کے چودھویں باب میں یہ ورس ہیں "دیکھہ اے خدا میں جاؤنگا جیسا کہ تو نے مجھکو حکم دیا ہے اور جو لوگ موجود ہیں میں اُن کو فہمایش کرونگا لیکن جو لوگ کہ بعد کو پیدا ہونگے اُن کو کون فہمایش کریگا۔ اس طرح دنیا تاریکی میں ہے اور جو لوگ اُس میں رہتے ہیں بغیر روشنی کے ہیں" (ورس ۲۰)

"کیونکہ تیرا قانون جل گیا ہے پس کوئی نہیں جانتا اُن چیزوں کو جو تو کرتا ہے اور اُن کاموں کو جو شروع ہونیوالے ہیں" (ورس ۲۱)

"لیکن اگر مجھہ پر تیری مہربانی ہے تو تو روح القدس کو مجھہ میں بھیج اور میں لکھوں گا تمام جو کچھہ کہ دنیا میں ابتدا سے ہوا ہے اور جو کچھہ تیرے قانون میں لکھا تھا تاکہ لوگ تیری راہ کو پاویں اور وہ لوگ جو اخیر زمانہ میں ہونگے زندہ رہیں" (ورس ۲۲)

"اور اُس نے مجھکو یہ جواب دیا کہ جا اپنے راستہ سے لوگوں کو اکھٹا جمع کر اور اُن سے کہہ کہ وہ چالیس دن تک تجھکو نہ ڈھونڈیں (ورس ۲۳)

"لیکن دیکھہ تو بہت سے صندوق کے تختے تیار کر اور اپنے ساتھہ "ساریا" و "دبریا" "سلیما" "اکینیس" اور "اشیل" کو لے۔ اِن پانچوں کو جو بہت تیزی سے لکھنے کو تیار ہیں (ورس ۲۴)

"اور یہاں آ اور میں تیرے دل میں سمجھہ کی شمع روشن کرونگا جو کہ نہ بجھیگی تاوقتیکہ وہ چیزیں پوری نہ ہوں

یہ ہی انکا کہنا اپنے مونہوں سے مشابہ ہو گئے ہیں اُن لوگوں کی بات سے جو کافر ہوئے اس سے پہلے

جو تو لکھنی شروع کریگا" (ورس ۲۵)

"اور جبکہ تو پورا کر چکیگا تو بعض چیزوں کو تو مشتہر کریگا اور بعض چیزوں کو تو خفیہ عقلمندوں کو دکھاویگا۔ کل اسی وقت تو لکھنا شروع کریگا" (ورس ۲۶)

"پس میں نے اُن پانچ آدمیوں کو لیا جیسا کہ اُسنے حکم دیا تھا اور میدان میں گئے اور وہاں رہے" (ورس ۳۷)

"اور دوسرے دن دیکھو ایک آواز نے مجھکو پکارا اور کہا اے عزرا اپنا مونہہ کھول اور میں جو کچھ پینے کو دیتا ہوں اُس کو پی (ورس ۳۸)

"تب میں نے اپنا مونہہ کھولا اور دیکھو اُس نے ایک بھرا ہوا پیالہ میرے مونہہ تک پھونچایا اور جو کہ مثل پانی کے ایک چیز سے بھرا ہوا تھا لیکن اُسکا رنگ مثل آگ کے تھا" (ورس ۳۹)

"اور میں نے اُسکو لیا اور پیا اور جب میں پی چکا میرے دل میں سمجھ آئی اور میرے سینہ میں عقل پیدا ہوئی کیونکہ میری روح نے میرے ذہن کو قوت بخشی" (ورس ۴۰)۔

"او میرا مونہہ کھلا اور پھر بند نہ ہوا" (ورس ۴۱)

"خدا نے اُن پانچ آدمیوں کو بھی سمجھ دی اور اُنھوں نے رات کے عجیب خوابوں کو جو بیان کئے گئے لکھا اور جو اونکو معلوم نہ تھے اور وہ چالیس دن تک بیٹھے اور اُنھوں نے دن میں لکھا اور رات کو روٹی کھائی" (ورس ۴۲)

"لیکن میں دن کو بولتا تھا اور رات کو اپنی زبان بند نہیں کرتا تھا" (ورس ۴۳)

"چالیس دن میں اُنھوں نے دوسو چار (یا نوسو چار) کتابیں لکھیں" (ورس ۴۴)

"اور ایسا ہوا کہ جب چالیس دن پورے ہوگئے تو خدا بولا اور اُس نے کہا کہ جو تو نے پہلے لکھا ہے اُسکو عام طور سے مشتہر کرتا کہ لایق اور نالایق سب پڑہیں" ورس (۴۵)۔

"لیکن پچھلی ستر جو ہیں اُنکو پوشیدہ رکھہ تاکہ تو صرف اُنکو دے سکے جو تیرے لوگوں میں عقلمند ہوں" (ورس ۴۶)

"کیونکہ اُن میں سمجھہ کا چشمہ ہے اور عقل کا ذخیرہ ہے اور علم کی روشنی ہے" (ورس ۴۷)

"اور میں نے ایسا ہی کیا" (ورس ۴۸)

قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۳۰

کتاب عزرا جو عہد عتیق میں داخل ہے اور جسکو سب معتبر مانتے ہیں اُسمیں لکھا ہے کہ "ابن عزرا از بابل برآمد کہ او در شریعت موسیٰ کہ خداوند خدائے اسرائیل دادہ بود کاتب ماہر بود" (باب ۷ ورس ۶)۔

"زان روکہ عزرا قلب خود را بخصوص طلبیدن وبجا آوردن شریعت خداوند و بخصوص تعلیم نمودن فرائض و احکام با سرائیل حاضر کرد" (باب ۷ ورس ۱۰)

جارج سیل صاحب اپنے ترجمہ قرآن کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ "یہ رائے کہ عزرا نے نہ صرف کتب خمسہ موسیٰ کو بلکہ عہد عتیق کی اور کتابوں کو بھی خدا کی وحی سے دوبارہ دیا۔ کیا متعدد عیسائی فادر کی بھی یہی رائے ہے جنکا ذکر ڈاکٹر پریڈیو نے کیا ہے اور مصنفوں کی بھی یہہ رائے ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی اس رائے کی اصل بنا عیزڈراس کے باب دوسرے کے ایک حصہ پر ہے۔ ڈاکٹر پریڈیو نے بیان کیا ہے کہ اس باب میں عیسائیوں نے عزرا کی طرف بہ نسبت یہودیوں کے بہت زیادہ باتیں منسوب کی ہیں کیونکہ یہودیوں کا یقین ہے کہ عزرا نے صرف موسیٰ کی کتابوں کا ایک صحیح نسخہ تیار کیا تھا اور اس پر بہت محنت کر کے اُسکو بہت مکمل کیا تھا۔ اس میں بہت کم شبہ ہے کہ یہہ خیال ابتدأً یہودیوں سے شروع ہوا گو اب اُنکی رائے اور ہو ہمارے نزدیک یہہ سندیں جو ہم نے بیان کیں اُن سے ہمارے مفسرین کے پہلے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔

دوسرے قول کی تصدیق کے لیئے ہم "عیزڈراس" کی اُسی دوسری کتاب سے استدلال کرتے ہیں اُسکے چودھویں باب میں یہ ورس ہیں۔

"اور اب میں (خدا) تجھہ سے کہتا ہوں" (ورس ۷)

"کہ تو اپنے دل میں وہ نشانیاں جمع رکھ جو میں نے دکھائی ہیں اور اُن خوابوں کو جو تو نے دیکھے ہیں اور اُن تعبیروں کو جو تو نے سنی ہیں" (ورس ۸)

"کیونکہ تو سب سے علیحدہ کر دیا جاویگا اور اب سے تو میرے بیٹے کے ساتھہ رہیگا اور ایسے لوگوں کے ساتھہ جو تیرے ہی مانند ہیں یہانتک کہ زمانہ کا خاتمہ ہو جاوے" (ورس ۹)

یہہ ترجمہ جو ہم نے لکھا ہے انگریزی زبان کے ترجمہ کا اُردو ترجمہ ہے۔ اصل کتاب "عیزڈراس" کی موجود نہیں ہے۔ اگر بیٹے کے ساتھہ رہنے سے حضرت عیسیٰ مراد ہوں تو یہہ ورس محض مہمل و بے معنی

مارے گئے انکو اللہ کس طرح بہٹکائے جارہے ہیں (۳۰)

ہو جاتا ہے بلکہ سیاق کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کلمہ کا اطلاق خود حضرت عزرا کی طرف ہے کہ اب سے تو میرا بیٹا رہیگا یعنی مقبول و مقرب۔

اس کتاب کا عربی زبان میں بھی ترجمہ موجود تھا اور کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ وہی عربی ترجمہ عرب میں اور بالتخصیص مدینہ میں جہاں کثرت سے یہودی رہتے تھے مروج ہوگا اور نہایت قرین قیاس ہے کہ وہ ترجمہ ایسے لفظوں میں ہوگا جس سے لوگ حضرت عزرا کو ابن اللہ تعبیر کرتے ہونگے جس طرح کہ عیسائی اسی قسم کے لفظوں کے سبب سے حضرت مسیح کو ابن اللہ تعبیر کرتے ہیں پس یہہ قول ہمارے علما کا کہ مدینہ کے یہودیوں کا یہہ خیال تھا نہایت صحیح اور قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔

اب ہم کو عیزڈراس کی دوسری کتاب پر جس کے حوالے ہم نے دیئے ہیں بحث کرنی باقی ہے یہ کتاب مجموعہ کتب عہد عتیق میں شامل نہیں ہے اور اسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہہ ایک جھوٹی یا نامعتبر کتاب ہے گو کہ اس میں بہت سی باتیں عمدہ اور صحیح بھی موجود ہیں۔

اس کتاب کے نامعتبر ہونیکی یہہ دلیلیں پیش ہوتی ہیں اول یہ کہ اس کتاب کا کوئی عبری یا یونانی نسخہ نہیں پایا جاتا صرف لٹن زبان کے چند نسخے اور ایک عربی زبان کا نسخہ ہے مگر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ عبری یا یونانی نسخہ کا نہ پایا جانا خصوصاً ایسی حالت میں کہ سب لوگ اسکا یونانی میں لکھا جانا تسلیم کرتے ہیں اس کے نامعتبر ہونے کی کیونکر دلیل ہو سکتی ہے۔

دوسری دلیل یہ پیش ہوتی ہے کہ ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ ابتداہی میں یہہ کتاب یونانی زبان میں لکھی گئی تھی جسکا یہ مفاد ہے کہ حضرت عزرا نے نہیں لکھی کیونکہ اگر وہ لکھتے تو عبری زبان میں لکھتے مگر اس کا یونانی زبان میں ابتداءً لکھا جانا صرف خیال کیا گیا ہے اور اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے۔ علاوہ اسکے بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت متی کی انجیل دراصل عبری زبان میں لکھی گئی تھی جو اب دنیا میں موجود نہیں ہے اور موجودہ انجیل یونانی زبان کی اس کا ترجمہ ہے پس کیا وجہ ہے کہ عیزڈراس کی کتاب کے اس نسخہ کو جس کا یونانی میں لکھا جانا خیال کیا گیا ہے عبری کا ترجمہ نہ تصور کیا جاوے۔

تیسری سب سے بڑی دلیل اس کتاب کی عزرا کی لکھی ہوئی نہ ہونے کی ڈاکٹر ٹمگرے کا قول ہے وہ

اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ

وہ کہتے ہیں کہ "اس کتاب کے مختلف مقامات کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُن مسئلوں اور خیالات اور فقروں کی طرح ہے جو عہد جدید میں پائے جاتے ہیں اور یہ بات کہ ہمارے سیویر یعنی حضرت مسیح کا ذکر اُنکا نام لیکر اس میں بہت صاف الفاظ میں کیا ہے ان سب باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر کل نہیں تو اکثر حصہ اُس کا انجیل کے بعد لکھا ہوا ہے۔"

جن ورسوں میں ایسے الفاظ ہونے کا خیال کیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ورسوں میں مذکور ہیں۔

"اور اِس لئے میں تم سے کہتا ہوں اے کفار تم میں سے جو سنتے اور سمجھتے ہیں کہ تم ڈھونڈو اپنے گڈریہ کو کہ وہ تم کو ہمیشہ کا آرام دیگا کیونکہ اب وہ قریب ہے اور دنیا کے اخیر میں آنے والا ہے" (باب دو۔ ورس ۳۴)

"بادشاہت کے انعام کے لئے تیار رہو کیونکہ ہمیشہ کی روشنی تم پر چمکنے والی ہے" (باب ۲۔ ورس ۳۵)

"اِس دنیا کے سایہ سے بھاگو اور اپنے جلال کی خوشی کو حاصل کرو میں اپنے سیویر کی تصدیق صاف طور سے کرتا ہوں" (باب ۲ ورس ۳۶)

عیسائی حضرت عیسیٰ پر سویر کا لفظ اطلاق کرتے ہیں اور اسی خیال سے ڈاکٹر گرے نے خیال کیا ہے کہ اِس سے حضرت عیسیٰ مراد ہیں اور یہ کتاب انجیل کے بعد لکھی گئی ہے مگر وہ عبری لفظ מושיע جس کا ترجمہ سیویر یعنی نجات دہندہ کیا جاتا ہے وہ عہد عتیق میں اشعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۳ ورس ۳ و ۱۱ و باب ۴۵ ورس ۲۱ و باب ۴۹ ورس ۲۶ و باب ۶۰ ورس ۱۶ میں آیا ہے اور خدا کی طرف اُسکا اطلاق کیا گیا ہے پھر یہاں بھی سیویر سے خدا کیوں سمجھا نہیں جاتا۔

"تب میں نے فرشتہ سے پوچھا کہ یہ جوان شخص کون ہے جو اُن لوگوں کے سروں پر تاج رکھتا ہے اور اُنکے ہاتھ میں شاخیں دیتا ہے" (باب ۲ ورس ۴۶)۔

"پس اُس نے جواب دیا کہ یہ خدا کا بیٹا ہے جس کو اُنھوں نے دنیا میں قبول کیا ہے" (باب ۲ ورس ۴۷)

مگر بزرگ اور مقدس آدمی کو خدا کا بیٹا کہنا ایک عام محاورہ کتب عہد عتیق کا ہے حضرت موسیٰ کی دوسری کتاب یعنی سفر خروج کے چوتھے باب کی بائیسویں آیت میں خدا نے حضرت یعقوب کو اپنا پہلا بیٹا کہا ہے اور وہ آیت یہ ہے "و بہ فرعون بگو کہ خداوند چنیں می فرماید کہ اسرائیل پسر اول زادہ من است"

اُنھوں نے پکڑ لیا ہے اپنے عالموں اور اپنے درویشوں کو پروردگار اللہ کے سوا

زادہ کا لفظ اصل عبری میں نہیں ہے۔

ہوشیع نبی کی کتاب کے پہلے باب کی دسویں آیت میں بنی اسرائیل پر خدا کے بیٹوں کا اطلاق ہوا ہے اور وہ آیت یہ ہے ''معہذا تعداد بنی اسرائیل مثل ریگ دریا کہ پیمودنی و شمردنی نیست خواہد بود بلکہ واقع میشود در تمامے مقامے کہ بایشان گفتہ شد کہ شما قوم من نیستید بایشان گفتہ خواہد شد کہ پسران خدائے حی آئید''

''اور جو شخص کہ مندرجہ بالا برائیوں سے بچیگا وہ میرے عجائبات کو دیکھیگا'' (باب ۷ ورس ۲۷)

''کیونکہ میرا بیٹا جیسس اُن لوگوں کے ساتھ ظاہر ہوگا جو اُس کے ساتھ ہونگے اور جو لوگ باقی رہینگے وہ چارسو برس کے اندر خوش ہون گے'' (باب ۷ ورس ۲۸)

''بعد ان برسوں کے میرا بیٹا کرائسٹ مر جاویگا اور تمام لوگ جو جان رکھتے ہیں وہ بھی (باب ۷ ورس ۲۹)

جیسس اور جیسوا اور جوشیوا یہ تینوں صورتیں یونانی نام جوشوا اور جیشوا کی ہیں جو مخفف ہے جیہوشوا کا مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مقام میں جو جیسس نام ہے ڈاکٹر نگر رے نے کس دلیل پر اُس کو حضرت مسیح کا نام سمجھا ہے۔ کیونکہ اسی عیزڈراس کی پہلی کتاب کے پانچویں باب ورس ۵ میں یہ نام آیا ہے اور یہ وہ شخص ہے جو قید بابل سے چھوٹ کر بنی اسرائیل کے ساتھ بیت المقدس میں آیا تھا مذکورہ بالا ورس میں اسی شخص کا نام معلوم ہوتا ہے کیونکہ لکھا ہے کہ جیسس اُن لوگوں کے ساتھ ظاہر ہوگا جو اُس کے ساتھ ہونگے اور اس سے صاف اشارہ انہیں لوگوں کی طرف ہے جو قید بابل سے چھوٹ کر بیت المقدس میں آئے تھے۔

اِس شخص نے بہت سی نیکی اور خداپرستی کے کام کئے ہیں جنکا ذکر عیزڈراس کی پہلی کتاب کے باب ۵ ورس ۸ و ۴۸ و ۴۸ و ۵۶ و ۶۸ و ۷۰ و باب ۶ ورس ۲ و باب ۹ ورس ۱۹ میں مندرج ہے اور اُنھیں نیک کاموں کے سبب سے اُسکو خدا نے اپنا بیٹا کہا ہے۔

مسیح اور کرائسٹ کے ایک ہی معنی ہیں یہ لفظ ہر ایک کے لیے استعمال ہوتا تھا جس پر ایک خاص رسم میں تیل ملا جاتا تھا (دیکھو سفر لویان باب ۴ ورس ۳ و ۵ و ۱۶) ان ورسوں میں مسیح یا کرائسٹ

وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٣١﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِــــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٣٢﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

کالفظ ہائی پریسیٹ کے لئے استعمال ہوا ہے اور بنی اسرائیل کے بادشاہوں کو بھی تیل ملا جاتا تھا اور وہ بھی مسیح لقب سے بولے جاتے تھے (دیکھو پہلا سموئل باب ۲ ورس ۱۰ و ۳۵ و باب ۱۲ ورس ۳ و ۵ و باب ۱۶ ورس ۶ و باب ۲۴ ورس ۶ و ۱۰ و باب ۲۶ ورس ۹ و ۱۱ و ۲۳ — دوسرا سموئل باب ۱ ورس ۱۴ و ۱۶ و باب ۱۹ ورس ۲۱ و باب ۲۳ ورس ۱)

یہودیوں میں پرلیسیٹ کو تیل ملا جاتا تھا جسوقت کہ وہ اپنے کام پر مقرر ہوتے تھے (دیکھو پہلی کتاب تواریخ الایام باب ۱۶ ورس ۲۲ و زبور ۱۰۵ ورس ۱۵) پس اس مقام پر کرائسٹ سے وہی جیس مراد ہے جو قید بابل سے چھوٹ کر بیت المقدس میں آیا تھا اور بطور پرلیسیٹ کے اُس نے بہت سے کام کئے ہیں۔

مسٹر آرنلڈ اِن اخیر دو ورسوں کی نسبت جن میں جیس اور کرائسٹ کا لفظ آیا ہے یہ لکھتے ہیں کہ "اِس ورس اور اِس کتاب کے اور چند فقروں سے جیس کرائسٹ کا نام اور اُنکے کام اور موت وغیرہ کا حال صاف صاف معلوم ہوتا ہے — اور یہ بات ناممکن ہے کہ کسی یہودی نے جس نے اِس کتاب کو تسلیم کر لیا ہو وہ عیسائی نہ ہو گیا ہو"، مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بات ناممکن ہے کہ کسی یہودی نے جس نے اِس کتاب کو تسلیم کر لیا ہو اُن لفظوں کے وہ معنی سمجھے ہوں جو مسٹر آرنلڈ نے سمجھے ہیں۔

اُسکے بعد مسٹر آرنلڈ لکھتے ہیں کہ "اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ یہ کتاب ہمارے سیویر یعنی حضرت مسیح کے تھوڑے زمانہ بعد لکھی گئی ہوگی اور جس کے حالات اور جس کے حواریوں کی تحریرات سے مصنف نے چند فقرے لکھے ہیں"، اگرچہ ہم نے تشریح کردی ہے کہ اُن ورسوں کے وہ معنی نہیں ہو سکتے جو عیسائی مصنف سمجھتے ہیں لیکن اگر ہم اُنکے اس قول کو تسلیم کر لیں کہ یہ کتاب حضرت مسیح کے تھوڑے زمانہ بعد

اور مسیح بیٹے مریم کو۔ اور اُنکو نہیں حکم کیا گیا بجز اِسکے کہ پوجیں اللہ واحد کو نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ پاک ہے وہ اُس سے کہ اُس کا شریک ٹھیراتے ہیں (۳۱) چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے اور انکار کرتا ہے اللہ مگر یہہ کہ پورا کرے اپنے نور کو اور گو کہ مکروہ جانیں کافر (۳۲) وہ وہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھہ

لکھی گئی تھی تو بھی یہہ بات تسلیم کرنی ضرور ہوگی کہ قبل نزول قرآن مجید کے یہہ کتاب تحریر ہو چکی تھی اور جو کہ اُس میں متعدد جگہہ انسانوں کو ابن اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے سواسطے یہودیوں کا بعض فرقہ حضرت عزیر کو ابن اللہ کہتا ہوگا جیسا کہ ہمارے مفسروں نے لکھا ہے کہ مدینہ کے یہودیوں کا یہہ اعتقاد تھا چنانچہ سعید ابن جبیر اور عکرمہ نے روایت کی ہے کہ سلام بن مشکم اور نعمان ابن اوفی اور مالک ابن صیف جو مدینہ کے یہودی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے کہ ہم کیوں کر تمہاری تابعداری کریں تم نے تو ہمارا قبلہ چھوڑ دیا ہے اور عزیر کو ابن اللہ بھی نہیں سمجھتے۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ شام کے یہودیوں کا یہہ اعتقاد نہیں تھا اور اسیوجہہ سے وہ لوگ اسبات سے کہ وہ عزیر کو ابن اللہ سمجھتے تھے ہمیشہ انکار کرتے رہے ہیں مگر اُنکے انکار کرنے سے یہہ لازم نہیں آتا کہ کوئی فرقہ بھی اِس اعتقاد کا نہ تھا۔ اگر اسوقت عیسائیوں سے پوچھو تو سب عیسائی اسبات سے کہ وہ حضرت مریم کو بھی خدا سمجھتے تھے انکار کرینگے حالانکہ چوتھی صدی کے اخیر میں عیسائیوں میں ایک فرقہ پیدا ہوا تھا جو کولی ریڈینس پکارا جاتا تھا موشیم اکلیزیاسٹکل ہسٹری صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے کہ ان لوگوں نے باپ اور بیٹے (یعنی خدا اور حضرت مسیح) کے سوا حضرت مریم کو بھی خدا مانا تھا۔ یہہ فرقہ چند روز رہا اور مدت سے معدوم ہو گیا۔ اسیطرح یہودیوں کا بھی ایک خاص فرقہ تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور اب وہ معدوم ہے۔

مسلمان عالموں کی یہہ دلیل کہ قرآن مجید علانیہ مدینہ میں پڑھا جاتا تھا اور آیت وقالت الیہود عزیر ابن اللہ سب یہودی سنتے تھے اگر اُن کا یہہ اعتقاد نہ ہوتا تو ضرور الزام دیتے کچھہ کم مضبوط نہیں ہے۔

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ
النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ
بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ
وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ
تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ
اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ
الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ
كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾
اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ
عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا
حَرَّمَ اللّٰهُ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ

تاکہ اُسکو غالب کرے اوپر ہر دین کے اور گو کہ مکروہ جانیں مشرک (۳۳) اے لوگو جو
ایمان لائے ہو بیشک بہت سے یہودی عالموں میں سے اور عیسائی درویشوں میں
سے کھاتے ہیں لوگوں کے مال دغا سے اور روکتے ہیں اللہ کے رستہ سے اور وہ لوگ
جو خزانہ میں رکھتے ہیں سونے اور چاندی کو اور اُسکو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں تو خوشخبری دے
اُنکو دکھ دینے والے عذاب سے (۳۴) جس دن کہ گرم کیا جاویگا اُسپر دوزخ کی آگ میں تو اُس سے
داغی جاوینگی اُنکی پیشانیاں اور اُنکی پسلیاں اور اُنکی پیٹھیں یہ ہے جو خزانہ میں رکھا تھا تمنے
اپنے لئے پھر چکھو جو کچھ کہ تم خزانہ میں رکھتے تھے (۳۵) بیشک گنتی مہینوں کی اللہ کے
نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جس دن پیدا کیا آسمانونکو اور زمیں کو اُنمیں
سے چار (مہینے) حرام ہیں یہ ہے دین درست۔ پھر نہ ظلم کرو اُنمیں اپنے پر اور مارو
مشرکوں کو اکٹھے ہو کر جس طرح کہ وہ تم کو مارتے ہیں اکٹھے ہو کر اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں
کے ساتھ ہے (۳۶) اِسکے سوا اور کچھ نہیں کہ نسی (یعنی آگے بڑھا دینا یا پیچھے ہٹا دینا
اُن چار مہینوں میں سے کسی مہینے کا) زیادتی ہے کفر میں اُس سے گمراہ کئے جاتے
ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں۔ حلال کر لیتے ہیں اُسکو ایک برس اور حرام کر لیتے ہیں اُسکو کسی دوسرے برس تاکہ
برابر کر لیں گنتی اُسکی جو حرام کیا ہے اللہ نے پھر حلال کرتے ہیں اُسکو جسے حرام کیا ہے اللہ نے۔ اچھے دکھائے
گئے ہیں اُنکے لئے اُنکے بُرے اعمال اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں
کو (۳۷) اے لوگوں جو ایمان لائے ہو کیا ہو گیا ہے تم کو جس وقت تم کو
کہا جاتا ہے۔

انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۳۸ اِلَّا
تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ
شَيْـًٔا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۹ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ
اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ
لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ
وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَ
كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۴۰ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا
وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ
وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا
مَعَكُمْ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۴۲ عَفَا اللّٰهُ
عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ
الْكٰذِبِيْنَ ۝۴۳ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا

کہ نکلو اللہ کی راہ میں تم بوجھل بنکر جھک پڑتے ہو زمین کی طرف کیا تم راضی ہو دنیا کی زندگی کے ساتھ آخرت (کی زندگی) سے پھر نہیں ہے سرمایہ دنیا کی زندگی کا آخرت میں مگر تھوڑا (۳۸) اگر تم نہ نکلو گے عذاب کریگا تم کو ایک عذاب بہت دکھ دینے والا اور بدل دیگا ایک قوم کو تمھارے سوا اور اُسکو نہ ضرر پہونچاؤ گے کچھ بھی اور اللہ اوپر ہر چیز کے قدرت رکھنے والا ہے (۳۹) اگر تم اُسکی (یعنی پیغمبر کی) مدد نہ کرو گے (تو کیا پرواہ ہے) تو بیشک اُسکی مدد کی ہے اللہ نے جب کہ اُسکو نکالا اُن لوگوں نے جو کافر ہیں۔ دوسرا دو٭ میں سے جب کہ وہ دونوں غار میں تھے جب کہتا تھا اپنے ساتھی کو غمگین مت ہو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اُتاری اللہ نے اپنی سکینہ اُسپر اور اُسکی تائید کی لشکروں سے کہ اُنکو تمنے نہیں دیکھا اور کیا اُن لوگوں کے بول کو نیچا اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا (۴۰) نکلو تم ترت پھرت کر اور کسمسا کر اور جہاد کرو اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں یہ ہی بہتر تمھارے لئے اگر تم جانتے ہو (۴۱) اگر ہوتا مال قریب اور سفر ہلکا تو البتہ تیری پیروی کرتے لیکن دور آن پڑی ہے اُنپر رستہ کی مسافت اور وہ قسم کھاویں گے اللہ کی کہ اگر ہم کر سکتے تو ہم نکلتے تمھارے ساتھ ہلاک کرتے ہیں اپنے آپ کو اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک وہ ضرور جھوٹے ہیں (۴۲) معاف کرے اللہ تجھکو کیوں اجازت دی تونے اُنکو یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے تجھکو وہ لوگ جو سچ کہتے ہیں اور تو جان لیتا جھوٹ بولنے والوں کو (۴۳) تجھسے اجازت نہیں چاہتے وہ لوگ جو ایمان لاے ہیں اللہ پر اور آخیر دن پر کہ جہاد کریں۔

٭ جب آنحضرت صلعم نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو آنحضرت صلعم ابوبکر صدیق رضؓ کو ساتھ لیکر جبل ثور کے ایک غار میں چھپ رہے تھے اُسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿۴۴﴾ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ
لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ
يَتَرَدَّدُونَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَٰكِن كَرِهَ اللَّهُ
انبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوا فِيكُم
مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ
سَمَّاعُونَ لَهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ
وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ ﴿۴۸﴾
وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَ
إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿۴۹﴾ إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن
تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّوا وَّهُمْ
فَرِحُونَ ﴿۵۰﴾ قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا
وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۵۱﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا
إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَن يُصِيبَكُمُ
اللَّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِ

اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اور اللہ جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو (۴۴) ایکو
سوا کچھ نہیں کہ اجازت چاہتے ہیں تجھسے وہ لوگ جو نہیں ایمان لاے اللہ پر اور اخیر دن پر
اور دھڑ پکڑ کرتے ہیں اُنکے دل پھر وہ اپنے شک میں متردد ہوتے ہیں (۴۵) اور اگر ارادہ
کرتے نکلنے کا تو تیار کرتے اُسکے لئے (یعنی سفر کیلئے) سامان ولیکن ناپسند کیا اللہ نے
اُنکا اُٹھانا پھر باندہ دیا انکو اور کہا بیٹھے رہو بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ (۴۶) اگر وہ نکلتے
تم میں (ملکر) تو کچھ نہ زیادہ کرتے تم کو مگر فساد کو اور البتہ سواریوں کو (یعنی اونٹوں اور گھوڑوں
کو) دوڑاتے پھرتے درمیان میں تمھارے۔ چاہتے تمھارے لئے فتنہ اوٹھانے
کو۔ اور تم میں ہیں کنسوئیاں لینے والے اُنکے لئے اور اللہ جاننے والا ہے ظالموں
کو (۴۷) بیشک اُنھوں نے چاہا تھا فتنہ اوٹھانے کو اس سے پہلے اور اولٹ دیا تھا
تیرے لئے کاموں کو یہاں تک کہ آیا حق (یعنی جو حق بات تھی وہ واقع ہوئی) اور ظاہر ہوا خدا
کا حکم اور وہ کراہیت کرنے والے تھے (۴۸) اور ان میں سے وہ ہے جو کہتا ہے کہ اجازت دے
مجھ کو اور نہ فتنہ میں ڈالو مجھکو۔ خبردار ہو کہ وہ فتنہ میں پڑے ہیں اور بیشک جہنم البتہ گھیر لینے والی
ہے کافروں کو (۴۹) اگر پہونچے تجھکو کوئی بھلائی تو انکو بری لگتی ہے اور اگر پہونچے تجھکو کوئی
مصیبت تو کہتے ہیں کہ بیشک لے لیا ہمنے اپنا کام اس سے پہلے اور پھر جاتے ہیں اور وہ خوش ہوتے
ہیں (۵۰) کہدے اے پیغمبر ایکو ہرگز نہیں پہونچنے کا ہم کو مگر وہ جو لکھدیا ہے اللہ نے ہمارے لئے وہی ہمارا کام بنانے
والا ہے اللہ پر اور پھر توکل کرنا چاہیئے ایمان والوں کو (۵۱) کہدے اے پیغمبر (کافروں سے) کہ تم نہیں منتظر ہو ہمارے
لئے مگر دو بھلائیوں میں سے ایک کی (یعنی فتح یا شہادت) اور ہم منتظر ہیں تمھاری لئے کہ تم پر ڈالے گا اللہ عذاب
اپنے پاس سے

اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۖ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۗءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

یا ہمارے ہاتھون سے پھر انتظار کرو ہم بھی تمھارے ساتھ منتظر ہیں (۵۲) کہدے اے پیغمبر (منافقون سے) کہ تم خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز نہ قبول کیا جاویگا تم سے بیشک تم ہوا ایک قوم فاسقون کی (۵۳) اور نہیں مانع ہوا اُنکو کہ قبول کئے جاویں اُنکے خرچ کیے ہوے مگر یہہ کہ اُنھوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھہ اور اُسکے رسول کے ساتھہ اور نہیں آتے نماز کو مگر ایسی حالت میں کہ وہ کاہلی کرتے ہوتے ہیں اور نہیں خرچ کرتے مگر ایسی حالت میں کہ وہ کراہیت کرتے ہوتے ہیں (۵۴) پھر نہ تعجب میں ڈالیں تجھکو اُنکے مال اور نہ اُنکی اولاد اُسکے سوا کچھ نہیں کہ اللہ ارادہ کرتا ہے کہ اُنکو عذاب دے اُنھیں سے دنیا کی زندگی میں اور نکل جاوین اُنکی جانین اور وہ کافر ہون (۵۵) اور وہ قسم کہاتے ہیں اللہ کی کہ بیشک وہ تم میں سے ہیں اور وہ نہیں ہیں تم میں سے ولیکن وہ ایک قوم ہیں کہ ڈرتے ہیں (۵۶) اگر وہ پاوین کوئی جاے پناہ یا پہاڑ کی کھوئیں یا اور کوئی جگہہ گہس جانے کی تو البتہ پلٹ جاوین اُسکی طرف اور وہ ڈگین پہرتے جاتے ہون (۵۷) اور اُن میں سے وہ ہیں جو تجھپر عیب پکڑتے ہیں خیرات بانٹنے میں پہر اگر اُس میں سے اُنکو دیا جاوے تو راضی ہوں اور اگر اُس میں سے اُنکو نہ دیا جاے تو یکایک وہ غصہ ہو جاتے ہیں (۵۸) اور اگر وہ راضی ہوتے اُسپر جو دیا ہے اُنکو اللہ نے اور اُسکے رسول نے اور کہتے کہ کافی ہے ہمکو اللہ اور جلد دیگا ہمکو اللہ اپنے فضل سے اور اُسکا رسول بیشک ہم اللہ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں (۵۹) سواے اِسکے کچھہ نہیں ہے کہ خیرات فقیروں کو اور مسکینوں کے اور اُس پر کام کرنے والون کے اور جنکے دلوں کو الفت دلائی گئی ہے اور جو غلامی میں ہیں اور مقروضوں کے اور اللہ کی راہ میں

فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦٠﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ
وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ
لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٦١﴾ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ
رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٢﴾ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٣﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ
مَن يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَٰلِكَ
الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٤﴾ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ
تُنَبِّئُهُم بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا
تَحْذَرُونَ ﴿٦٥﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَ
نَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٦﴾
لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ
مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٧﴾ الْمُنَافِقُونَ وَ
الْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ

خرچ کرنے کے اور مسافروں کے لئے ہے فرض کیا گیا اللہ کی طرف سے اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۶۰) اور اُن میں سے وہ ہیں جو ایذا دیتے ہیں نبی کو اور کہتے ہیں کہ وہ تو ہلکے کان کا ہے۔ کہدے اے پیغمبر کہ ہلکا کان بھلائی کے سننے کے لئے ہے تمہاری لئے یقین کرتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے ایمان والوں کا (۶۱) اور رحمت ہے اُنکے لئے جو ایمان لائے ہیں تم میں سے۔ اور جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو اُنکے لئے عذاب ہے دکھ دینے والا (۶۲) قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تمہارے لئے تاکہ راضی کریں تم کو اور اللہ اور اُس کا رسول احق ہے کہ راضی کریں اُسکو اگر ہیں ایمان والے (۶۳) کیا وہ نہیں جانتے کہ جو برخلافی کرے اللہ کی اور اُسکے رسول کی تو ضرور اُسکے لئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ رہنے والا ہوگا اُس میں یہہ ہے خواری بڑی (۶۴) ڈرتے ہیں منافق کہ نازل کی جاوے اُن پر (یعنی مسلمانوں پر) کوئی سورۃ خبر دیدے اُن کو (یعنی مسلمانوں کو) اُس چیز سے جو اُنکے (یعنی منافقوں کے) دلوں میں ہے۔ کہدے کہ ٹھٹھا کرو بیشک اللہ ظاہر کرنے والا ہے اُس کا جس سے تم ڈرتے ہو (۶۵) اور اگر تو اُن سے پوچھے تو کہیں گے کہ اسکے سوا اور کچھہ نہیں کہ ہم دل لگی کرتے تھے اور ٹھٹھا کرتے تھے۔ کہدے کہ کیا اللہ اور اُسکی نشانیوں اور اُس کے رسول کے ساتھہ تم ٹھٹھا کرتے تھے (۶۶) مت عذر کرو بیشک تم کافر ہو گئے اپنے ایمان کے بعد۔ اگر ہم معاف کریں ایک گروہ کو تم میں سے تو ہم عذاب کرینگے ایک گروہ کو اس لئے کہ وہ گنہگار تھے (۶۷) منافق مرد اور منافق عورتیں ایک اُن میں کے دوسرے سے ہی ہیں حکم کرتے ہیں بُرائی کا اور منع کرتے ہیں نیکی سے اور بند کرتے ہیں اپنے ہاتھوں کو بھول گئے خدا کو پھر بھول گیا خدا اُنکو

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۶۸﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

بیشک منافق وہی ہیں فاسق (۶۸) وعدہ کیا ہے اللہ نے منافقین مردوں اور منافقین عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا ہمیشہ رہنے والے ہیں اُس میں وہی کافی ہے انکو اور لعنت کی ہے اُن کو اللہ نے اور اُنکے لئے ہے عذاب قایم رہنے والا (۶۹) مانند اُن لوگوں کے جو تھے تم سے پہلے وہ تھے بہت زیادہ تم سے قوت میں اور بہت زیادہ مال میں اور اولاد میں پھر فائدہ اوٹھایا اُنھوں نے اپنے بخرے سے پھر تم نے بھی فائدہ اوٹھایا اپنے بخرے سے جسطرح کہ فائدہ اوٹھایا اُن لوگوں نے جو تم سے پہلے تھے اپنے بخرے سے اور تم دل لگی کرنے لگے جیسے کہ اُن لوگوں نے دل لگی کی تھی یہی لوگ ہیں کہ جھڑ گئے اُنکے اعمال دنیا اور آخرت میں اور وہی لوگ ہیں نقصان پانے والے (۷۰) کیا نہیں آئی اُنکے پاس خبر اُن لوگوں کی جو اُن سے پہلے تھے قوم نوح اور عاد اور ثمود کی اور قوم ابراہیم کی اور مدین کے لوگوں کی (یعنی قوم شعیب) اور دہس گئی ہوئی بستی والوں کی (یعنی قوم لوط) اُنکے پاس آئے اُنکے رسول دلیلوں کے ساتھ پھر نہیں تھا اللہ کہ ظلم کرے اُن پر ولیکن وہ آپ اپنے پر ظلم کرتے تھے (۷۱) اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک اُن میں کے دوست ہیں دوسرے کے حکم کرتے ہیں ساتھ نیکی کے اور منع کرتے ہیں بُرائی سے اور قایم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوۃ کو اور فرمانبرداری کرتے ہیں اللہ کی اور اُسکے رسول کی رحمت کریگا اُن پر اللہ بیشک اللہ غالب ہے حکمت والا (۷۲) وعدہ کیا ہے اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں سے بہشتوں کا بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ
اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٧٣﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ
وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٧٤﴾
يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ
اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا
يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِى الْاَرْضِ
مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٧٥﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ
فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ
وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧٧﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ
اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿٧٨﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٧٩﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ
الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا
يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ؗ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٨٠﴾

ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں اور پاکیزہ رہنے کی جگہ کا ہمیشہ قایم رہنے والی بہشتوں میں اور خوشنودی خدا کی طرف سے سب سے بڑی ہے یہ ہے وہی مراد پانی بڑی (۷۲) اے نبی جہاد کر کافروں سے اور منافقین سے اور درشتی کر اُن پر اور اُنکی جگہ ہے جہنم اور بُری ہے جگہ جانے کی (۷۳) قسم کہاتے ہیں اللہ کی کہ نہیں کہا اور بیشک اُنھوں نے کہا کلمہ کفر کا اور کافر ہوئے اسلام کے بعد اور قصد کیا اُسکا (یعنی رسول کی ایذا کا) جس کو نہ پایا اور نہیں عیب لگایا مگر یہ کہ دولت مند کیا اُنکو اللہ نے اور اُسکے رسول نے اپنے فضل سے۔ پہر اگر وہ توبہ کریں تو بہتر ہوا اُنکے لئے اور اگر پہر جاوین عذاب کریگا اُن کو اللہ عذاب دکہہ دینے والا دنیا میں اور آخرت میں اور نہیں اُنکے لئے زمین میں کوئی دوست اور نہ مددگار (۷۵) اور اُن میں سے وہ بہی ہیں کہ عہد کیا اللہ سے کہ اگر دیگا ہم کو اپنے فضل سے تو البتہ ہم خیرات دینگے اور ہونگے نیکوں میں سے (۷۶) پہر جب دیا اُنکو اپنے فضل سے تو اُسکے ساتھ بخل کیا اور پہر گئے اور وہ مونہہ پہیرنیوالے ہیں (۷۷) پہر دوڑ پڑا اُن پر نفاق اُنکے دلوں میں اُس دن تک کہ ملیں گے اُس سے بہ سبب اُسکے کہ خلاف کیا اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اُس سے اور بہ سبب اِسکے کہ جہوٹ بولتے تھے (۷۸) کیا نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے اُنکے بہید اور اُنکی صلاحیں اور اللہ جاننے والا ہے چہپی باتوں کا (۷۹) جو لوگ کہ عیب لگاتے ہیں رغبت کرنے والوں کو مسلمانوں میں سے خیرات دینے میں اور اُن لوگوں کو جو کچھ نہیں پاتے مگر اپنی محنت پہر ٹہٹہا کرتے ہیں اُن سے ٹہٹہا کرے گا اللہ اُن سے اور اُن کے لئے عذاب ہے دُکھہ دینے والا (۸۰)

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ
مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ
خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ
حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ
مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ
تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا
مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا
تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ
فٰسِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ
اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۶﴾
وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ

معافی چاہ اُن کے لئے یا نہ معافی چاہ اُن کے لئے اگر تو معافی چاہے اُنکے لئے ستر
دفعہ تو بھی ہرگز نہ معاف کریگا اللہ اُن کیلئے۔ یہ اِس لئے کہ اُنھوں نے کفر کیا اللہ سے
اور اُسکے رسول سے اور اللہ نہیں ہدایت کرتا فاسقوں کی قوم کو (۸۱) خوش ہوے جو
پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے اپنے بیٹھ رہنے سے پیچھے رسول اللہ کے اور کراہیت کی کہ جہاد
کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کے رستہ میں اور کہا کہ مت نکلو گرمی میں۔
کہدے اے پیغمبر کہ جہنم کی آگ بہت زیادہ ہے گرمی میں اگر وہ سمجھتے ہوتے (۸۲) پھر چاہیے
کہ ہنسیں تھوڑا اور روویں بہت بدلے میں اُس کے جو اُنھوں نے کمایا تھا (۸۳) پھر اگر
تجھکو پھیر کر لاوے اللہ کسی گروہ کے پاس اُن میں سے پھر وہ اجازت مانگیں تجھ سے نکلنے
کے لئے تو کہدے کہ تم ہرگز مت نکلو میرے ساتھ کبھی اور ہرگز نہ لڑو میرے ساتھ ہو کر
کسی دشمن سے بیشک تم راضی ہوے بیٹھ رہنے پر پہلی دفعہ پھر بیٹھے رہو پیچھے رہنے
والوں کے ساتھ (۸۴) اور نہ نماز پڑھ اوپر کسی ایک کے اُن میں سے کہ مرجاوے کبھی اور
نہ کھڑا ہو اُس کی قبر پر بیشک اُنھوں نے کفر کیا اللہ اور اُس کے رسول سے اور مر گئے اور
وہ فاسق تھے (۸۵) اور نہ تعجب میں ڈالیں تجھکو اُنکے مال اور نہ اُنکی اولاد اِسکے سوا کچھ
نہیں کہ اللہ ارادہ کرتا ہے کہ اُن کو عذاب کردے اُنہیں سے دنیا میں اور
نکل جاویں اُن کی جانیں اور وہ کافر ہوں (۸۶) اور جب کہ اوتاری جاتی
ہے کوئی سورۃ کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد کرو اُس کے رسول کے
ساتھ

اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾
رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا
يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ
مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ
وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ
اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ
لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ
حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ
يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ

اجازت مانگتے ہیں تجھ سے وسعت والے اُن میں سے اور کہتے ہیں کہ چھوڑ دے ہم کو تاکہ ہم رہیں بیٹھے بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ (۸۷) راضی ہوئے اس پر کہ ہو رہیں پیچھے رہنے والوں کے ساتھ اور مُہر کی گئی ہے اُنکے دلوں پر پھر وہ نہیں سمجھتے (۸۸) لیکن رسول نے اور اُن لوگوں نے جو ایمان لائے ہیں اُسکے ساتھ جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اور یہ لوگ ہیں کہ اُنہیں کیلئے ہیں نیکیاں اور یہ لوگ وہی ہیں فلاح پانیوالے (۸۹) تیار کر رکھی ہیں اللہ نے اُنکے لئے جنتیں بہتی ہیں اُنکے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے اُنمیں یہ ہے بہت بڑی مراد پانی (۹۰) اور آئے عذر والے گنوار وعربوں میں سے تاکہ اجازت دیجاوے اُن کو اور بیٹھ رہے وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ کہا اللہ اور اُسکے رسول سے البتہ پہونچیگا اُن لوگوں کو جو کافر ہیں اُن میں سے عذاب دکھ دینے والا (۹۱) نہیں ہے ناتوانوں پر اور نہ بیماروں پر اور نہ اُن لوگوں پر جو نہیں پاتے کوئی چیز کہ خرچ کریں کچھ حرج جب کہ خیر خواہی کریں اللہ کی اور اُس کے رسول کی نہیں ہے اچھوں پر کوئی راہ۔ (یعنی کوئی وجہ غصہ کی) اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۹۲) اور نہ اُن لوگوں پر جس وقت کہ آئے تیرے پاس تاکہ تو اُن کو سواری دے تو نے کہا کہ میں نہیں پاتا کچھ کہ میں تم کو اُس پر سوار کروں وہ پھر جاتے ہیں اور آنکھیں اُنکی بہتی ہیں آنسوؤں سے غم کے مارے کہ نہیں پاتے کچھ کہ خرچ کریں (۹۳) اِسکے سوا کچھ نہیں کہ راہ (یعنی غصہ کی وجہ) اُن لوگوں پر ہے جو اجازت چاہتے ہیں تجھ سے اور وہ دولت مند ہیں راضی ہوئے ہیں اس پر کہ ہو رہیں پیچھے رہنے والوں کے ساتھ

وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾ يَعْتَذِرُوْنَ
اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ
قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ
تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا
عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً
بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ
تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾
اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ
مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ عَلَيْهِمْ
دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ
يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ
عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ

مہر کر دی ہے اللہ نے اُن کے دلون پر پھر وہ نہیں جانتے (۹۴) عذر کرینگے تمہارے آگے جب پھر آؤگے اُن کی طرف۔ کہہ کہ مت عذر کرو ہم ہرگز یقین نہیں کرتے تمہارا بیشک ہم کو بتا دی ہیں اللہ نے تمہاری خبریں اور دیکھیگا اللہ تمہارے عمل اور اُس کا رسول پھر لوٹائے جاؤگے چھپی اور کھلی بات کے جاننے والے کے پاس پھر بتا دیگا تم کو جو کچھ کہ تم کرتے تھے (۹۵) قریب ہے کہ قسمیں کھاوینگے اللہ کی تمہارے لئے جب کہ تم اُن کی طرف پھروگے تا کہ تم مونہہ پھیر لو اُن سے پھر تم منہہ پھیر لو اُن سے بیشک وہ ہیں نجس اور جگہہ ہے جہنم سزا ہیں اُسکی جو وہ کماتے تھے (۹۶) قسمیں کھاوینگے تمہارے لئے تا کہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ پھر اگر تم اُن سے راضی بھی ہو جاؤ تو بیشک اللہ راضی نہیں ہوتا فاسقون کی قوم سے (۹۷) گنوار وعرب نہایت سخت ہیں کفر میں اور نفاق میں اور اسکے لایق ہیں کہ نہ جانیں حدیں اُس کی جو اُتارا ہے اللہ نے اپنے رسول پر اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۹۸) اور گنوار وعربون میں سے وہ ہیں جو سمجھتے ہیں اُسکو جس کو خرچ کرتے ہیں ایک ڈانڈا اور انتظار کرتے ہیں تمہیر گردشون کا اُنھیں پر ہے گردش بُرائی کی اور اللہ سننے والا ہے جاننے والا (۹۹) اور عربون میں سے وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور اخیر دن پر اور سمجھتے ہیں اُس کو جس کو خرچ کرتے ہیں قربت نزدیک اللہ کے۔ اور رسول کی دعاے خیر۔ ہان بیشک وہ قربت ہے اُنکے لئے

سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۰﴾
وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ
لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۱﴾ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ
وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ
نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۲﴾
وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ
سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾
خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ
عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾
اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ
الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۵﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا
فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ

داخل کریگا اُن کو اللہ اپنی رحمت میں بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۱۰۰) اور
سبقت کرنے والے پہل کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سے اور وہ لوگ
جنہوں نے اُن کی پیروی کی نیکی سے راضی ہوا اللہ اُن سے اور وہ راضی ہوے
اُس سے اور تیار کین اُنکے لیے جنتین بہتی ہیں اُنکے نیچے نہریں ہمیشہ رہینگے اُنمیں
ہمیشہ ہمیش یہہ ہے بڑی مراد پانی (۱۰۱) اور اُن لوگون میں جو تمہارے گرد ہیں
گنوار و عربون میں سے منافق ہیں اور مدینہ والون میں سے بعضے جمے ہوے ہیں
نفاق پر تو اُن کو نہیں جانتا ہم اُن کو جانتے ہیں اب ہم اُن کو عذاب دینگے دوہرا
پھر ملٹپاے جاینگے طرف عذاب عظیم کے (۱۰۲) اور اَور لوگ اقرار کرتے ہیں اپنے
گناہوں کا اُنھوں نے ملا دیا ہے عمل نیک کو اور دوسرے عمل بد کو اُمید ہے
کہ اللہ التفات کرے اُن پر بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان (۱۰۳) لے اُنکے
مالون میں سے خیرات کہ پاک کرے تو اُنکو اور پاکیزہ کرے تو اُن کو بہ سبب اُسکے
اور دعا سے خیر کر اُن پر بے شک تیری دعا سے خیر تسکین ہے اُنکے لیے اور اللہ
سننے والا ہے جاننے والا (۱۰۴) کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ وہی قبول کرتا ہے توبہ
کو اپنے بندوں سے اور لیتا ہے خیراتیں اور یہہ کہ اللہ وہی ہے توبہ قبول کرنیوالا
مہربان (۱۰۵) کہدے اے پیغمبر عمل کرو پھر اللہ دیکھے گا تمہارے
عملوں کو اور اُس کا رسول اور ایمان والے اور ملٹپاے جاؤگے۔

الى علم الغيب والشهادة فينبئكم بما كنتم تعملون ﴿١٠٦﴾ و
اخرون مرجون لامر الله اما يعذبهم واما يتوب عليهم
والله عليم حكيم ﴿١٠٧﴾ والذين اتخذوا مسجدا ضرارا وكفرا
وتفريقا بين المؤمنين وارصادا لمن حارب الله ورسوله
من قبل وليحلفن ان اردنا الا الحسنى والله يشهد انهم لكذبون ﴿١٠٨﴾
لا تقم فيه ابدا لمسجد اسس على التقوى من اول يوم
احق ان تقوم فيه فيه رجال يحبون ان يتطهروا والله
يحب المطهرين ﴿١٠٩﴾ افمن اسس بنيانه على تقوى من الله
ورضوان خير ام من اسس بنيانه على شفا جرف هار
فانهار به في نار جهنم والله لا يهدي القوم الظلمين ﴿١١٠﴾
لا يزال بنيانهم الذي بنوا ريبة في قلوبهم الا ان تقطع
قلوبهم والله عليم حكيم ﴿١١١﴾ ان الله اشترى من المؤمنين

﴿١١٢﴾ (ان الله اشترى) اس آیت میں خدا تعالیٰ نے دو چیزیں جنت کے بدلے میں مول لینی فرمائی ہیں ایک مسلمانوں کی جان کو جب کہ خدا کی راہ میں کافروں سے لڑتے ہیں اور اُن کو مارتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں۔ گویا اُنھوں نے اپنی جان خدا کے ہاتھ بیچ ڈالی۔ دوسرے مسلمانوں کے مال کو جب کہ وہ اپنا

ڈھنکے اور کھلے کاموں کے جاننے والے کے پاس پھر تم کو خبر دار کریگا اُس سے جو تم کرتے تھے (۱۰۶) اور اور لوگ ہیں جو چھوڑ گئے ہیں اللہ کے حکم کے لئے یا تو اُن کو عذاب کریگا اور یا اُن پر معافی کریگا اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۱۰۷) اور جن لوگوں نے کہ بنائی ہے مسجد ضرر پہونچانے کو اور کفر کرنے کو اور تفرقہ ڈالنے کو درمیان ایمان والوں کے اور اُن لوگوں کی گھات لگانے کو جو لڑے اللہ سے اور اُسکے رسول سے اِس سے پہلے اور تا کہ قسم کھاویں کہ ہمنے نہیں ارادہ کیا بجز نیکی کے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں (۱۰۸) مت کھڑا ہو اُس میں کبھی البتہ ایک مسجد ہے کہ بنیاد رکھی گئی ہے پرہیزگاری پر پہلے دن سے احق ہے کہ تو کھڑا ہو اُس میں۔ اُس میں لوگ ہیں کہ دوست رکھتے ہیں کہ پاکیزگی کریں اور اللہ دوست رکھتا ہے پاکیزگی کرنے والوں کو (۱۰۹) پھر آیا وہ شخص جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی ڈرنے پر اللہ سے اور رضامندی پر بہتر ہے یا وہ شخص جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی ریتیلے گرنے والے کراڑے پر پھر لے گرا اُسکو جہنم کی آگ میں اور اللہ نہیں ہدایت کرتا ظالموں کی قوم کو (۱۱۰) ہمیشہ رہے گی اُن کی عمارت جس کو اُنھوں نے بنایا ہے شک ڈالنے والی اُن کے دلوں میں مگر یہ کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں اُنکے دل اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا (۱۱۱) بے شک اللہ نے خرید لیا

ہے ایمان والوں سے

مال خدا کی راہ میں دیدیتے ہیں۔
پھر فرمایا کہ یہی وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں ہے اور سب سے اخیر قرآن کا نام لیا اسلئے کہ پہلے امر کی نسبت یعنی دشمنوں کے مقابلہ میں جان دینے کی عوض میں اُسکی جزا ملنے کا وعدہ توریت میں ہے اور دوسرے امر یعنی خدا کی

اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ
وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ
الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۲﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ
الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

راہ میں مال دیدینے یا خیرات کرنے کی عوض میں اُسکی جزا ملنے کا وعدہ انجیل میں ہے۔ اور مجموعاً دونوں امر کی نسبت جزا ملنے کا وعدہ قرآن مجید میں ہے پس جس ترتیب سے وہ دونوں کام بیان کئے ہیں اُسی ترتیب سے اُن کتابوں کو بھی بتایا جن میں اُن کاموں کی جزا بیان ہوئی ہے۔

حضرت موسیٰ جب بحر احمر سے عبور کر کے اُس ملک کو چلے جس کے دینے کا خدا نے وعدہ کیا تھا تو تمام کفار سے خدا کے حکم کے مطابق لڑتے رہے اور خدا کے حکم کے مطابق لڑنے اور مرنے اور مارے جانے میں جو اجر تھا اور جن الفاظ میں خدا کے احکام بجا لانیکے اجر کا توریت میں بیان ہوتا تھا انھی الفاظ میں طرح پر لڑنے اور مارنے اور مارے جانے کا اجر بیان ہوا ہے جسکو قرآن مجید میں مختصر الفاظ "بان لهم الجنة" سے تعبیر کیا ہے چنانچہ کافروں سے لڑنے کے جو احکام خدا نے دیئے تھے اور جس طرح حضرت موسیٰ کافروں سے لڑے اور اُن کو قتل کیا وہ بالتفصیل توریت کی کتاب خروج میں مندرج ہیں۔ قرآن مجید میں بھی خدا تعالیٰ نے کافروں سے لڑنیکا حکم دیا اور مسلمانوں کی جانوں کے بدلے جنت یعنی آخرت میں جزا کا وعدہ کیا اور فرمایا، "وعدا علیه حقا فی التوراة" یعنی توریت میں بھی اسی طرح جان دینے پر جزا کا وعدہ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا کے واسطے مال دیدینے پر زیادہ توجہ فرمائی اور بہت بڑا حصہ اُنکی نصیحت کا

اُنکی جانوں کو اور اُنکے مالوں کو اسکے بدلہ میں کہ اُنکے لئے جنت ہے ۔ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مارے جاتے ہیں وعدہ ہے اُسپر ٹھیک توریت اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے (زیادہ) پورا کرنے والا اپنے عہد کا اللہ سے پس خوش رہو اپنے بیچنے سے جسکو بیچا ہے تمنے بدلہ میں اُس کے اور یہ وہی ہے بڑی مراد پانی (۱۱۲) وہ توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں (خدا کی) حمد کرنے والے ہیں (خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے ہیں رکوع کرنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں حکم کرنے والے ہین نیکی کا اور منع کرنے والے ہیں بُرائی سے اور نگاہ رکھنے والے ہیں خدا کے حکموں کو اور خوش خبری دے مسلمانوں کو (۱۱۳)

مال خیرات کر دینا تھا ۔ چنانچہ اُنھوں نے اُس شخص سے جو ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہونا چاہتا تھا فرمایا کہ "جا اور جو کچھ تیرا ہو بیچکر غریبوں کو دے تو آسمان پر دولت پاویگا" مگر جب اُس نے اُسکو قبول نہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ "خدا کی باد شاہت میں دولت مند کا داخل ہونا کیا ہی مشکل ہے" (مارک باب ۱۰ ورس ۱۷ لغایت ۲۳) قرآن مجید میں بھی خدا تعالیٰ نے خیرات کرنے میں جنت یعنی آخرت میں جزا کا وعدہ کیا اور فرمایا کہ "وعدا علیہ حقا فی الانجیل" یعنی انجیل میں بھی خیرات کرنے پر جزا کا وعدہ ہے قرآن مجید میں ان دونوں کاموں پر جزا کا متعدد جگہہ وعدہ ہے اسلئے اخیر کو فرمایا "وعدا علیہ حقاً فی القرآن" اور پھر فرمایا کہ خدا سے زیادہ کون اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے پس تم خوش ہو اپنی چیز کو اُس کے بدلے بیچنے سے جنت کے بدلے تم نے بیچا ۔

توریت و انجیل و قرآن میں جزاے آخرت کے بیان میں الفاظ مصطلحہ جدا جدا طرز پر بیان ہوئی ہیں مگر سب کا مقصد آخرت کی جزا سے ہے خواہ آسمان کی دولت سے اُسکو تعبیر کیا جاوے خواہ لفظ جنت سے ۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿۱۱۵﴾

(۱۱۴) (ماکان للنبی) (۱۱۵) (وماکان استغفار ابراهیم لابیه) قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کی دعاء مغفرت کا چار جگہہ ذکر ہے ایک سورہ ابراہیم میں۔ جہاں حضرت ابراہیم نے مکہ کے لئے اور حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق کے لئے برکت کی دعا مانگی ہے اسی دعا کے ساتھہ یہ بھی دعا کی ہے کہ" ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب" یعنی اے ہمارے پروردگار بخشدے مجھکو اور میرے والد اور والدہ کو اور سب ایمان والوں کو جسدن کہ قایم ہو حساب۔

اس آیت کو ان دونوں آیتوں سے جنکی ہم تفسیر لکھہ رہے ہیں کچھ تعلق نہیں ہے کیونکہ اس امر کے لئے بہت سی دلیلیں ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد اور والدہ مشرک نہ تھے چنانچہ اس آیت سے بھی اسکا اشارہ نکلتا ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ نے کہا ہے" ولوالدی وللمومنین" جس سے پایا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے والدین کو بھی مومنین میں شمار فرماتے تھے پس اگر یہہ تسلیم کرلیا جاوے تو سورہ ابراہیم کی آیت بھی مشرکین کے حق میں دعاے مغفرت نہ تھی۔

دوسرا مقام سورہ مریم میں ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ نے اپنے چچا آذر کو باپ کہکر بت پرستی چھوڑنے اور خدا پر ایمان لانے کی نصیحت کی ہے مگر اُنکے چچا نے نہ مانا اور خفا ہوکر کہا اگر تو بس نہیں کرتا تو میں تجھکو سنگسار کرونگا اور تو میرے پاس سے چلا جا۔ اسوقت حضرت ابراہیمؑ نے کہا" سلام علیک سا ستغفر لک ربی" چنانچہ اسکے بعد حضرت ابراہیمؑ اور کلدانیان سے جو اُن کا وطن تھا جلاوطن ہو گئے یہہ وہ آیت ہے جس میں حضرت ابراہیمؑ نے اپنے چچا آذر کے حق میں دعاے مغفرت کا وعدہ کیا تھا۔

تیسرا مقام سورہ شعرا میں ہی جہاں حضرت ابراہیمؑ نے اپنے چچا کو باپ کہکر اور نیز اُسکو گمراہ قرار دیکر اُسکے لئے

نہین چاہیئے نبی کو اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں کہ بخشش مانگیں مشرکون کے لیے اور گو کہ وہ ہوں قرابت والے بعد اسکے کہ ظاہر ہوگیا ہے ان کو کہ وہ دوزخ میں پڑنیوالے ہیں (۱۱۴) اور نہیں تھا بخشش مانگنا ابراہیم کا اپنے باپ کیلئے مگر بسبب ایک وعدہ کے کہ اُس سے بالتخصیص کیا تھا پھر جب اسکو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اُس سے بیزار ہوا۔ بے شک ابراہیم دردمند تھا تحمل والا (۱۱۵)

دعاے مغفرت کی اور کہا "واغفر لابی انه کان من الضالین"۔

چوتھا مقام سورہ ممتحنہ میں ہے جہان خداتعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی پیروی کی بت پرستی کے برا جاننے میں تائید کرکے فرمایا کہ "الا قول ابراهیم لابیه لاستغفرن لك وما املك لك من الله من شئ"، یعنی حضرت ابراہیمؑ کے اس قول کی پیروی نہیں چاہی جو انہوں نے اپنے چچا سے اُنکی مغفرت کی دعا کی نسبت کہا تھا اور اُسی وعدہ کے مطابق اُنہوں نے دعا بھی کی تھی۔

اِس اخیر آیت کا اور سورہ توبہ کی آیت کا ایک ہی مطلب ہے۔ سورہ ممتحنہ کی آیت سے بطور دلالت النص ظاہر ہوتا ہے کہ مشرک کیلئے دعاے مغفرت کرنی نہیں چاہیئے اور سورہ توبہ کی آیت میں بہ نص صریح بیان ہوا ہے کہ مشرکین کے لئے گو وہ کیسے ہی قریب کے قرابتمند ہون دعاے مغفرت نکی جاوے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے چچا کیلئے اسلئے دعاے مغفرت کی تھی کہ اُنکو اپنے چچا کے ایمان لانیکی توقع تھی مگر جب اُنکو یقین ہوگیا کہ وہ ایمان نہیں لانیکا تو انہون نے اُس سے اپنی بیزاری ظاہر کی جیسے کہ اسی آیت میں بیان ہوا ہے کہ "فلما تبین له انه عدو لله تبرا منه ان ابراهیم لاواه حلیم"۔

بعض مخالفین اسلام نے ان آیتون سے اسلام پر بے رحمی کا الزام لگایا ہے کہ اسلام نے نہایت بیرحمی سے مشرک والدین کے لئے بھی دعاے مغفرت کی ممانعت کی ہے مگر یہ اُنکی غلطی ہے اسلئے کہ اسلام نے جسقدر والدین کے ادب کی گو وہ مشرک ہی کیوں نہون اور مشرکون کے ساتھ بھی صلہ رحم کی تاکید فرمائی ہے جسکی بنا محض رحم اور انسانیت پر ہے شاید دکسی مذہب میں نہیں ہے مگر مغفرت یا عدم مغفرت کو رحم یا عدم رحم سے کچھ تعلق نہیں ہے اِسلئے کہ مغفرت کا مدار صرف ایمان پر ہے اگر کوئی بیٹا اپنے باپ پر جو

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۷﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

ایمان نہیں لایا کیسا ہی رنج وغم و افسوس و رحم کیا کرے اور دعا مانگا کرے اُس سے کیا ہوتا ہے اُسکی مغفرت نہیں ہو سکتی اور جبکہ یہ بات محقق قرار پاچکی کہ مشرکین کی مغفرت نہیں ہوتیگی تو انبیاء کو اور نیز تمام مسلمانوں کو نہیں چاہیئے کہ مشرکین کیلئے وہ زندہ ہوں یا مردہ دعاے مغفرت کریں کیونکہ ایسا کرنے میں اس بات کا شبہ ہوتا ہے کہ اُنکو خدا کے اِس وعدہ پر کہ مشرکین کو نجات نہیں دینے کا پورا پورا یقین نہیں ہے باقی رہی مشرکین کیلئے دعاے خیر کہ وہ ایمان لے آویں اور کفر و شرک سے نجات پاویں جو اُنکے ساتھ اصلی محبت و رحم ہے اُس کی ممانعت نہیں ہے۔ خود انبیاؑ نے ایسا کیا ہو اور ہر ایک مسلمان کو ایسا ہی کرنا چاہیئے بلکہ مشرکین سے جو زیادہ تر قرابت قریبہ رکھتا ہو اُنکے لئے اور زیادہ اور دلی اضطرار اور رنج وغم سے ایسی دعا کرنی لازم ہے۔

﴿۱۱۸﴾۔ (لقد تاب اللہ علی النبی) اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے اُن مشکلات کا بیان فرمایا ہے جو مسلمانوں کو غزوہ تبوک میں پیش آئی تھیں۔ اُسی کے ساتھ منافقین کے نفاق کو جتلایا تھا۔ یہ آیتیں بھی اُسی سے متعلق ہیں۔

ہم نے غزوات کے حالات میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کو یہ خبر پہونچی تھی کہ اہل روم نے جو عیسائی تھے شام میں مدینہ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے بہت کثرت سے لوگ جمع کئے ہیں اور بنی لخم اور بنی جذام اور بنی عاملہ اور غسان تمام قبیلے اُن سے مل گئے ہیں آنحضرت صلعم نے اُنکے حملہ کے روکنے کی غرض سے اُن پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

اِس حکم کی تعمیل سے منافق تو بالکل بچنا چاہتے تھے اور جو لوگ درحقیقت سچے مسلمان تھے اُن میں

اور نہیں ہے کہ خدا گمراہ کرے کسی قوم کو بعد اسکے کہ ہدایت کیا ہو اُن کو یہانتک کہ ظاہر کر دے اُنکے لئے وہ چیزیں جن سے کہ وہ پرہیز کریں بیشک اللہ ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے (۱۱۶) بیشک اللہ اُسی کیلئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور تمہارے لئے نہیں ہے سوائے اللہ کے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار (۱۱۷) بے شک مہربانی کی اللہ نے نبی پر اور مہاجرین و انصار پر

سے بہی بہت سوں کو نہایت شاق گذرا تھا۔

شام جہان جاکر لڑنیکا ارادہ تھا مدینے سے بہت دور تھا اور سامان سفر کچھ نہ تھا۔ دس آدمیوں میں ایک اونٹ سواری کیلئے ملا تھا کہ باری باری سے چڑھتے اوترتے چلیں۔ گرمی کا موسم تھا اور نہایت شدت سے گرمی پڑتی تھی۔ پانی بہی نایاب تھا اور پانی نہ ملنے سے لوگوں کو حد سے زیادہ تکلیف تھی۔ سامان رسد کچھ نہ تھا صرف تھوڑی تھوڑی کھجوریں کسی کسی کے پاس تہیں اور جو کے آٹے کی جو چیز پکی ہوئی تہی وہ گرمی کے سبب سے سڑ گئی تہی۔ اِس غزوہ میں اسقدر تنگی تہی کہ یہ غزوہ غزوۃ العسرۃ اور جو لوگ اِس غزوہ میں لڑائی کو نکلے تھے جیش العسرۃ کے نام سے موسوم ہو گیا تھا۔

مسلمان بہی اِس غزوہ میں جانے سے کس مساتے تھے خدا نے فرمایا "یا ایھا الذین امنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض" یعنی اے ایمان والو تم کو کیا ہوا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ نکلو اللہ کی راہ میں تو تم بوجہل ہو کر زمین پر جہک پڑتے ہو۔

خدا نے منافقوں کی نسبت فرمایا کہ "لو کان عرضا قریبا و سفرا قاصدا لاتبعوک و لکن بعدت علیھم الشقۃ" یعنی اگر نفع قریب الحصول ہوتا اور سفر ہلکا ہوتا تو وہ تیرے ساتھ چلتے لیکن مسافت اُنکو بعید معلوم ہوئی بعضے منافق آنحضرت سے اکر عرض کرتے ہمکو اجازت دیجیے کہ ہم یہین رہ جاویں سفر میں نہ جاویں خدا نے فرمایا "انما یستاذنک الذین لا یؤمنون باللہ والیوم الاخر وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون" یعنی اے پیغمبر تجہہ سے وہی لوگ اجازت چاہتے ہیں جو خدا پر اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے ہیں اور اُنکے دل میں تردد ہے اور اُسی تردد میں مبتلا ہیں۔

الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ
فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۸﴾ وَعَلَى
الثَّلٰثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا
رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ
إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۱۹﴾
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ ﴿۱۲۰﴾

منافقین یہ بھی سمجھتے تھے کہ جن لوگون سے لڑنے کو جاتے ہیں وہ قوی اور زبردست ہیں اُنکے پاس کثرت سے جمعیت ہے اُن سے لڑ کر مصیبت میں پڑجاوینگے خدا نے فرمایا" ومنهم من يقول ائذن لي ولا تفتني" یعنی مجھ کو رہجانے کی اجازت دو اور بلا میں مت ڈالو۔

بعض منافقین نے آنحضرت صلعم سے رہ جانے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دیدی خدا نے فرمایا کہ" عفا الله عنك لم اذنت لهم حتى يتبين لك الذين صدقوا وتعلم الكذبين" یعنی خدا تجھکو معاف کرے تو نے اُنکو کیون اجازت دی تاکہ تو جان لیتا کہ کون لوگ سچے ہیں اور کون جھوٹے ہیں۔

غرضکہ یہ غزوہ نہایت سخت اور عسرت کا تھا آنحضرت کا بعضوں کو رہ جانیکی اجازت دینا خدا تعالی نے پسند نہیں فرمایا تھا گو کہ جنکو اجازت دی تھی اگر اُن کو اجازت نہ دیجاتی جب بھی جانے والے نہ تھے مگر اجازت دینے سے اُنکا نفاق پوشیدہ رہ گیا تھا اور اسی بات کو خدا نے ناپسند کیا تھا اور بہت سے مسلمانون کا دل بھی کچھ گیا تھا مگر مسلمانوں کے دل کو خدا نے مضبوط کیا اور باوجود تمام مشکلون اور مصیبتوں کے خدا کی راہ میں جان دینے اور لڑنے اور مرنے کو چل نکلے اور جو وسوسے دل میں آئے تھے اور جس امر کی ناپسندیدگی خدا نے ظاہر کی تھی اُس سب کے مٹانے اور اُس سبب سے جو رنج آنحضرت صلعم کے دل میں اور مسلمانوں کے دل میں تھا اُس کے دور کرنے اور اپنی رضامندی کی خوشخبری سنانے کیلیے خدا تعالی نے فرمایا" لقد تاب

جنہون نے اُسکی پیروی کی مشکل کے وقت میں بعد اسکے کہ قریب تھا کہ ڈگمگا جاوین اُن میں سے ایک فریق کے دل پھر التفات کی (اللہ نے) اُن پر بیشک وہ اُن پر شفقت کرنیوالا ہے مہربان ﴿۱۱۸﴾ اور اُن تین شخصوں پر جو پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے یہانتک کہ جب تنگ ہوئی اُن پر زمین باوجود فراخی کے اور تنگ ہوئین اُن پر اُنکی جانیں اور اُنھون نے جانا کہ نہیں پناہ کی جگہہ اللہ سے مگر اُسی کے پاس پھر التفات کی (اللہ نے) اُن پر تاکہ وہ توبہ کریں بیشک اللہ وہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان ﴿۱۱۹﴾ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور رہو سچون کے ساتھ ﴿۱۲۰﴾

اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد تزیغ قلوب فریق منھم ثم تاب علیھم انہ بھم رءوف رحیم" یعنی بیشک مہربان ہوا اللہ نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے پیغمبر کی پیروی کی مشکل کے وقت میں بعد اسکے کہ قریب تھا کہ ڈگمگا جاوین اُن میں سے ایک فریق کے دل پھر مہربانی کی اللہ نے اُن پر بیشک وہ اُن پر شفقت کرنیوالا ہے مہربان۔

﴿۱۱۹﴾ (وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا) یعنی اللہ مہربان ہوا اُن تین شخصوں پر بھی جو پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے۔ تمام مفسرین اور اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ وہ تین شخص کعب ابن مالک۔ ہلال ابن اُمیہ۔ مرارۃ ابن الربیع تھے اُنکے پیچھے رہ جانے کی نسبت مختلف روایتیں ہیں مگر بلحاظ الفاظ قرآن مجید کے یہ قول درست معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں کی نیت یہ نہ تھی کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ لڑائی میں نہ جائیں بلکہ آنحضرت صلعم کے کوچ فرمانیکے وقت اُن کا سامان سفر درست نہیں ہوا تھا اور کوچ ہوگیا اور یہ تینوں اس لئے پیچھے چھوڑے گئے کہ سامان سفر درست کر کے لشکر میں آملیں مگر بدبختی سے کچھ ایسے اسباب پیش آگئے کہ وہ نجا سکے۔ اس بات کو نہایت رنج تھا دنیا اُن پر تنگ ہوگئی تھی جیسے کہ کمال رنج وغم کی حالت میں انسان کا ایسا ہی حال ہوجاتا ہے اور اُنکی زندگی بھی اُنپر دوبھر ہوگئی تھی اس رنج وغم میں وہ یقین کرتے تھے کہ پیغمبر خدا کے سوا اُنکے لئے کہیں پناہ نہیں ہے۔ اُنکے اس سچے لشان اور سچی ندامت کے سبب خدا تعالی نے اُنکو بھی معاف کیا۔

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُوا
عَن رَّسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا
يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ
لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (١٢١) وَلَا
يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا
إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١٢٢)
وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ
مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا
رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (١٢٣) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا
الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوا
أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ (١٢٤) وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم
مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا
فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ (١٢٥)

نہیں چاہیئے مدینہ والوں کو اور اُن کو جو انکے آس پاس رہتے ہیں گنوار و عربوں سے
کہ پیچھے رہ جاویں اللہ کے رسول سے (یعنی لڑائی میں رسول کے ساتھ لڑنیکو نہ جائیں)
اور نہ یہ کہ رغبت کریں اپنی جانوں کے بچانیکا بدلا اُس کی (یعنی رسول کی) جان کی یہ
اس سبب سے اُن کے لئے ہے کہ نہیں لگتی انکو پیاس اور نہ محنت اور نہ بھوک اللہ
کی راہ میں اور نہیں چلتے کسی جگہہ کہ کافروں کو غصہ میں لاسے اور نہیں لیتے
دشمن سے کوئی دست برد مگر لکھا جاتا ہے اُنکے لئے اُسکے بدلہ میں عمل نیک
بے شک اللہ نہیں ضایع کرتا ثواب نیک کام کرنے والوں کا (۱۲۱) اور نہیں
خرچ کرتے کچھہ خرچ چھوٹا اور نہ بڑا اور نہیں طے کرتے کسی جنگل کو مگر لکھا جاتا ہے اُن کی
لئے (یعنی عمل صالح) تاکہ جزا دے اُن کو اللہ اُس اچھے کام کی جو وہ کرتے تھے (۱۲۲) اور
ممکن نہیں ہے مسلمانوں کو کہ نکلیں (لڑنیکے لئے) سب کے سب پھر کیوں نہ نکلا
ہر ایک فرقہ میں سے ایک گروہ تاکہ سمجھدار ہوتے دین میں اور تاکہ ڈراتے (بُری باتوں
سے) اپنی قوم کو جب کہ پھر کر آتے اُن کے پاس شاید کہ وہ ڈرتے (۱۲۳) اے لوگو جو
ایمان لاے ہو لڑو اُن لوگوں سے جو تمہارے قریب ہیں کافروں سے اور چاہیئے
کہ وہ پاویں تم میں مضبوطی اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھہ ہے (۱۲۴) اور
جب کہ اوتاری جاتی ہے کوئی سورۃ تو اُن میں سے (یعنی منافقوں میں سے)
کوئی کہتا ہے کہ تم میں سے کس کا زیادہ کیا اس نے ایمان پھر جو لوگ کہ ایمان لاے
ہیں تو زیادہ کیا اُن کا ایمان اور وہ خوش ہوتے ہیں (۱۲۵)

وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ
وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ۱۲۶ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ
عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ۱۲۷
وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم
مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُوا صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا
يَفْقَهُونَ ۱۲۸ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ
مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۱۲۹ فَإِن
تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۱۳۰
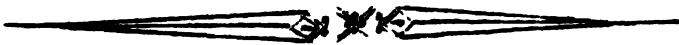
اور وہ لوگ کہ جن کے دلون مین بیماری ہے تو زیادہ کیا اُنکی بُرائی کو اُنکی بُرائی کے ساتھہ
اور وہ مر گئے اور وہ کافر تھے (۱۲۶) کیا نہیں دیکھتے کہ وہ فتنہ میں ڈالے جاتے ہیں ہر
برس میں ایک بار یا دو بار پھر توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں (۱۲۷) اور جب اُتاری
جاتی ہے کوئی سورت دیکھتا ہے ایک اُنمیں کا دوسرے کی طرف۔ کیا دیکھتا ہے تم کو
کوئی پھر پھر جاتے ہیں۔ پھیر دیا اللہ نے اُن کے دلون کو اس سبب سے کہ وہ ایک
قوم ہے کہ نہیں سمجھتی (۱۲۸) بیشک آیا ہے تمھارے پاس رسول تمہیں میں سے
اُسکو ناگوار ہے یہ کہ تم ایذا میں پڑو حرص کرنیوالا ہے تمہاری بھلائی پر مسلمانوں کے ساتھہ شفقت
کرنیوالا ہے مہربان (۱۲۹) پھر اگر پھر جاویں تو کہدے کہ کافی ہے مجھکو اللہ نہیں ہے کوئی
معبود بجز اُسکے اُسی پر میں نے توکل کیا ہے اور وہ مالک ہے عرش یعنی بادشاہت بڑی کا (۱۳۰)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الٓرٰ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ۝١ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَيۡنَاۤ
اِلٰى رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَهُمۡ
قَدَمَ صِدۡقٍ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ قَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ
مُّبِيۡنٌ ۝٢ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ
فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ يُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ مَا مِنۡ شَفِيۡعٍ
اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِهٖ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ۝٣
اِلَيۡهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا اِنَّهٗ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ
يُعِيۡدُهٗ لِيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالۡقِسۡطِ وَ
الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيۡمٌۢ بِمَا كَانُوۡا
يَكۡفُرُوۡنَ ۝٤ هُوَ الَّذِىۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِيَآءً وَّالۡقَمَرَ نُوۡرًا
وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِيۡنَ وَالۡحِسَابَ مَا خَلَقَ
اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالۡحَقِّ يُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ۝٥ اِنَّ فِى
اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَّقُوۡنَ ۝٦

خدا کے نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان

الٓرٰ۔ یہہ نشانیاں (یعنی احکام) ہیں حکمت والے کی کتاب کے (۱) کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے وحی بھیجی ایک آدمی کے پاس اُن میں سے کہ ڈراوے لوگوں کو اور خوشخبری دے اُن لوگوں کو جو ایمان لاے ہیں اس بات کی کہ اُن کا سچا قدم ہے اُنکے پروردگار کے نزدیک کافروں نے کہا کہ بیشک یہہ جادوگر ہے علانیہ (۲) بیشک تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھہ دن میں پھر ٹھیرا عرش پر سنوارتا ہے کاموں کو نہیں کوئی شفاعت کرنیوالا مگر اُس کی اجازت کے بعد یہہ ہے اللہ پروردگار تمہارا پھر اُسکی عبادت کرو پھر کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے (۳) اُسی کے پاس تمکو پھر جانا ہے سب کو خدا کا وعدہ سچا ہے بیشک وہ ابتدا کرتا ہے پیدایش کی پھر دوبارہ اُسکو کریگا تاکہ جزا دے اُن لوگوں کو جو ایمان لاے ہیں اور اچھے کام کئے ہیں انصاف سے اور جو لوگ کافر ہوے اُن کے پینے کیلئے ہے اونٹتا ہوا پانی اور عذاب دُکھ دینے والا اِس لئے کہ وہ کافر تھے (۴) وہ وہ ہے جس نے بنایا سورج کو روشن اور چاند کو نور اور مقرر کیں اُس کیلئے منزلیں تاکہ تم جان لو برسوں کا شمار اور حساب اور نہیں پیدا کیا اس کو اللہ نے مگر برحق مفصل بیان کرتا ہے نشانیوں کو اُن لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں (۵) بیشک رات اور دن کے مختلف ہونے میں اور اُن میں جن کو پیدا کیا ہے اللہ نے آسمانوں میں اور زمین میں البتہ نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلئے جو پرہیزگار ہیں (۶)

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِھَا
وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷ اُولٰٓئِکَ مَاْوٰىھُمُ النَّارُ بِمَا
کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝۸ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَھْدِیْھِمْ
رَبُّھُمْ بِاِیْمَانِھِمْ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝۹
دَعْوٰىھُمْ فِیْھَا سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَتَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ ۝۱۰ وَاٰخِرُ
دَعْوٰىھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۱ وَلَوْ یُعَجِّلُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ
الشَّرَّ اسْتِعْجَالَھُمْ بِالْخَیْرِ لَقُضِیَ اِلَیْھِمْ اَجَلُھُمْ فَنَذَرُ الَّذِیْنَ
لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ۝۱۲ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ
الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِہٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا کَشَفْنَا عَنْہُ ضُرَّہٗ
مَرَّ کَاَنْ لَّمْ یَدْعُنَآ اِلٰی ضُرٍّ مَّسَّہٗ کَذٰلِکَ زُیِّنَ لِلْمُسْرِفِیْنَ مَا کَانُوْا
یَعْمَلُوْنَ ۝۱۳ وَلَقَدْ اَھْلَکْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا
وَجَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ وَمَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا کَذٰلِکَ
نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ۝۱۴ ثُمَّ جَعَلْنٰکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ
مِنْ بَعْدِھِمْ لِنَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۵

بے شک جو لوگ ہم سے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی ہی سے خوش ہیں اور
اُسی سے اُن کی خاطر جمع ہے اور وہ لوگ جو ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ⑦
یہی لوگ ہیں کہ اُنکے رہنے کی جگہہ آگ ہے بسبب اُسکے جو وہ کرتے تھے ⑧ بیشک
جو لوگ ایمان لاے اور اچھے کام کئے اُن کو پہونچا دیگا اُن کا پروردگار اُن کے ایمان کے
سبب بہتی ہونگی اُنکے نیچے نہریں نعمت والی جنتوں میں ⑨ اُن کی دُعا اُس میں
ہوگی، اے بار خدایا تو پاک ہے، اور اُن کی دعا اُس میں ایک دوسرے سے
ملنے کی ہوگی سلام ⑩ اور اخیر اُن کی دعا ہوگی کہ سب تعریف اللہ کے لئے
ہے جو پروردگار ہے عالموں کا ⑪ اور اگر اللہ جلد دیوے لوگوں کو بُرائی جیسے کہ وہ
جلد چاہتے ہیں بھلائی کو تو البتہ پورا کیا جاوے اُنکے حق میں اُن کا وقت پھر ہم چھوڑتے
ہیں اُن لوگوں کو جو ہم سے ملنے کی اُمید نہیں رکھتے اُن کی سرکشی میں بھٹکتے ہوی ⑫
اور جب پہونچتی ہے انسان کو بُرائی تو ہم کو پُکارتا ہے کروٹ پر پڑے یا بیٹھے یا کھڑے
ہوے پھر جب ہم نے دور کردی اُس سے اُسکی بُرائی تو سٹک جاتا ہے گویا کہ ہم کو بُرائی پر جو
اُسے پہونچی تھی پُکارا ہی نہ تھا۔ اِسی طرح آراستہ کردیا گیا حد سے گذرنے والوں کو جو کچھہ
کہ وہ کرتے تھے ⑬ اور البتہ ہم نے ہلاک کیا تم سے پہلے زمانہ کے لوگوں کو جبکہ
انہوں نے ظلم کیا اور آئے تھے اُنکے پاس اُنکے رسول کُھلی ہوئی دلیلوں کے ساتھ
اور وہ نہ تھے کہ ایمان لاویں اِسی طرح ہم سزا دیتے ہیں گنہگار لوگوں کو ⑭ پھر ہم نے
تم کو کیا خلیفہ زمین میں اُن کے بعد تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کس طرح پر کرتے ہو ⑮

وإذا تتلى عليهم آياتنا بينات قال الذين لا يرجون لقاءنا ائت
بقرآن غير هذا أو بدله قل ما يكون لي أن أبدله من تلقاء
نفسي إن أتبع إلا ما يوحى إلي إني أخاف إن عصيت ربي
عذاب يوم عظيم ﴿۱۶﴾ قل لو شاء الله ما تلوته عليكم ولا
أدراكم به فقد لبثت فيكم عمرا من قبله أفلا تعقلون ﴿۱۷﴾
فمن أظلم ممن افترى على الله كذبا أو كذب بآياته إنه لا يفلح
المجرمون ﴿۱۸﴾ ويعبدون من دون الله ما لا يضرهم ولا ينفعهم
ويقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله قل أتنبئون الله بما لا
يعلم في السماوات ولا في الأرض سبحانه وتعالى عما يشركون ﴿۱۹﴾
وما كان الناس إلا أمة واحدة فاختلفوا ولولا كلمة
سبقت من ربك لقضي بينهم فيما فيه يختلفون ﴿۲۰﴾ و
يقولون لولا أنزل عليه آية من ربه فقل إنما الغيب
لله فانتظروا إني معكم من المنتظرين ﴿۲۱﴾ وإذا أذقنا الناس
رحمة من بعد ضراء مستهم إذا لهم مكر في آياتنا

اور جب پڑھی جاتی ہیں اُنکے سامنے ہماری کھُلی ہوئی نشانیاں (یعنی احکام) تو کہتے ہیں وہ لوگ جو اُمید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی لا ایک قرآن اِسکے سوا یا اسکو بدل ڈال (کہدے اے) پیغمبر کہ نہیں ہوگا مجھسے کہ میں اُسکو بدل دوں اپنی طرف سے میں پیروی نہیں کرتا مگر اُسکی جو وحی کی گئی ہے مجھپر بیشک میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے پروردگار کے عذاب سے بڑے دن کے ⑮ کہدے (اے پیغمبر) اگر چاہتا اللہ تو نہ پڑھتا تمہارے سامنے اور (خدا) نہ خبردار کرتا تمکو اُس سے پھر بیشک میں رہا تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا تم نہیں سمجھتے ⑯ پھر کون بڑا ظالم ہے اُس شخص سے جو باندہ لیوے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلاوے اُسکی نشانیوں کو ٹھیک بات یہ ہے کہ نہیں فلاح پاوینگے گنہگار ⑰ اور وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا اُسکی جو نہ اُنکو نقصان پہونچاتی ہے اور نہ اُنکو نفع پہونچاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ہیں ہمارے شفیع اللہ کے پاس کہدے (اے پیغمبر) کیا تم خبردار کرتے ہو اللہ کو اُس چیز سے جو وہ نہیں جانتا آسمانوں میں اور زمین میں٭ پاک ہے وہ اور برتر ہے اُس سے کہ شریک کرتے ہیں ⑱ اور نہ تھے سب لوگ مگر ایک گروہ پھر انہوں نے اختلاف کیا اور اگر نہ ہوتا ایک کلمہ جو پہلی کہا جاچکا تیرے پروردگار سے تو فیصلہ کر دیا جاتا اُن کے درمیان اُس میں جس میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے ⑲ اور کہتے ہیں کیوں نہ اتاری گئی اُسکے اوپر (یعنی پیغمبر پر) کوئی نشانی اُسکے پروردگار سے کہدے اے پیغمبر کہ اسکے سوا کوئی بات نہیں کہ غیب کا علم خدا ہی کو ہے پھر انتظار کرو ہاں میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنیوالوں میں سے ہوں ⑳ اور جبکہ ہم مزا چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت کا بعد اسکے کہ پہونچی تھی اُنکو بُرائی تو یکایک اُنکے لئے ایک مکر ہوتا ہے ہماری نشانیوں میں۔

٭ یعنی تمہارا یہ کہنا کہ یہ ہیں ہمارے شفیع اللہ کے پاس غلط ہے کیونکہ اللہ اسکو نہیں جانتا اگر یہ امر ہوتا تو اللہ ضرور جانتا۔ یہ ایک محاورہ عرب کا ہے جب اپنے آپ کو کسی بات سے بری کرنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں، ما علم اللہ هذا منی، یعنی اللہ کو میری اس بات کی خبر نہیں ہے مطلب یہ کہ میں اس بات سے بری ہوں کیونکہ اگر کرتا تو اللہ جانتا۔

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ۝۲۲ هُوَ
الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ
وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ
اُحِيْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ
هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝۲۳ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي
الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۴
اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ
نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ
الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ
اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ
كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۵ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى
دَارِ السَّلٰمِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۲۶ لِلَّذِيْنَ
اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ وَّلَا يَرْهَقُ

کہدے (اے پیغمبر) کہ اللہ بہت تیز ہے مکر میں بے شک ہمارے رسول لکھہ لیتے ہیں
جو کچھہ تم مکر کرتے ہو (۲۲) وہ وہ ہے جو تم کو رستہ چلاتا ہے میدان میں اور دریا میں۔
یہانتک کہ جب تم ہوتے ہو کشتی میں اور کشتیاں اُن سمیت چلتی ہیں اچھی ہوا سے
اور وہ خوش ہوتے ہیں اُس سے کہ آجاتی ہے کشتیون پر ہوا جھکڑ کی اور اُن پر
آتی ہے موج ہر طرف سے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اب وہ گھیر لئے گئے پکارتے ہیں
اللہ کو مخلص ہنکر اُسی کی عبادت کو کہ اگر تو ہم کو نجات دیگا اِس آفت سے تو ہم ضرور
ہونگے شکر کرنے والون میں سے (۲۳) پھر جب اُن کو نجات دی تو اُس کے
ساتھہ ہی سرکشی کرتے ہیں زمین میں ناحق اے لوگو اس کے سوا کچھ نہیں کہ
تمھاری سرکشی تمھارے ہی جانون پر ہے لے لو فائدہ دنیا کی زندگی کا پھر ہمارے
ہی پاس تمھارا پھر کر آنا ہے پھر ہم تمکو خبردار کردینگے اُس سے جو تم کرتے تھے (۲۴)
اسکے سوا کچھ نہیں کہ مثال دنیا کی زندگی کی اسکے مانند ہے کہ ہم نے گرایا پانی آسمان
سے پھر ملین اُس سے اُگی ہوئی چیزین زمین کی اُس چیز سے جسکو کہاتے ہیں آدمی اور مویشی
یہان تک کہ جب لے لیا زمین نے اپنا سنگار اور بن سنور گئی اور اُسکے لوگون نے جانا
کہ اب وہ اُسپر قادر ہیں آیا اُسپر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کردیا اُسکو ہم نے جڑ سے کاٹ
پھینکی ہوئی کھیتی گویا کہ کل تھی ہی نہیں اسطرح ہم مفصل بیان کرتے ہیں نشانیون کو اُن کیلیئے
جو سوچتے ہیں (۲۵) اور اللہ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف اور ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے
سیدھے رستہ کی طرف (۲۶) اُن لوگون کیلئے جو نیکی کرتے ہین نیکی ہے اور اُسپر کچھہ زیادہ اور نہ ڈھنپے گا

وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا

خٰلِدُونَ ﴿۲۷﴾ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا

وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ كَأَنَّمَآ أُغْشِيَتْ

وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيهَا

خٰلِدُونَ ﴿۲۸﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا

مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ

إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿۲۹﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا

عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِينَ ﴿۳۰﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ أَسْلَفَتْ

وَرُدُّوٓا إِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۳۱﴾

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ

وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْأَمْرَ

فَسَيَقُولُونَ اللّٰهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۳۲﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ

الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلٰلُ فَأَنّٰى تُصْرَفُونَ ﴿۳۳﴾

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوٓا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۳۴﴾

اُن کے مونھون پر کوئی سیاہی اور نہ کوئی خواری یہ لوگ ہیں جنت والے وہ اُسی میں رہینگے ہمیشہ (۲۷) اور جن لوگون نے کمائین بُرائیان بدلا بُرائی کا اسی کی مانند ہے اور وہ ہیہ لگائیگی اُنکو خواری نہیں کوئی اُنکے لئے اللہ سے بچانے والا گویا کہ ڈہانکے گئے ہیں اُنکے مونھہ اندہیری رات کے ٹکڑے سے وہ لوگ ہیں آگ میں پڑنے والے وہ اُسی میں رہینگے ہمیشہ (۲۸) اور جس دن ہم اُن سب کو اکٹھا کرینگے پھر ہم کہینگے اُن لوگون کو جو شریک کرتے تھے کھڑے رہو اپنی جگہہ پر اور تمہارے شریک پھر فرق کردینگے ہم اُنکے درمیان اور کہینگے اُنکے شریک کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے (۲۹) پھر کافی ہے خدا گواہ ہم میں اور تم میں بیشک ہم تمہاری عبادت سے بے خبر تھے (۳۰) اُس جگہہ آزمالیگا ہر شخص جو کچھہ کہ پہلے کیا تھا اور لوٹائے جاوینگے اللہ کے پاس اُنکے مالک حقیقی کے اور کھویا جاویگا اُن سے جو کچھہ کہ وہ افترا کرتے تھے (۳۱) کہدے اے پیغمبر کون روزی دیتا ہے تم کو آسمانوں سے اور زمین سے یا کون ہے مالک کانون سے سنائی دینے اور آنکھون سے دکھلائی دینے کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے ✝ اور کون ودست رکھتا ہے کام کو پھر کہیں گے کہ اللہ تب کہدے کہ پھر کیون نہیں ڈرتے (۳۲) پھر یہی ہے اللہ پروردگار تمہارا سچ پھر کیا ہے سچ کے بعد مگر گمراہی پھر کہان سے پلٹائے جاتے ہو (۳۳) اسی طرح محقق ہوگیا حکم تیرے پروردگار کا اُن لوگوں پر جو فاسق ہوے کہ بیشک وہ ایمان نہیں لاوینگے (۳۴)

✝ المراد منہ انہ یخرج المومن من الکافر والکافر من المؤمن (تفسیر کبیر)

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ قُلِ اللّٰهُ
يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ
مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ
اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ
تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ
الْحَقِّ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا كَانَ هٰذَا
الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۸﴾
اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا
بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ
وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ
كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ

کہدے (اے پیغمبر) کیا ہے کوئی تمہارے شریکون میں سے جو ابتدا کرے پیدایش کی
پھر دوبارہ اُسکو کرے - کہدے کہ اللہ ابتدا کرتا ہے پیدایش کی پھر دوبارہ اُسکو کریگا پھر کہان
سے پلٹائے جاتے ہو (۳۵) کہدے (اے پیغمبر) کیا ہے کوئی تمہارے شریکون میں سے جو ہدایت
کرے سچ کیطرف کہدے کہ اللہ ہدایت کرتا ہے سچ کی پھر کیا وہ جو ہدایت کرتا ہے سچ کیطرف زیادہ مستحق
ہے کہ پیروی کیا جاوے یا وہ جو خود ہدایت نہیں پاتا مگر اُسوقت تک کہ ہدایت کیا جاوے
پھر کیا ہوا تم کو، کس طرح حکم کرتے ہو (۳۶) اور نہیں پیروی کرتے اُن میں کے مگر ایک
گمان کی بیشک گمان نہیں بے پرواہ کرتا سچ بات کے جاننے سے کچھ بھی بیشک
اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں (۳۷) اور نہیں ہے یہ قرآن کہ بنایا گیا ہو خدا کے سوا کسی
اور سے لیکن تصدیق کرتا ہے اُسکی جو اُسکے آگے ہے اور تفصیل کرتا ہے کتاب کی
اس میں شک نہیں کہ پروردگار عالمون کی طرف سے ہے (۳۸) کیا وہ کہتے ہیں کہ وہ
بنایا ہوا ہے کہدے (اے پیغمبر) تو لاؤ کوئی سورۃ اُسکی مانند اور بلاؤ جسکو تم بلا سکو اللہ کے
سوا اگر تم سچے ہو (۳۹) بلکہ اُنھون نے جھٹلایا اُس چیز کو کہ اُسکے سمجھنے تک وہ
پہونچے نہ تھے اور نہ اُن کے پاس موجود تھی اُسکی دلیل اسیطرح جھٹلایا تھا اُن لوگون نے
جو اُن سے پہلے تھے پھر دیکھ کیا حال ہوا اخیر کو ظالمون کا (۴۰) اور اُن میں سے
(یعنی یہودیوں میں سے) بعضے ہیں جو اُس پر (یعنی قرآن پر) ایمان لاوینگے اور اُن میں سے
بعضے ہین جو اُس پر ایمان نہین لاوینگے اور تیرا پروردگار خوب جانتا ہے مفسدونکو (۴۱)

اور اگر وہ تجھکو جھٹلاوین تو کہدے کہ میرے لیئے ہے میرا عمل

وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٢﴾
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا
لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَ
لَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٤٤﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً
مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ
وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ
اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤٧﴾
وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ
هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿٤٩﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ
اللّٰهُ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً
وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٥٠﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا
مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥١﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ

اور تمہارے لئے ہے تمہارا عمل تم بری ہو اُس سے جو میں کرتا ہوں اور میں بری ہوں اُس سے جو تم کرتے ہو (۴۲) اور ان میں سے کون ہے جو کان لگاتا ہے تیری طرف پھر کیا تو سناویگا بہروں کو اور گو کہ وہ نہ سمجھتے ہوں (۴۳) اور اُن میں سے کون ہے جو دیکھتا ہے تیری طرف پھر کیا تو راہ دکھلاویگا اندہوں کو گو کہ وہ نہیں دیکھتے (۴۴) بیشک اللہ نہیں ظلم کرتا لوگوں پر کچھ لیکن لوگ اپنے پر آپ ظلم کرتے ہیں (۴۵) جسدن (خدا) اُن کو اکھٹا کریگا گویا کہ وہ نہیں رہے تھے مگر ایک ساعت دن کے پہچانیں گے آپس میں بیشک نقصان اُٹھایا اُن لوگوں نے جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو اور وہ نہ تھے ہدایت پانیوالے (۴۶) اگر ہم تجھکو دکھلاویں بعضی چیز جس کا کہ ہم اُن سے وعدہ کرتے ہیں یا اُس کے بغیر دکھاوے ہم تجھکو موت دیں آخر ہمارے پاس اُن کو پھر آنا ہے پھر اللہ گواہ ہے اُسپر جو وہ کرتے ہیں (۴۷) اور ہر گروہ کے لئے رسول ہے پھر جب آیا اُنکا رسول فیصلہ کیا گیا اُن میں ساتھ انصاف کے اور وہ نہیں ظلم کئے جاتے (۴۸) اور کہتے ہیں کہ کیسا ہی یہ وعدہ اگر تم سچے ہو (۴۹) کہدے اے پیغمبر کہ میں نہیں مالک ہوں اپنی جان کے لئے نقصان کا اور نہ نفع کا مگر جو چاہے اللہ ہر گروہ کیلئے وقت مقرر ہے جب آتا ہے اُن کا وقت تو پیچھے رہتے ہیں ایک ساعت اور نہ آگے بڑھتے ہیں (۵۰) کہدے اے پیغمبر کیا سوچا تم نے اگر آوے تم پر اُسکا عذاب رات کو یا دن کو کس کو اُس میں سے جلد چاہتے ہیں گنہگار (۵۱) پھر کیا جسوقت وہ آپڑیگا تو کیا تم اُس پر ایمان لاؤ گے۔

آلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۳﴾
وَيَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ وَمَآ اَنْتُمْ
بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۴﴾ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَا
فْتَدَتْ بِهٖ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ
بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾
هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ
مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا
هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ
رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى
اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

کیا اُس آن رمانوگے) اور ہاں تم تو اُس کا جلد آنا چاہتے تھے (۵۲) پھر کہا جاویگا اُن لوگوں کو جو ظلم کرتے تھے چکھو ہمیشہ کا عذاب کیا تم کو بدلا دیا جاویگا (اور کچھ) بجز اُسکے جو تم کماتے تھے (۵۳) اور پوچھتے ہیں تجھ سے کیا یہ سچ ہے کہدے ہاں قسم میرے پروردگار کی بیشک وہ البتہ سچ ہے اور تم عاجز کرنیوالے نہیں ہو (۵۴) اور اگر ہو ہر جان کیلئے جس نے ظلم (یعنی شرک) کیا ہے جو کچھ کہ زمین میں ہے تو ضرور وہ اُسکو بدلے میں دیدے اور پشیمانی کو چھپاوین جبکہ وہ دیکھین عذاب کو اور فیصلہ کیا جاویگا اُن میں انصاف سے اور اُن پر ظلم نہ کیا جاویگا (۵۵) ہاں بیشک اللہ کے لئے ہی جو کچھ کہ آسمانون میں ہے اور زمین میں ہاں بیشک وعدہ اللہ کا برحق ہے ولیکن اُن میں کے بہت سے نہیں جانتے (۵۶) وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اُسیکے پاس پھر جانا ہے (۵۷) اے لوگو بیشک آئی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے پروردگار کے پاس سے اور شفا اُس بیماری کی جو دلوں میں ہے اور ہدایت و رحمت مسلمانوں کیلئے (۵۸) کہدے اے پیغمبر کہ اللہ کے فضل سے اور اُسکی رحمت سے اور اُسی کے ساتھ پھر چاہیئے کہ خوش ہون، وہ بہتر ہے اُس سے جو وہ جمع کرتے ہیں (۵۹) کہدے (اے پیغمبر) کیا دیکھا تم نے جو کچھ اوتارا اللہ نے رزق سے تمہارے لئے پھر تم نے اِس میں سے کرلیا حلال و حرام کہہ کیا خدا نے تمکو اجازت دی ہی یا خدا پر افترا کرتے ہو (۶۰) اور کیا گمان ہے اُن لوگون کا جو اللہ پر جھوٹا افترا کرتے ہیں آخرت کے دن کا بیشک اللہ ضرور لوگون پر فضل کرنیوالا ہے ولیکن اُنمین کے اکثر شکر

لا يشكرون ﴿۶۱﴾ وما تكون في شان وما تتلوا منه من قرآن
ولا تعملون من عمل الا كنا عليكم شهودا اذ تفيضون فيه
وما يعزب عن ربك من مثقال ذرة في الارض ولا في السماء
ولا اصغر من ذلك ولا اكبر الا في كتب مبين ﴿۶۲﴾ الا ان
اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون ﴿۶۳﴾ الذين امنوا و
كانوا يتقون ﴿۶۴﴾ لهم البشرى في الحيوة الدنيا وفي الاخرة
لا تبديل لكلمت الله ذلك هو الفوز العظيم ﴿۶۵﴾ ولا يحزنك
قولهم ان العزة لله جميعا هو السميع العليم ﴿۶۶﴾ الا ان لله
من في السموت ومن في الارض وما يتبع الذين يدعون
من دون الله شركاء ان يتبعون الا الظن وان هم الا
يخرصون ﴿۶۷﴾ هو الذي جعل لكم اليل لتسكنوا فيه والنهار
مبصرا ان في ذلك لايت لقوم يسمعون ﴿۶۸﴾ قالوا اتخذ الله
ولدا سبحنه هو الغني له ما في السموت وما في الارض
ان عندكم من سلطن بهذا اتقولون على الله ما لا تعلمون ﴿۶۹﴾

شکر نہیں کرتے (۶۱) اور تو کسی حال میں کیوں نہ ہو اور تو اُس میں سے قرآن میں سے
کچھ کیوں نہ پڑھے اور تم کاموں میں سے کوئی کام کیوں نہ کرتے ہو مگر ہم ہوتے ہیں تمہارے
پاس موجود جب کہ تم اسکو شروع کرتے ہو۔ اور نہیں چھپی رہتی تیرے پروردگار سے
(کوئی چیز) ذرہ کے برابر زمین میں اور نہ آسمان میں اور اُس سے (یعنی ذرہ سے) چھوٹی
اور نہ بڑی مگر (موجود ہے) بیان کرنیوالی کتاب میں (۶۲) ہاں بیشک اللہ کے دوست
اُن کو نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے (۶۳) جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگاری
کرتے تھے (۶۴) اُن کے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ادل
بدل نہیں ہے اللہ کے کلام میں یہ (بشارت) تو ہی ہے بڑی مراد پانی (۶۵) اور تجھکو
غمگین نہ کرے اُن کا کہنا۔ بیشک عزت اللہ کے لئے ہے ساری وہ سننے والا ہے
جاننے والا (۶۶) ہاں بیشک اللہ کیلئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں
ہے اور پیروی نہیں کرتے وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ کے سوا شریکوں کو نہیں
پیروی کرتے مگر گمان کی اور وہ نہیں ہیں مگر جھوٹی بات بنانے والے (۶۷) وہ
وہ ہے جس نے بنائی تمہارے لئے رات تاکہ تم اُس میں آرام کرو اور دن روشن
(تاکہ تم اُس میں چلو پھرو کاروبار کرو) بیشک اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کیلئے جو
سنتے ہیں (۶۸) کہتے ہیں (کفار مکہ) کہ ٹھہرالی ہے خدا نے اولاد۔ پاک ہے وہ، وہ
بے پرواہ ہے۔ اُسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے
(۶۹) تمہارے پاس دلیلوں سے کوئی دلیل اس پر نہیں ہے۔ کیا تم کہتے ہو خدا پر جو نہیں جانتے

قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ۝٧٠ مَتَاعٌ
فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا
يَكْفُرُونَ ۝٧١ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ
كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا
أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ ۝٧٢
فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ
الْمُسْلِمِينَ ۝٧٣ فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ
خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُنْذَرِينَ ۝٧٤ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ
عَلَى قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ۝٧٥ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ وَ
هَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا
قَوْمًا مُجْرِمِينَ ۝٧٦ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ
هَٰذَا لَسِحْرٌ مُبِينٌ ۝٧٧

کہدے (اے پیغمبر) کہ بیشک جو لوگ افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ فلاح نہیں پاینگے (۷۰) (اُنکو) فائدہ مندی دنیا مین ہے پھر ہمارے پاس اُنکو پھر آنا ہے پھر ہم انکو مزا چکھاوینگے عذاب شدید کا بسبب اسکے کہ وہ کفر کرتے تھے (۷۱) اور پڑھ سنا اُنکو قصہ نوح کا جبکہ اُس نے کہا اپنی قوم سے اے میری قوم اگر تم پر گران ہو گیا ہے میرا ٹھہرنا اور اللہ کی نشانیون (یعنی احکام) سے نصیحت کرنا تو مین نے خدا پر توکل کیا ہے پھر اکھٹے ہو جاؤ اپنے کام پر معہ اپنے شریکوں کے پھر نہ ہو تمہارا کام تم پر پوشیدہ پھر حوالہ کردو میرے اور مجھ کو مہلت مت دو (۷۲) پھر اگر تم پھر جاؤ تو مین تم سے نہیں مانگتا کچھ بدلا میرا بدلا دینا نہیں ہے مگر اللہ پر اور مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ مین ہون مسلمانون (یعنی فرمانبردارون) میں سے (۷۳) پھر انھون نے اُسکو جھٹلایا پھر بچا لیا ہم نے اُسکو اور اُنکو جو اُسکے ساتھ تھے کشتی میں اور ہم نے اُنکو جانشین کیا اور ہم نے اُن کو ڈبو دیا جنھون نے ہماری نشانیون کو جھٹلایا تھا پھر دیکھ کیسا ہوا اخیر حال ڈرائے گیوں کا (۷۴) پھر بھیجے ہم نے اُسکے (یعنی نوح کے) بعد رسول اُنکی قوم کے پاس پھر وہ آئے اُنکے پاس روشن دلیلون کے ساتھ پھر وہ نہ تھے کہ ایمان لاوین اُسپر جس کو اُنھون نے اِس سے پہلے جھٹلایا تھا اس طرح ہم مہر کردیتے ہیں دلوں پر زیادتی کرنے والون کے (۷۵) پھر ہم نے بھیجا اُنکے بعد موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اُسکے سردارون کے پاس اپنی نشانیون کے ساتھ پھر اُنھون نے تکبر کیا اور وہ لوگ گنہگار تھے (۷۶) پھر جب اُنکے پاس سچی بات ہمارے پاس سے آئی اُنھون نے کہا کہ بیشک یہ جادو ہے علانیہ (۷۷)

قَالَ مُوسَىٰٓ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ أَسِحْرٌ هَٰذَا وَلَا يُفْلِحُ
السَّاحِرُونَ ﴿٧٨﴾ قَالُوٓا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ
آبَآءَنَا وَتَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا
بِمُؤْمِنِينَ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ﴿٨٠﴾
فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰٓ أَلْقُوا مَآ أَنتُم مُّلْقُونَ ﴿٨١﴾
فَلَمَّآ أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ
عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨٢﴾ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ
كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨٣﴾ فَمَآ آمَنَ لِمُوسَىٰٓ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّن قَوْمِهِ
عَلَىٰ خَوْفٍ مِّن فِرْعَوْنَ وَمَلَإِيْهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ
وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٨٤﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم
بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوٓا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ﴿٨٥﴾ فَقَالُوا
عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَ
نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ
مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا

موسیٰ نے کہا کیا تم کہتے ہو سچ بات کیلئے جبکہ آئی تمہارے پاس۔ کیا یہ جادو ہے اور فلاح نہیں پاتے جادوگر (۷۸) وہ بولے کہ کیا تو ہمارے پاس آیا ہے اس لئے کہ پھیر دے ہمکو اُس سے جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو اور ہو تم دونوں کو بڑائی ملک میں اور ہم نہیں ہیں تمہارے ساتھ ایمان لانیوالے (۷۹) فرعون نے کہا کہ لے آؤ میرے پاس تمام جادوگروں (جادو کو بخوبی) جاننے والوں کو (۸۰) پھر جب آئے جادوگر اُن سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو (۸۱) پھر جب اُنھوں نے ڈالا موسیٰ نے کہا کہ جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے بیشک اللہ جلد اُسکو جھوٹا کر دیگا بیشک اللہ درست نہیں کرتا کام فساد کرنیوالوں کا (۸۲) ثابت کر دیگا اللہ سچ کو اپنے کلاموں سے اور گو کہ ناخوش ہوں گنہگار (۸۳) پھر کوئی ایمان نہ لایا موسیٰ پر بجز اُسکی قوم کی اولاد کے باوجود فرعون کے اور اُسکے سرداروں کے خوف کے کہ ایذا دیگا اُن کو۔ اور بیشک فرعون البتہ غالب تھا ملک میں اور بیشک وہ البتہ تھا زیادتی کرنیوالوں میں سے (۸۴) اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم ایمان لائی ہو اللہ پر تو پھر اُسی پر توکل کرو اگر تم مسلمان ہو (۸۵) پھر انھوں نے کہا کہ اللہ پر ہمنے توکل کیا۔ اے ہمارے پروردگار نہ کیجو ہم کو ایذا میں ڈالنے کو ظالموں کی قوم کے لئے (۸۶) اور نجات دے ہمکو اپنی رحمت سے کافروں کی قوم سے (۸۷) اور وحی بھیجی ہمنے موسیٰ اور اُس کے بھائی کے پاس یہ کہ بناوین اپنی قوم کیلئے مصر میں گھر اور بناؤ

بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۗ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَ قَالَ
مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَ مَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ
عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى
يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا
فَاسْتَقِيْمَا وَ لَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾
وَ جٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ
جُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّ عَدْوًا ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ
اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ
وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ
وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ
لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ
اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَ لَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ ق
وَّ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ

اپنے گھرون کو قبلہ رُخ اور قایم رکھو نماز کو اور خوشخبری دو ایمان والوں کو ⑧⑦ اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے پروردگار بیشک تو نے دی ہے فرعون کو اور اُسکے سرداروں کو شان اور دولت دنیا کی زندگی میں۔ اے ہمارے پروردگار تاکہ گمراہ کرین تیرے رستہ سے۔ اے ہمارے پروردگار مٹادے اُنکی دولتون کو اور سختی کر اُنکے دلون پر پھر وہ ایمان نہیں لانیکے جب تک کہ وہ دیکھین عذاب دُکھ دینے والا ⑧⑧ (خدا نے) کہا البتہ قبول کی گئی تم دونوں کی دعا پھر تم دونوں استقامت کرو اور پیروی نہ کرو اُن لوگوں کے رستہ کی جو نہیں جانتے ⑧⑨ اور پار اُتار دیا ہمنے بنی اسرائیل کو دریا سے پھر اُنکا پیچھا کیا فرعون نے اور اُسکے لشکر نے سرکشی اور تعدی سے یہان تک کہ جب آلگا اُسکو ڈوبنا اُس وقت فرعون نے) کہا ایمان لایا میں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ جس پر ایمان لائے ہیں بنی اسرائیل اور میں مسلمانوں میں سے ہوں ⑨۰ (خدا نے کہا) اب (ایمان لاتا ہے) اور ٹھیک نافرمانی کر چکا تو پہلے اور تو تھا فساد کرنے والوں میں سے ⑨۱ پھر آج کے دن بچا دینگے ہم تجھکو تیری لاش کو تاکہ تو ہو اُن لوگون کیلئے جو کہ تیرے پیچھے ہیں نشانی اور بیشک لوگون میں سے بہت ہیں ہماری نشانیوں سے غافل ⑨۲ اور ٹھیک ٹھیک جگہ دی ہمنے بنی اسرائیل کو جگہہ دینی سچائی کی اور ہمنے اُن کو روزی دی پاک چیزون سے۔ پھر اُنھون نے اختلاف نہیں کیا جب تک کہ آیا اُنکے پاس علم (یعنی قرآن)

اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (۹۳)
فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ

(۹۴) (فان کنت فی شک) اس سورہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ "جو لوگ افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ فلاح نہیں پاینگے" اور اُسکی تصدیق کے لئے خدا نے حضرت نوح اور اُنکی اُمت کا اور موسیٰ و ہارون و فرعون کا قصہ بیان فرمایا تھا کہ کس طرح اُنکی امت خدا کے رسولوں کی بات نہ ماننے سے عذاب میں مبتلا ہوئی۔ اُن کا قصہ بیان کرنے کے بعد خدا نے فرمایا " فان کنت فی شک" یعنی ای خدا پر افترا کرنے والے اگر تجھکو اس قصہ میں جو ہم نے بذریعہ محمد صلعم کے تجھپر نازل کیا ہے کچھ شک ہو تو اُن لوگوں سے پوچھ لے جو تجھ سے بہت پہلے سے کتاب کو پڑھتے آئے ہیں تقدیر کلام اس طرح پر ہے۔

فان کنت ایها المفتری فی شک مما انزلنا الیک بلسان محمد من قصص الانبیاء و امهم فسئل الذین یقرون الکتاب من قبلک ای قبل زمانک و عهدک۔

ثم خاطب الله هذا المفتری وقال لقد جاءک الحق من ربک بالوحی علی محمد فلا تکونن من الممترین ولا تکونن من الذین کذبوا بایت الله فتکون من الخسرین کما خسر و امة الانبیآء السابقین بالتکذیب بایات الله۔

یعنی اسکے بعد خدا نے پھر اُسی کو جو خدا پر افترا کرتا ہے مخاطب کر کے فرمایا "بیشک آیا ہے تیرے پاس سچ تیرے پروردگار کے پاس سے بذریعہ محمد صلعم کے پھر تو نہ ہو شک کرنیوالوں میں سے اور نہو اُن لوگوں میں سے جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی نشانیوں کو پھر تو ہو جاوے نقصان پانے والوں میں سے جس طرح کہ نقصان پایا اگلے نبیوں کی امت نے خدا کی نشانیوں کے جھٹلانے سے غرضکہ ان دونوں آیتوں میں آنحضرت صلعم کی طرف خطاب نہیں ہے بلکہ اُس شخص کیطرف خطاب ہے جو خدا پر افترا کرتا ہے اور خدا کی نشانیوں کو جھٹلاتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر جس طرح پر ہم نے بیان کی ہے اُسکی مثال سورہ انبیا و سورہ نحل کی آیت میں موجود ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے۔ وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیهم فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا

بیشک تیرا پروردگار فیصلہ کریگا اُن میں قیامت کے دن جس چیز میں کہ وہ اُس میں اختلاف کرتے تھے (۹۳) پھر اگر تو کسی شک میں ہو اُس سے جو بھیجا ہے ہم نے

لا تعلمون (سورہ نحل آیت ۴۵ سورہ انبیاء آیت ۷)۔

یعنی ہم نے تجھ سے پہلے نہیں بھیجا مگر آدمیوں کو کہ وحی بھیجی ہم نے اُنکے پاس پھر اے منکرو، پوچھ لو علم والوں یعنی توریت کے جاننے والوں سے اگر تم نہیں جانتے ہو۔

پس جسطرح خدا نے اس آیت میں منکروں کو توریت جاننے والوں سے پوچھنے کا حکم دیا اسیطرح اُس افترا کرنے والے اور جھٹلانیوالے کو اس سورت کی آیت میں حکم دیا کہ جو لوگ توریت کو پڑھتے ہیں اُنسے پوچھ لے ہم نے ان آیتوں میں ضمیر مخاطب کا جو مما انزلنا الیک۔ اور الکتاب من قبلک اور لقد جاءک الحق من ربک میں ہے اُس شخص کو مخاطب قرار دیا ہے جو خدا پر افترا کرتا ہے اور خدا کی نشانیوں کو جھٹلاتا ہے اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ وحی یا کتاب یا خدا کی طرف سے امر حق کے پہونچنے میں پیغمبر مخاطب ہو سکتا ہے نہ شخص منکر و مکذب تو اس مقام پر کیوں اُس کو مخاطب قرار دیا ہے۔

مگر جو چیزیں کہ پیغمبروں کو خدا کی طرف سے دی گئی ہیں وہ سب انبیاء کے ذریعہ سے اُنکو بھی دیگئی ہیں جنکی ہدایت کیلئے وہ پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں مثلاً توریت حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی ہے اور حضرت موسیٰ کو دیگئی ہے مگر جابجا خدا تعالیٰ توریت کا دیا جانا اُن لوگوں کی نسبت بیان کرتا ہے جن کی ہدایت کیلیے حضرت موسیٰ یا اور پیغمبر مبعوث ہوئے تھے چنانچہ سورہ بقر میں فرمایا ہے۔ ولما جاءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم نبذ فریق من الذین اوتوا الکتب کتاب اللہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون اس آیت میں توریت کا دیا جانا یہودیوں کی نسبت بیان ہوا ہے اسلئے کہ گو وہ حضرت موسیٰ کو دیگئی تھی مگر بذریعہ حضرت موسیٰ کے تمام یہودیوں کو دیگئی ہے اور اسلئے یہودیوں کو توریت کا دیا جانا فرمایا۔

اسی طرح ایک جگہہ فرمایا۔ وان الذین اوتوا الکتاب لیعلمون انہ الحق من ربھم پھر فرمایا۔ ولئن اتیت الذین اوتوا الکتب بکل ایۃ ما تبعوا قبلتک پھر فرمایا۔ الذین اتینٰھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم پھر فرمایا۔ وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءھم العلم پھر فرمایا مثل الذین اوتوا الکتب پھر فرمایا فریقا من الذین اوتوا الکتاب۔ پھر فرمایا من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم۔ پھر فرمایا۔ واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب

إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ
جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ
مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٥﴾
إِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمٰتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَلَوْ
جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيْمَ ﴿٩٧﴾ فَلَوْلَا كَانَتْ
قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيْمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّا اٰمَنُوْا كَشَفْنَا
عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ إِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾
وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ
النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ
إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾
قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ

پھر فرمایا۔ یاایھا الذین اوتوا الکتب امنوا پھر فرمایا و لقد وصینا الذین اوتوا الکتب من قبلکم
وایاکم پھر فرمایا۔ الیوم احل لکم الطیبت وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم۔ پھر فرمایا۔ والمحصنت
من الذین اوتوا الکتب من قبلکم۔ ان تمام آیتوں میں توریت کا دیا جانا یہودیوں کو اور انجیل کا
دیا جانا عیسائیوں کو بیان ہوا ہے حالانکہ وہ موسیٰ یا انبیا بنی اسرائیل یا حضرت عیسیٰ کو دی گئی تھی اور بواسطے
اُن پیغمبروں کے یہودیوں اور عیسائیوں کو اِس لئے اُن کا دیا جانا یہودیوں اور عیسائیوں کو کہا گیا اسی طرح

تیرے پاس تو پوچھ اُن لوگوں سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھسے پہلے بیشک آیا ہے سچ تیرے پاس تیرے پروردگار سے پھر نہ ہو تو شک لانیوالوں میں سے (۹۴) اور نہ ہو اُن لوگوں میں سے کہ جھٹلایا اللہ کی نشانیوں کو پھر تو ہو جاوے نقصان پانے والوں میں (۹۵) بیشک وہ لوگ کہ اُن پر محقق ہو گیا حکم تیرے پروردگار کا وہ ایمان نہیں لانیکے (۹۶) اور گو کہ آوے اُنکے پاس ہر ایک نشانی یہانتک کہ وہ دیکھیں عذاب دُکھ دینے والا (۹۷) پھر کیوں نہوئی کوئی بستی کہ ایمان لائی ہو (یعنی عذاب نازل ہونیکے بعد) پھر اُسکو فائدہ دیا ہو اُسکے ایمان نے بجز قوم یونس کے جبکہ وہ ایمان لائے دور کردیا ہم نے ان سے رسوا کرنے والے عذاب کو دنیا کی زندگی میں اور ہم نے اُنکو فائدہ مند کیا ایک مدت تک (۹۸) اور اگر چاہتا تیرا پروردگار تو ایمان لے آتے جو زمین میں ہیں سب کی سب اکٹھا پھر کیا تو جبر کرسکتا ہے لوگوں پر تاکہ وہ مسلمان ہو جاویں (۹۹) اور ممکن نہیں ہے کسی شخص کو کہ ایمان لاوے مگر اللہ کے حکم سے اور کردیتا ہے نجس ہونا اُن لوگوں پر جو نہیں جانتے (۱۰۰) کہدے اے پیغمبر، دیکھو کیا کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں اور کچھ فائدہ نہیں کرتیں نشانیاں

اِن آیتوں میں قرآن مجید کا نازل ہونا یا امر حق کا آنا بذریعہ محمد رسول اللہ کے منکر یا مکذب کی نسبت بیان کیا گیا بعض مفسرین نے بھی فان کنت اور مما انزلنا الیک ۔ کا خطاب منکر یا مکذب کی طرف قرار دیا ہے چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے "ھذا الخطاب لیس مع الرسول" اور انزلنا الیک کی تفسیر میں لکھا ہے "ثمما انزلنا الیک من الھدی علیٰ لسان محمد" اور یہی وہ بات ہے جو ہم نے زیادہ تفصیل سے اس آیت کی تفسیر میں بیان کی ہے۔

وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠١﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ
الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾
ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾
قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ
وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ
لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٥﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا
مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ
لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ
يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٧﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ
قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ
لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٨﴾
وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾

اور ڈرانے والی اُس قوم سے جو ایمان نہیں لاتی (۱۰۱) پس نہیں منتظر رہتے مگر مانند اُن لوگوں کی مصیبت کے دنوں کے جو گذرے ہیں اُن سے پہلے کہدے (اے پیغمبر) پھر منتظر رہو بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں (۱۰۲) پھر بچا لینگے ہم اپنے رسولوں کو اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اسطرح ہم پر محقق ہی بچا لینا ایمان لانے والوں کا (۱۰۳) کہدے (اے پیغمبر) کہ اے لوگوں اگر تم ہو شک میں میرے دین سے پھر میں عبادت نہیں کرتا اُن کی جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا لیکن عبادت کرتا ہوں اُس خدا کی جو تمکو مارتا ہے اور مجھکو حکم کیا گیا ہے کہ میں ہوں مسلمانوں میں سے (۱۰۴) اور یہ کہ سیدھا کر اپنا مونہہ دین کے لئے خالص ہو کر اور مت ہو مشرکوں میں سے (۱۰۵) اور مت پکار اللہ کے سوا اُسکو کہ نہ نفع دے تجھکو اور نہ ضرر پہونچا دے تجھکو پھر اگر تو نے کیا تو بیشک تو اُسوقت ہوگا ظالموں میں سے (۱۰۶) اور اگر پہونچا دے تجھکو کوئی برائی پھر اُسکا دور کرنے والا کوئی نہیں مگر وہ اور اگر ارادہ کرے تیرے ساتھ بھلائی کا پھر کوئی ہٹانے والا نہیں اُس کے فضل کو پہونچا دیتا ہے اُس کو جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور وہ بخشنے والا ہے مہربان (۱۰۷) کہدے (اے پیغمبر) اے لوگوں بیشک آیا ہے سچ تمہارے پاس تمہارے پروردگار سے پس جس شخص نے ہدایت پائی اسکے سوا کچھ نہیں کہ ہدایت پاتا ہے خود اپنے لئے اور جو کوئی گمراہ ہوتا ہے اس کے سوا کچھ نہیں کہ گمراہ ہوتا ہے اپنے نقصان کیلئے اور ہم نہیں ہیں اوپر تمہارے نگہبان (۱۰۸) اور پیروی کر اس چیز کی کہ وحی بھیجی جاتی ہے تیرے پاس اور صبر کر یہانتک کہ حکم کرے اللہ اور وہ بہت اچھا ہے حکم کرنے والوں میں کا

نام کتاب	قیمت
النظر۔ مصنفہ سر سید احمد خان مرحوم۔ اسمیں اُنکے رسالے شامل ہیں جن میں امام غزالی کے بعض مضامین پر محققانہ بحث کی گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۲ر
ابطال غلامی۔ مصنفہ سر سید احمد خان مرحوم۔ اسمیں نہایت تحقیق اور اجتہاد سے اسبات پر بحث کی گئی ہے کہ اسلام نے غلامی کو باطل ٹھیرایا ہے ۔ ۔	عہ ر
امہات المومنین کا جواب۔ یہ سر سید کا آخری مضمون ہے جو وفات سے چند دن قبل لکھنا شروع کیا تھا	۴ر
آیات اللہ الکاملہ۔ ترجمہ اُردو کتاب حجۃ اللہ البالغہ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث	۶ ۱۲ر
اعجاز التنزیل۔ مصنفہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب مرحوم وزیر اعظم ریاست پٹیالہ ۔ ۔	ــے ر
دعوت اسلام۔ ترجمہ پریچنگ آف اسلام مصنفہ ٹی ڈبلیو آرنلڈ ۔ ۔ ۔	ــے ر
رسائل شبلی۔ شمس العلما مولوی شبلی نعمانی کے گیارہ مختلف مضامین کا مجموعہ ۔	۸ عہ ر
الفاروق ہر دو حصہ۔ یعنی حضرت عمر فاروقؓ کی مکمل سوانح عمری مرتبہ شمس العلما مولوی شبلی	۶ ر
المامون معہ الجزیہ۔ یعنی مامون الرشید کی زندگی کے واقعات ۔ ۔	عہ ر
سیرۃ النعمان۔ سوانح عمری امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مصنفہ شمس العلما مولوی شبلی ۔	[illegible]
تاریخ علم کلام حصہ اول۔ شمس العلما مولانا شبلی نعمانی کی سب سے آخری اور نئی تصنیف ۔	[illegible]
عجائب الاسفار جلد اول۔ یعنی سفرنامہ شیخ ابن بطوطہ ۔ ۔ ۔ ۔	[illegible]
عجائب الاسفار جلد دوم " " " ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	[illegible]
سفرنامہ روم و مصر و شام۔ شمس العلما مولانا محمد شبلی نعمانی کا سفرنامہ ۔ ۔	[illegible]
سیر حامدی۔ یعنی سفرنامہ جناب نواب محمد حامد علی خان بہادر والی ریاست رامپور متعلقہ سفر یورپ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	ــے ر
وقائع سیر و سیاحت ڈاکٹر برنیر۔ جس میں واقعات عہد سلطنت شاہجہان و اورنگ زیب درج ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ ۔ ۔ ۔ ۔	[illegible]
حیات جاوید۔ یعنی لائف سر سید احمد خان مرحوم بلا ضمیمہ جات طبع دوم ۔	ــے ر
تزک عبد الرحمانی کے ہر دو حصہ جات جسمیں امیر عبد الرحمن خان نے خود اپنی سوانح عمری لکھی ہے اور اُس کا اُردو ترجمہ (محمد حسن خان صاحب نے کیا ہے) قیمت ہر دو حصہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	ــے ر